عشرۂ چہلم
معصومین کا علم لسانیات
۱۱ صفر تا ۲۰ صفر ۱۴۱۶ھ ۱۹۹۵ء
بمقام...... امام بارگاہ جامعہ سبطین گلشن اقبال
انیسِ خطابت......
علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی

نام کتاب : معصومینؑ کا علمِ لسانیات (عشرۂ مجالس، دس مجلسیں)

مقرر : علّامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

اشاعت : اوّل (۱۴۳۵ھ بمطابق ۲۰۱۴ء)

مطبع : سیّد غلام اکبر

تعدادِ اشاعت : ایک ہزار

قیمت : Rs. 300/=

ناشر : محسنہ میموریل فاؤنڈیشن
فلیٹ نمبر 102، مصطفیٰ آرکیڈ،
سندھی مسلم کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی،
کراچی، فون: 02134306686

website: www.allamazameerakhtar.com

----{ کتاب ملنے کا پتہ }----

MUSTAFA ARCADE Flat #102, Plot 119-A S.M.C.H.S, KARACHI PAKISTAN Ph# 02134306686	IMAM BARGAH DUA-E-ZEHRA 2 Lorne Road NN 1 3RN U.K. Ph# 07989344151	Community News & Views 11 Amesbury Court Robbinsville N.J. 08691 U.S.A Ph# 0016093360015
H.NO.22-3-145, DarabJang Lane, Yakutpura, Hyderabad A.P. INDIA Ph# 00918099247402	6 Edwards Mews Islington London N1 1SG Ph# 00447958344614 00442072269057	Abbas Book Agency Rustam Nagar Dargah Hz. Abbas Lucknow-3 U.P. INDIA Ph# 00919369444864
Alamdar Book Depot Imam Bargah Shuhda-e-Karbal Ancholi Society Karachi Ph# 02136804345	Iftikhar Book Depot 43-Main Bazar Islampura, Lahore Ph# 042-37223686	Ahmed Book Depot Phatak Imam Bargah Shah-e-Karbala Rizvia Society Karachi

فہرست

پہلی مجلس
قرآن اور علمِ لسانیات

﴿صفحہ نمبر ۳۳ تا ۵۰﴾

دوسری مجلس

لفظ اور اِذنِ معصومؑ

……《صفحہ نمبر ۵۱ تا ۷۰》……

۳۔ حضرت ہارون فصیح اللسان تھے ____________

۴۔ حضرت داوٗدؑ اور حضرت عیسیٰؑ نے بنی اسرائیل پر لعنت کی ہے ____________

۵۔ ہر نبی اپنی قوم کی زبان بولتا تھا____________

۶۔ عجم اور عرب کی زبان سے اللہ کی دلیل ____________

۷۔ علیؑ لسانِ صدق ہیں ____________

۸۔ آخر زمانے میں ایک سچّی زبان ہوگی____________

۹۔ مدحِ علیؑ ہو یا ذکرِ اہل بیتؑ لفظ امامِ وقت کی اجازت سے چلتے ہیں ____________

۱۰۔ شاعر ہوں یا ادیب لفظ اجازتِ امام پر مجبور ہیں ____________

۱۱۔ جوشؔ، انیسؔ اور دبیرؔ پانچ پانچ لاکھ الفاظ، اِذن ملا چلے ____________

۱۲۔ الفاظ امام کے سامنے دست بستہ اجازت طلب ہوتے ہیں ____________

۱۳۔ دنیا کے بہت سے ادیبوں، شاعروں کو اِذن نصیب نہیں ہوا ____________

۱۴۔ یہ روحانی باتیں ہیں ذرا مشکل سے سمجھ میں آتی ہیں____________

۱۵۔ محملِ گُل کا لفظ چینی زبان سے آیا ہے ____________

۱۶۔ محملِ گُل کے معنی ہیں گلاب کے پھول کی عماری ____________

۱۷۔ گُل دان، چینی اونٹ، پیٹھ پر چینی کا پھول____________

۱۸۔ حسنؑ اور حسینؑ میرے چمن کے دو پھول ہیں ____________

۱۹۔ حسینؑ کا سر آ رہا ہے، استقبال کریں ____________

۲۰۔ راہبوں نے قادسیہ کے قافلے کا استقبال آنسوؤں سے کرنا چاہا ____________

۲۱۔ جہاں حسینؑ کا سر رکھا تھا وہاں سے اب بھی تازہ خون اُبلتا ہے ____________

۲۲۔ مادرِ حسینؑ نے سید علوی کے باپ کا مرثیہ سنایا____________

تیسری مجلس

رَطبُ اللسانی

﴿صفحہ نمبر ۱۷ تا ۹۱﴾

۱۔ سوز خوانی، سلام، مرثیہ، قطعات اور رباعیات کا تعلق لسانیات سے ہے -

۲۔ ہماری مجالس عزا علمِ لسانیات کا شاہکار ہوتی ہیں ----------

۳۔ یہاں ہمارے بچے زبان سیکھتے ہیں ----------

۴۔ دانشوروں کا موضوع ہم عزاداروں میں ڈسکس کرتے ہیں ----------

۵۔ ہمارا ہر موضوع فضائلِ محمد وآلِ محمدؐ کے ساتھ چلتا ہے ----------

۶۔ کراچی کی چالیس سالہ تاریخ میں کسی نے یہ موضوع نہیں پڑھا ----------

۷۔ بولی علاقائی ہوتی ہے، زبان بین الاقوامی ہوتی ہے ----------

۸۔ اردو زبان دنیا کی تیسری بڑی زبان ہے ----------

۹۔ ''میں آلِ محمدؐ کی کنیز ہوں'' اردو کی قسم ----------

۱۰۔ علمِ لسانیات میں اردو بہت آگے بڑھتی جارہی ہے ----------

۱۱۔ بعدِ رسولؐ مارو، کاٹو اور قبضہ کرنے کا دور تھا ----------

۱۲۔ سلطنتیں چھن گئیں، فوج کا دماغ نہیں ہوتا ----------

۱۳۔ تعلیم کا تعلق دماغ سے ہے، حکومتیں علم سے بنتی ہیں ----------

۱۴۔ پچیس برسوں میں علیؑ نے دماغ کی سلور جوبلی منا ڈالی ----------

۱۵۔ جہاں سیاست ہو وہاں علم نہیں ہوتا ----------

۱۶۔ مدینے میں ایک سو تیس سیاسی پارٹیاں تھیں ----------

۱۷۔ جہاں فلمیں دکھائی جارہی ہوں وہاں علمِ لسانیات کون سیکھے گا ----------

۱۸۔ یہ ٹی وی کے پروگرام دماغوں کو تالے لگا رہے ہیں ——————

۱۹۔ پچیس برس الیکشن ہوئے علیؑ کو ووٹ نہیں ملا ——————

۲۰۔ چودہ سو برسوں میں مکّے میں اسلامی علوم پہ کوئی کتاب نہیں لکھی گئی ——

۲۱۔ اگر علیؑ کعبے پہ حق جتاتے تو کعبہ ڈھا دیا جاتا ——————

۲۲۔ باپ بیٹے نے مل کر کعبے کو بچایا ——————

۲۳۔ کربلا کی جنگ مدینے میں بھی ہو سکتی تھی ——————

۲۴۔ کوفہ مرکزِ علم تھا، تین ہزار دَیر ارد گرد تھے ——————

۲۵۔ ہر زبان کے ماہر کوفے میں رہتے تھے ——————

۲۶۔ کتاب، حدیث لکھنے پر کوڑے پڑتے تھے ——————

۲۷۔ امام حسنؑ اور امام حسینؑ اور انصار و اصحاب کتابیں لکھتے رہے ——————

۲۸۔ علیؑ کے سب جملے محفوظ ہو گئے ——————

۲۹۔ سب سے بڑا ماہرِ لسانیات کون تھا ——————

۳۰۔ گھمسان کی لڑائی میں، برستے لہو میں علم سکھایا جاتا ہے ——————

۳۱۔ علیؑ کے بغیر رسولؐ وحی نہیں سناتے تھے ——————

۳۲۔ قرآن میں کوئی لفظ متشابہ نہیں ہے ——————

۳۳۔ قرآن میں مقطعات کے بہتر ٹکڑے ہیں ——————

۳۴۔ ایک ہی وقت میں الفاظ بدل جاتے ہیں ——————

۳۵۔ اللہ کی زبان علیؑ ہیں آج تک الفاظ نہیں بدلے ——————

۳۶۔ علیؑ کی سچی زبان قرآن کی محافظ ہے ——————

۳۷۔ یٰسین کا ترجمہ سیّد و سردار ہی ہے ——————

۳۸۔ ''س'' انسان کا مخفف ہے ——————

۳۹۔ قرآن بھی حکیم، انسان بھی حکیم لیکن عام انسان نہیں ---------------

۴۰۔ ''رطبُ اللّساں ہوں مدح شہِ خاص و عام میں'' انیسؔ ---------------

۴۱۔ اردو میں لسانیات کا پہلا محاورہ انیسؔ نے بنایا ---------------

۴۲۔ ''رسولؐ نے سارا علم مجھ میں منتقل کر دیا'' حضرت علیؑ ---------------

۴۳۔ ''ص'' مقطعات میں بھی ہے اور قسم بھی ہے ---------------

۴۴۔ ''ص''، ''ن'' اور ''ق'' سے کون کون مراد ہیں؟ ---------------

۴۵۔ ''ن'' کا نقطہ فاطمہؑ، ''ق'' پہ دو نقطے حسنین علیہم السلام ---------------

۴۶۔ تعریف کا آخری لفظ عربی میں حسینؑ ہے ---------------

۴۷۔ بلندی کا آخری لفظ علیؑ ہے ---------------

۴۸۔ دنیا اللہ کی تعریف کرتی ہے اللہ محمدؐ کی تعریف کرتا ہے ---------------

۴۹۔ قسم چار طریقوں سے کھائی جاتی ہے ---------------

۵۰۔ اللہ کی قسم عظیم ہوتی ہے ---------------

۵۱۔ روم کا راہب پوچھتا ہے، دربارِ یزید میں، یہ کس کا سر ہے ---------------

۵۲۔ ہم اپنے نبی داؤدؑ کے گدھے کے کھر کا احترام کرتے ہیں ---------------

۵۳۔ فضہ جا کر حبیبؓ سے میرا سلام کہہ دے ---------------

چوتھی مجلس

آیۂ نجویٰ

......﴿صفحہ نمبر ۹۲ تا ۱۲۲﴾......

۱۔ قرآن میں پندرہ مقامات پر لسان کی گفتگو ہے ---------------

۲۔ ہم ارادہ کرتے ہیں تب وہ ارادہ کرتا ہے (نہج البلاغہ) ———

۳۔ ہم بولتے ہیں تب آیت بنتی ہے (نہج البلاغہ) ———

۴۔ علیؑ کا نام قرآن میں دس جگہ ہے ———

۵۔ ریاض کو ریاد، ابوظہبی کو ابودہبی اور ضیا کو دیا یہ کیا ہے؟ ———

۶۔ ض کو "د" ہی بولیں گے تو بولتے رہیں ———

۷۔ علیؑ اور اہلِ بیتؑ کے فضائل اتنے ہیں کہ گھٹ نہیں سکتے ———

۸۔ قرآن اور آلِ محمدؑ کا علم گھٹ ہی نہیں سکتا ———

۹۔ قرآن اہلِ بیتؑ کے گھر کی زبان ہے ———

۱۰۔ جاہل کا کام ہے علم کو پھیلانا ناسمجھی میں ———

۱۱۔ سورۂ مجادلہ بارہویں آیت کس کی شان میں ہے؟ ———

۱۲۔ قرآن میں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات شانِ علیؑ میں ہیں ———

۱۳۔ آیۂ نجویٰ میں علیؑ کے علاوہ کوئی شامل نہیں ہے ———

۱۴۔ مولانا مودودی بھی مدحِ علیؑ لکھنے پر مجبور ہو گئے ———

۱۵۔ بڑے سے بڑا دشمن علیؑ بھی ماننے پر مجبور ہے ———

۱۶۔ نجویٰ کے معنی ہیں کان میں چپکے سے بات کرنا ———

۱۷۔ سوائے علیؑ کے کسی نے صدقہ دے کر نبیؐ سے سرگوشی نہیں کی ———

۱۸۔ صرف میدانِ جنگ ہی نہیں، مال دینے میں بھی ڈر لگتا ہے ———

۱۹۔ اُمت کے دو گروہ مفلسین یا بخیل ———

۲۰۔ اُمت کنجوسوں اور فقیروں میں بٹ گئی ———

۲۱۔ پوری اُمت نے اللہ کے حکم پر عمل نہیں کیا ———

۲۲۔ بخیلوں اور مفلسوں میں سلمانؓ اور ابوذرؓ کی بات نہ کریں ———

پانچویں مجلس

حروفِ مقطّعات

(صفحہ نمبر ۱۲۳ تا ۱۴۷)

۴۔ علیاً کے معنی سوائے علیؑ کے ہو سکتے ہی نہیں ــــــــــــــــــــ

۵۔ قرآن شاعری نہیں ہے، حالانکہ ہر سورہ کی آیت کا اختتام قافیہ پر ہے - -

۶۔ سورۂ رحمان کی ہر آیت "ن" پر سورۂ مریم کی ہر آیت "الف" پر ختم ہو رہی ہے

۷۔ چودہ معصومینؑ نے قرآن کا ایک ایک حرف سمجھایا ہے ــــــــــــــــ

۸۔ میری ایک تقریر پچاس ساٹھ ہزار کتابوں کا خلاصہ ہوتی ہے ــــــــــــ

۹۔ حوالہ حالتِ شک وشبہ میں مانگا جاتا ہے ــــــــــــــــــــ

۱۰۔ ذکرِ آلِ محمدؑ میں حوالہ نہیں مانگنا چاہیئے ــــــــــــــــــــ

۱۱۔ ذکرِ عقائد میں سند کی ضرورت نہیں ہوتی ــــــــــــــــــــ

۱۲۔ فضائل آلِ محمدؑ میں سند یا حوالہ نہیں دیا جاتا ــــــــــــــــــــ

۱۳۔ حدیثِ کساء کہاں لکھی ہے؟ پوچھنے والا کمبخت، مردود اور منحوس ہے ــــ

۱۴۔ سند کی ضرورت فروعِ دین میں پڑتی ہے اصول وعقائد میں نہیں ــــــ

۱۵۔ قرآن میں وضو کہاں لکھا ہے ــــــــــــــــــــ

۱۶۔ جڑ کے بارے میں نہیں، شاخوں کے بارے میں پوچھا جانا ہے ــــــ

۱۷۔ درخت کی شاخیں اور پھل دیکھا جاتا ہے، جڑیں نہیں کھودی جاتیں ــــ

۱۸۔ جڑ کھدی، درخت گرا، اب دیکھ لو جی بھر کے ــــــــــــــــــــ -

۱۹۔ مجالس درس گاہ بابِ مدینۃ العلم ہیں، سنتے رہیئے ــــــــــــــــ

۲۰۔ فضائل علیؑ سننے کا عادی بنائیں ــــــــــــــــــــ

۲۱۔ ہمارا کام بتانا ہے، مومنین کا کام عمل کرنا ہے ــــــــــــــــ

۲۲۔ قرآن کے حروف کا ترجمہ اور تفسیر صرف معصوم کر سکتا ہے ــــــــــ

۲۳۔ قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے ــــــــــــــــــــ

۲۴۔ قرآن کی زبان کب سے لوحِ محفوظ میں محفوظ تھی ــــــــــ

۲۵۔ حرف اور لفظ سب اللہ کے ہاں سے ایجاد ہوئے ————

۲۶۔ اللہ نے آدمؑ کو سات لاکھ زبانیں سکھائی تھیں ————

۲۷۔ وہ سات لاکھ زبانیں آج کہاں ہیں؟ ————

۲۸۔ آدمؑ کی پیشانی میں تو سات لاکھ زبانیں تھیں ————

۲۹۔ کیا صہیب، بلالؓ اور سلمانؓ کی زبان عربی تھی ————

۳۰۔ زبان کے معاملے میں ہر آدمی تعصبی ہوتا ہے ————

۳۱۔ زبان کی بنیاد پر پوری دنیا میں فسادات ہوئے ————

۳۲۔ زبان کے معاملے میں انسان بہت حساس ہے ————

۳۳۔ فرمانِ رسولؐ ’’گھر کی باتیں گھر والے بہتر جانتے ہیں‘‘ ————

۳۴۔ امام کی زبان لگی ایک ٹھیکری بہتر زبانیں سکھاتی ہے ————

۳۵۔ رسولؐ اکرم ماہر لسانیات تھے ————

۳۶۔ حضرت سلمان چیونٹی سے باتیں کر رہے تھے ————

۳۷۔ ابجد پڑھے بغیر قرآن کیسے سمجھ میں آئے گا ————

۳۸۔ حروف متاشبہ (مقطعات) ابجد قرآن کیسے چھوڑ دیں ————

۳۹۔ بنیاد ہی کمزور ہو تو علم کیسے آئے گا ————

۴۰۔ قرآن کی بنیاد یہی حروف مقطعات (متشابہ) ہیں ————

۴۱۔ بغیر حروف سمجھے آپ قرآن ڈائریکٹ کیسے پڑھائیں گے ————

۴۲۔ حروف کی روح کو سمجھو پھر آیات کی بات کرو ————

۴۳۔ قرآن کے اُنتیس سورہ حروف مقطعات سے شروع ہوتے ہیں ————

۴۴۔ کُل مقطعات حروف کی تعداد بہتر ہے ————

۴۵۔ ڈاکٹر خلیفہ کو یہ چودہ حروف سمجھنے میں تین سال لگے ————

۴۶۔ قرآن کا سارا راز اُنیس کی گنتی میں ہے ____________

۴۷۔ ہمارا حساب پانچ، بارہ، چودہ، بہتّر میں چلتا ہے ____________

۴۸۔ صراطُ علیٍّ حقٌّ نمسّکہٗ علیؑ کا سیدھا راستہ جس سے ہم منسلک ہیں۔

۴۹۔ محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ کے کل حروف اُنیس ہیں ____________

۵۰۔ قرآن اور اہلِ بیتؑ پلّہ برابر ہی رہے گا ____________

۵۱۔ راز کی گفتگو چند حروف میں ہوتی ہے ____________

۵۲۔ اللہ اور پیغمبرؐ کی راز کی باتیں "الف، لام، میم" ____________

۵۳۔ طٰسٓمٓ سے مراد واقعہ معراج ہے ____________

۵۴۔ کاف، ہا، یا، عین، صاد، سے مراد واقعہ کربلا ہے ____________

۵۵۔ سر کٹ گئے اہلِ بیتؑ قرآن سے جدا نہیں ہوئے ____________

۵۶۔ حسینؑ سورہ کہف کی تلاوت کیوں کر رہے تھے ____________

۵۷۔ جو ماں بچے کو عزاداری سکھائے اُسے سلام ____________

۵۸۔ یہ ماں کربلا کی ماؤں کے قدم بہ قدم چل رہی ہے ____________

۵۹۔ میں نے عزاداری اپنی ماں سے سیکھی خطیبِ اعظم! ____________

۶۰۔ واقعہ کربلا کا مرکز ماں ہے ____________

۶۱۔ پہلی محرم سے آٹھ ربیع الاوّل تک ایک ماں کی آرزو ہے ____________

۶۲۔ حسینؑ کو رونے والے قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے ____________

۶۳۔ جو قوم روتی ہے وہ حسینؑ کی قوم ہے ____________

۶۴۔ فاطمہؑ کی ایک ہی تمنا مجلس کراؤ میرے بچے کو روؤ ____________

۶۵۔ مقتلِ حسینؑ فاطمہؑ نے اپنے بالوں سے صاف کیا ____________

۶۶۔ تنور سے نور ساطع ہوا، نور کی عماری اُتری ____________

چھٹی مجلس

محبّت کی زبان

﴿صفحہ نمبر ۱۴۸ تا ۱۸۷﴾

۱۵۔ محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ یہ نام پہلی وحی سے پہلے کس نے رکھوائے ـــــــــ

۱۶۔ صرف معصومین کے القاب ایک لغت کے برابر ہیں ـــــــــ

۱۷۔ کائنات کا سب سے بڑا ماہرِ لسانیات حضرت عبدالمطلبؑ ـــــــــ

۱۸۔ کیا عبدالمطلب اللہ کا مظہر ہیں ـــــــــ

۱۹۔ چودہ معصومؑ عصمتِ کبریٰ پر فائز ہیں ـــــــــ

۲۰۔ اجدادِ پیغمبر معصوم ہیں اللہ سے باتیں کرتے ہیں ـــــــــ

۲۱۔ وقتِ ظہور حضرت علیؑ کے تین نام بیک وقت رکھے گئے ـــــــــ

۲۲۔ محمدؐ نے ہمیشہ ابوتراب کہہ کے علیؑ کو پکارا ـــــــــ

۲۳۔ ترکی زبان میں لشکر کو کہتے ہیں اردو ـــــــــ

۲۴۔ اردو زبان حضرت سلیمانؑ کے عہد میں بن چکی تھی ـــــــــ

۲۵۔ ننھے سے کیڑے کے چلنے کی آواز کون کون سنتا ہے ـــــــــ

۲۶۔ پہاڑوں، دریاؤں، زمینوں اور درختوں کی بھی زبان ہوتی ہے ـــــــــ

۲۷۔ جُم جُمہ، ابنِ کُر کُرہ، ابنِ مُر مُرہ، ایک بڑا سا کیکڑا نُصیر سے ہم کلام ہے ـــ

۲۸۔ علیؑ ہمارے باپ دادا کو جانتا ہے پانی کی گہرائی نہیں جانتا! ـــــــــ

۲۹۔ انبیاء کے سارے کام ہم کر رہے ہیں ـــــــــ

۳۰۔ عزاداری میں کوئی چیز نبوت سے ہٹ کر نہیں ـــــــــ

۳۱۔ میں آپ کے ذہن کو رزق دے رہا ہوں ـــــــــ

۳۲۔ واہ واہ کا مطلب اللہ اللہ، آہ کا مطلب اللہ اللہ ـــــــــ

۳۳۔ دوسرا روئے تو تم بھی رونا شروع کر دو ـــــــــ

۳۴۔ گُرز دیکھتے ہی عربی آجاتی ہے ـــــــــ

۳۵۔ فصاحت و بلاغت کی آسان ترین تشریح ـــــــــ

۵۷۔ جنابِ سیّد سجادؑ تمام جانوروں اور پرندوں کی زبان سمجھتے تھے اور اُن سے اُن کی زبان میں باتیں کرتے تھے ------------

۵۸۔ مودّت ولایت کو کہتے ہیں اگر ہے تو ہم آئیں گے ------------

۵۹۔ خواب میں ہر معصوم آپ کی اپنی زبان میں گفتگو کرتا ہے ------------

۶۰۔ حضورؐ اکثر صحابہ سے قطع کلام کر لیتے تھے ناراض ہو جاتے تھے ------------

۶۱۔ اسلام کا ہر فرقہ غلط ہے ------------

۶۲۔ انیسؔ و دبیرؔ نے مرثیے ضریح میں ڈال دیئے علیؑ نے دستخط کر دیئے ------------

۶۳۔ شاعر کا مصرع علیؑ نے درست کرا دیا ------------

۶۴۔ درِ حسینؑ سے دوری لسانی جھگڑے کو جنم دیتی ہے ------------

۶۵۔ محبت اور مودّت کی بھی ایک زبان ہوتی ہے ------------

۶۶۔ شام کے راستے میں جنابِ سیّد سجادؑ نے اہل بیتؑ کی شان میں آیات سنائیں

۶۷۔ دربارِ یزید میں اسیرانِ کربلا کی آمد ------------

۶۸۔ دربار کا حال، زینبؑ بد دعا نہ کرنا ------------

ساتویں مجلس

حضرت امام علی رضا علیہ السّلام

……《صفحہ نمبر ۱۸۸ تا ۲۱۴》……

۱۔ اچھے الفاظ کانوں کو اچھے لگتے ہیں ------------

۲۔ شعورِ دعا آلِ محمدؐ کی عطا ہے ------------

۳۔ ''ابوصلت! تمہیں معلوم ہے ہم دنیا کی تمام زبانیں جانتے ہیں'' ------

۴۔ سب نے اپنی اپنی زبان میں علیؑ کو ''مشکل کشاء'' کہا ہے ------

۵۔ لسانیات ایک فکری موضوع ہے ہر کوئی نہیں بولتا اِس پر ------

۶۔ زیارتیں معصومینؑ نے لکھوائیں، عالموں نے نہیں بنائیں ------

۷۔ سب امام عالمِ غربت میں شہید ہوئے ------

۸۔ معصوم کی زبان سے نکلا لفظ ایک لغت ہوتا ہے ------

۹۔ حج کے معنی ارادہ تھے رسولؐ نے معنی بدلے سات بار طواف ------

۱۰۔ عَلَم کے معنی بلند تھے اَب صرف عباسؑ کا علم ------

۱۱۔ بابا! ایک جام کی سبیل ہو سکتی ہے ------

۱۲۔ جہاں پانی وہاں سبیل لفظ کے معنی بدل گئے ------

۱۳۔ حروف کے موجد معصومینؑ ہیں ------

۱۴۔ سورۂ الحمد میں سات آیتیں کیوں ہیں ------

۱۵۔ حسینؑ کی ضرورت دوبارہ نہیں پڑی، کربلا بنانا مشکل تھا ------

۱۶۔ امام علیؑ رضا نے فرمایا روح دماغ میں رہتی ہے ------

۱۷۔ فرعون کے جادوگر اور ہارون رشید کے جادوگر ------

۱۸۔ غلاموں کا مذاق اُڑے تو امام جلال میں آجاتا ہے ------

۱۹۔ تاریخِ امامت میں موسیٰ کی ضرورت تھی ------

۲۰۔ جمالِ خلافت دیکھ چکے اب کیا دیکھنا ہے ------

۲۱۔ پورے سعودی عرب میں حنبلی فقہ رائج ہے ------

۲۲۔ سلسلۂ روایتِ امام رضاؑ اگر کسی دیوانے پر پھونک دیا جائے ------

۲۳۔ ہزاروں لاکھوں صحابہ تھے کسی نے نبیؐ کو قلم نہیں دیا ------

آٹھویں مجلس

فصل الخطاب

۱۲۔ سب سے پہلے ولایتِ علیؑ کو قبول کرنے والا کبوتر ہے ------------

۱۳۔ قرآن میں اللہ نے ہمیں ''فصل الخطاب'' کہا ہے (حضرت علیؑ) -----

۱۴۔ فرشتوں کی تسبیح محمدؐ و آلِ محمدؐ کے فضائل ہیں ----------------

۱۵۔ فصل الخطاب کی تفصیل و تفسیر ------------------

۱۶۔ ''ایلیا اِدھر سے گذرے گا'' (انجیل) ------------------

۱۷۔ چشموں اور چٹانوں کی بھی زبان ہوتی ہے ------------------

۱۸۔ ذکرِ ولایتِ علیؑ سے بھوک، پیاس، ختم ہو جاتی ہے ------------

۱۹۔ ذکرِ علیؑ، فضائلِ علیؑ کے سمندر کا ایک ننھا سا قطرہ ہے ------------

۲۰۔ وہ زبان ابھی بنی ہی نہیں جو علیؑ کی ثنا اور مدح کر سکے ----------

۲۱۔ اللہ کی پسندیدہ زبانوں کے الفاظ قرآن میں ہیں ------------

۲۲۔ سنسکرت مندروں کی نہیں پرندوں کی زبان ہے ------------

۲۳۔ زبان فقہ سے نہیں بنتی، زبان شاہنامۂ فردوسی سے بنتی ہے ---------

۲۴۔ زبان فقہ بناتی ہے فقہ زبان نہیں بناتی ------------------

۲۵۔ اردو دنیا کی تیسری بڑی زبان ہے ------------------

۲۶۔ مجلسوں کا صدقہ، اردو ترقی کر رہی ہے ------------------

۲۷۔ منبر، فرشِ عزا، جھولا، تابوت یہ لفظ کس نے بنائے ------------

۲۸۔ نوح سے نوحہ، ہر زبان میں نوحہ اور لفظِ ناحیہ ------------------

۲۹۔ کربلا کے ہر پہلو، ہر شہید کا نوحہ الگ ہے ------------------

۳۰۔ شامِ غریباں کا نوحہ، مسافرت مدینہ واپسی کا نوحہ ------------

۳۱۔ پاکستان بننے کے بعد کچھ دن نوحہ ٹھیک رہا پھر بگاڑ دیا گیا ---------

۳۲۔ نواب آف رام پور نے نوحے لکھے ------------------

۳۳۔ زینبؑ کی دُہائی تھی لٹی ہائے رے بھیا ——————

۳۴۔ نوحہ جنابِ زینبؑ کا تحفہ ہے ——————

۳۵۔ حسینؑ کا سر دربار میں تحفے کی طرح پیش کیا گیا ——————

۳۶۔ دربار کا حال، معصومہ سکینہؑ کی شہادت، قبر کی تبدیلی ——————

۳۷۔ جب لاشہ نکالا گیا تو بچی کا وہی کُرتا، لہو بھرا، پیٹھ سے چپکا ہوا تھا ——————

نویں مجلس

بنی ہاشم کی فصاحت

﴿صفحہ نمبر ۲۴۴ تا ۲۶۹﴾

۱۔ اردو بہ نسبت فارسی زیادہ بولی اور سمجھی جاتی ہے ——————

۲۔ ابوجہل اور ابولہب بھی عربی بولتے تھے ——————

۳۔ نبیؐ آخر کی عربی پورے عرب سے جدا تھی ——————

۴۔ ہر زبان کی شاخیں ہوتی ہیں ——————

۵۔ مجلس عزا اور ٹیلی ویژن کی اردو الگ الگ ہے ——————

۶۔ زبان میں منافقت آجائے تو زبان اچھی نہیں لگتی ——————

۷۔ کان عادی ہیں خدا حافظ سننے کے منافقت نے اللہ حافظ بنا دیا ——————

۸۔ خدا حافظ میں شیرینی ہے، اللہ حافظ کان پر پتھر ہے ——————

۹۔ اللہ، محمدؐ، اور علیؑ کی ادائیگی الفاظ ایک ہے، ترتیب ہے، ربط ہے ——————

۱۰۔ آلِ عمرانؑ کو آلِ مروان کسی نے لکھا؟ ——————

۱۱۔ میں وہ چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ اشارہ کر دیں! ——————

۵۴۔ سکینہؑ کی شہادت سے، شام میں انقلاب آ گیا ————

۵۵۔ ہتھکڑیاں، بیڑیاں کٹیں، گوشت گل گیا، ہڈیاں رہ گئیں ————

۵۶۔ قید خانے میں سر آ گئے، قاتل کے گھر ماتم، شام کی عورتیں ————

۵۷۔ قید خانے میں مسندِ امام بچھی، بھتیجے کو پرسہ، سجادؑ یتیم ہو گئے ————

۵۸۔ زینبؑ بھائی کا ماتم کرے یا اپنے بچوں کا ————

۵۹۔ شام سے براستہ کربلا مدینے روانگی ————

۶۰۔ شام والیو! اندھیرے زندان میں شام کو چراغ جلا دینا ————

دسویں مجلس

علیؑ لسانِ صدق ہیں

۱۱۔ مسجدِ کوفہ سے آواز آرہی تھی سلونی! ——————

۱۲۔ حسینؑ کے چاہنے والے لفظوں کے خزانے مجلس میں لٹا دیتے ہیں ——

۱۳۔ میری ہر مجلس منبر پر بیٹھنے کے بعد شروع ہوتی ہے ——————

۱۴۔ سوا گھنٹے میں ستائیس ہزار لفظ بولتا ہوں ——————

۱۵۔ گنتی ختم، مدحِ حسینؑ کے الفاظ ختم نہیں ہونگے ——————

۱۶۔ الفاظ کے ذریعے حسینیت کا معجزہ ہابسن جابسن ——————

۱۷۔ پاکستان کی قومی زبان حسینؑ کی دین ہے ——————

۱۸۔ جنابِ کلابؑ خطابت کے موجد ہیں نبیؐ کے جد ہیں ——————

۱۹۔ امابعد کا لفظ جنابِ کلابؑ کی ایجاد ہے ——————

۲۰۔ اسلامی مہینوں کے نام جنابِ کلابؑ کے رکھے ہوئے ہیں ——————

۲۱۔ بنی ہاشم میں حلال وحرام پہلے سے آرہا تھا——————

۲۲۔ بنی ہاشم بار بار کہتے تھے کہ بغیر نکاح عورت نہ لانا ——————

۲۳۔ تمام عرب نکاح سے نہیں پیدا ہوئے ——————

۲۴۔ کلمہ میں پہلے تبرہ ہے پھر تولیٰ ہے ——————

۲۵۔ محرم احترام کا اور صفر خزاں کا مہینہ ہے——————

۲۶۔ تمام مہینوں کے ناموں کی وجہِ تسمیہ تفصیل کے ساتھ ——————

۲۷۔ نبی کو معراج پر بلایا تھا، علیؑ کو نہیں مگر——————

۲۸۔ معراج میں لسان اللہ زبان تھی وجہ اللہ بول رہا تھا——————

۲۹۔ آنکھیں واپس تو کر سکتا ہوں لیکن میرے بعد کچھ ہونے والا ہے ——

۳۰۔ زینبؑ کی زبان سے نکلے ہوئے لفظ عزاداری بن گئے ——————

۳۱۔ سارے بنی ہاشمؑ مدینے سے کربلا روانہ ہو چکے تھے——————

۳۲۔ کربلا قریب آتی گئی، گریہ کی آوازیں تیز ہوتی گئیں ----------

۳۳۔ جابر نے زیارت حسینؑ کا احرام باندھا ----------------

۳۴۔ جب تم نانا کی گود میں ہوتے تھے، سلام کا جواب دیتے تھے --------

۳۵۔ زینبؑ شرمندہ ہے، سکینہؑ قید خانے میں رہ گئی ----------------

۳۶۔ ربابؑ! اصغرؑ میرے سینے پہ سو رہا ہے ----------------

علیؑ کی سرگوشیاں

…… ﴿صفحہ نمبر ۲۹۴ تا ۳۱۸﴾ ……

۱۔ قرآن میں لفظ لسان کی تشریح۔۔۔! ------------------------

۲۔ ابراہیمؑ کی دُعا اور پروردگار کی جانب سے عطائے لسان اللہ۔۔۔! ------

۳۔ قرآن میں حضرت علیؑ کے لئے متفق الیہ آیات۔۔! ----------------

۴۔ قولِ علیؑ۔۔۔علم ایک نقطہ تھا جاہلوں نے اسے پھیلا دیا۔۔کی تشریح ------

۵۔ ایک دینار۔۔ایک سوال۔۔تفسیرِ آیہ نجویٰ! -----------------

۶۔ علیؑ کی سرگوشی بھی آیت کے نزول کا سبب بنتی ہے۔ --------------

۷۔ واحد آیت جو صرف حضرت علیؑ کی شان میں ہے۔۔۔تہتر فرقے متفق! ---

۸۔ حضرت علیؑ کے دس دینار میں دس سوالات! -------------------

یا رسولؐ اللہ وفا کیا ہے؟، یا رسولؐ اللہ فساد کیا ہے؟، یا رسولؐ اللہ حق کیا؟ یا رسولؐ اللہ حیلہ کیا ہے؟ یا رسولؐ اللہ مجھ پر کیا فرض ہے؟ یا رسولؐ اللہ میں اللہ سے کیسے دعا مانگوں؟ یا رسولؐ اللہ میں اپنے رب سے کیا مانگوں؟ یا رسولؐ اللہ

مَیں اپنے نفس کی نجات کے لئے کیا تدبیر کروں؟ یا رسولؐ اللہ سُرور کیا ہے؟ یا رسولؐ اللہ راحت کیا ہے؟

۹۔ دشمنِ علیؑ میں لکھی گئی کتاب 'ابطالِ باطل' میں علیؑ کی شان تسلیم کی گئی! ------

۱۰۔ مدینے سے حسینؑ کی رخصت۔ ------------------------

❁❁❁

پیش لفظ
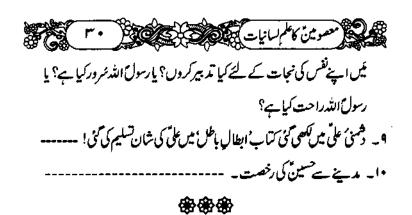
آپ نے لسانیات کا لفظ بار ہا سُنا ہوگا اور جگہ جگہ اِس موضوع پر سیمینار اور مذاکرے منعقد ہوتے دیکھے ہونگے اور مقررین کو اِس موضوع پر بہت ہی ثقیل گفتگو کرتے سُنا ہوگا، لمبی لمبی تقریریں اور لیکچرز علمِ لسانیات کے موضوع پر سُنے ہونگے، لیکن کبھی نہ سُنا ہوگا کہ کسی مقرّر نے آپ کی توجہ اِس جانب مبذول کروائی ہو کہ معصومینؑ کا علم لسانیات کیا تھا، آپ نے اِس موضوع پر اس سے قبل گفتگو اِس لیئے نہ سُنی، کیونکہ اس قدر دِقّت طلب موضوع پر بات کرنے کے لیئے بہت وسیع مطالعہ اور ریسرچ کی ضرورت ہے، اور یہ صِرف علّامہ صاحب کا ہی خاصّہ ہے کہ وہ اُن موضوعات کو زیرِ بحث لاتے ہیں کہ جن پر پہلے کسی نے توجہ نہ کی ہو۔

کتنا انوکھا اور اچھوتا موضوع ہے ''معصومینؑ کا علمِ لسانیات'' علّامہ صاحب ہمیشہ کٹھن راہوں پر چل نکلتے ہیں، اسی طرح کی ایک مشکل راہ کا انتخاب اُنھوں نے اسی عشرے میں کیا ہے۔

اِس عشرے میں جن پہلوؤں سے بات کی گئی ہے وہ درجِ ذیل ہیں:-

''قرآن اور علمِ لسانیات''، ''لفظ اور اِذنِ معصومؑ''، ''رَطبُ اللِسانی''، ''آیۂ نجویٰ''، ''حروفِ مقطّعات''، ''محبت کی زبان''، ''حضرت امام علی رضاؑ''، ''فصلُ الخطاب''، ''بنی ہاشم کی فصاحت''، ''علیِؑ لسانِ صدق ہیں''

۱۴۱۶ ہجری عشرۂ چہلم کا عشرہ یونیک تھا ۱۹۹۵ء میں یہ مجالس اُس وقت منعقد

ہوئی تھیں جب امام باڑہ رضویہ سوسائٹی سے یہ عشرہ منتقل ہو کر جامعۂ سبطین گلشنِ اقبال میں آ گیا تھا۔

یہ جامعۂ سبطین کا پہلا عشرہ ہے اس کے بعد یہ سلسلہ ۲۰۰۹ء تک قائم رہا۔ تقریباً پندرہ چہلم کے عشرے جامعۂ سبطین میں پڑھے گئے۔

اور پانچ عشرے محرّم کے عشرۂ اولیٰ کے ہیں اس طرح بیس عشرے صرف جامعۂ سبطین کے ہیں متعدد شائع ہو چکے ہیں۔

۲۰۰۹ء میں مدرسے کے مولویوں کی سازشوں اور شہرِ کراچی کے مقصِروں کی ملی بھگت سے ایک ہولناک ہنگامہ برپا کیا گیا جس کے نتیجے میں یہ سلسلہ موقوف کرنا پڑا۔

جاہلوں کو کیا پتہ تھا کہ وہ کیا کر کے بیٹھے ہیں، اس ہنگامے کے نتائج اب سامنے ہیں قوم کن حالات سے دو چار ہے، یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ توبہ کا دروازہ کُھلا ہے۔ ہنگامے کے ذمے دار اور حصّے دار اپنی غلطیوں کا احساس کریں شاید معصومینؑ معاف کر دیں اور شیعہ قوم کے حالات سُدھر جائیں۔

''معصومینؑ کا عِلمِ لسانیات'' کتاب پڑھیئے اور علاّمہ صاحب کو دعائیں دیجئے کہ انہوں نے اِس عشرۂ مجالس میں عِلم کے دریا بہا دیئے ہیں۔ (ادارہ)

پہلی مجلس

قرآن اور علمِ لسانیات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ساری تعریف اللہ کے لئے درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ پر

عشرۂ چہلم کا آغاز ہے اور پہلی مجلس آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں، یہ عشرہ چودھویں برس میں ہو رہا ہے، مبارک عدد ہے اور اس سے پہلے رضویہ کی امام بارگاہ میں ہر سال یہ عشرہ اسی طرح منعقد ہوتا رہا لیکن حالات کے پیشِ نظر پہنچنے والوں کی آسانی کے لیے یہاں اس امام بارگاہ کا یہ گویا پہلا عشرہ قرار پایا گویا بنیاد اس امام بارگاہ کی آپ نے اس عشرے سے شروع کی یہ باتیں یاد رکھنے کی ہوتی ہیں، اچھا مقام ہے، اچھی جگہ ہے اور آنے والے دور میں ایک مرکز بنے گا انشاء اللہ کیوں کہ مرکزی مقام پر ہے یہ جگہ چاروں طرف سے ہر محلے کا سنگم اسی روڈ پر ہوتا ہے شروع شروع میں جتنی بھی کراچی میں امام بارگاہ تھیں اسی طرح ان کا آغاز ہوا، ہر امام بارگاہ مرکز ہے، جہاں ذکرِ حسینؑ ہو وہ مرکز ہوتا ہے عنوان اس عشرے کا ہر سال مقرر ہوتا ہے ظاہر ہے کہ یہاں حالات اور سامعین کے پیشِ نظر کچھ بھی پڑھا جا سکتا تھا کوئی ضروری نہیں تھا کہہ رہا تھا کہ عنوان چونکہ ہر سال مقرر ہوتا ہے اور کراچی کے سننے والوں سے زیادہ دراصل اس عشرے کو باہر کے لوگ سنتے ہیں ویڈیو اور آڈیو کے ذریعے اس لیے ہر سال

ایک نیا عنوان مقرر کیا جاتا ہے اور ایسا عنوان کہ جو بین الاقوامی ہو تو اب اس میں مسئلہ یہ ہے کہ سننے والوں کے لیے جو کراچی کی مجالس سنتے ہیں اور یہاں کے جو عنوانات سنتے ہیں اس سے بالکل مختلف باتیں ہماری مجلس میں ہوتی ہیں اس لیے کچھ حیرت اور تعجب کا ملا جلا رجحان سننے والوں میں ہمیشہ ہوتا ہے تو وہ ایک مجبوری ہے، جو سنتے رہتے ہیں ہمیں ان کے لئے تو کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن جو اِکا دُکا مجلسیں سنتے ہیں اور تسلسل سے جنھوں نے نہیں سنا ان کے لئے کچھ دِقّت ہو گی اور ان سے میں معذرت طلب ہوں بس یہ ذہن میں رکھ کر مجلس میں آئیں کہ ہر عنوان کا مقصد صرف ذکرِ آلِ محمدؑ ہے اب وہ عنوان کچھ بھی ہو، کسی کی سمجھ میں آیا ہو یا نہ آیا ہو وہ ایک الگ مسئلہ ہے اور کتنا بعد میں سمجھ میں آئے گا دس روز میں یہ بھی ایک الگ مسئلہ ہے اور اس لئے میں کہا کرتا ہوں کہ سننے والوں کو زیادہ محنت کرنا پڑتی ہے بہ نسبت پڑھنے والے کے اور جو اپنی سماعت کو کھلے دل و دماغ کے ساتھ استعمال کرتا ہے اس کے لئے ہر مسئلہ آسان ہو جاتا ہے جیسا کہ میں نے کہا کہ میرا عنوان بین الاقوامی یعنی دنیا کی ہر قوم کے لئے کارآمد ہو بین الاقوامی یعنی صرف شیعوں کے لئے نہیں بلکہ جو بھی سنے اس کے لئے ایک تحریر اور تقریر کی راہ ہے چاہے یہودی سنے چاہے عیسائی سنے، ہندو سنے یا مسلمانوں کا کوئی فرقہ سنے تو وہ مجبور ہو سننے کے لئے کہ یہ ہمارے کام کی بات ہے آج کا تقاضا یہی ہے کہ ہم مجالسِ حسینؑ کو اس انداز پر لے کر چلیں اور سب کو یہ کام کرنا چاہیے جو کہ میں کرتا آیا ہوں اور جو ہمارے لئے قومی نقطۂ نظر سے کارآمد ہے وہ کام جو کتابی کام ہے وہ عشرے میں آنے چاہئیں اس لئے کہ کتابیں پڑھنے کا شوق ختم ہو گیا ہے تو اب سننے کا ذوق بڑھا ہے تو اگر سننے میں وہی باتیں دُہرا دی جائیں جو تیس برس سے آپ کراچی میں سُن رہے ہیں تو اس کا

کیا فائدہ اور ہر ذاکر وہی پڑھتا ہے جو ایک پڑھتا ہے تو اس کا کیا فائدہ کہ وہی نکتے۔گھسے پِٹے اور وہی واقعات سنا دیئے جائیں جب کہ اس میں کوئی ندرت بھی نہ ہو کوئی نیا پن بھی نہ ہو اس میں کوئی نیا نکتہ بھی نہ نکالا گیا ہو تو کیا فائدہ اس کا اس لئے کہ ذکرِ آل محمدؑ ارتقاء ہے، ذہنی ارتقاء ہے، فکر کا ارتقاء ہے، علم کا ارتقاء ہے فکرِ آل محمدؑ جامد نہیں ہے یعنی ایک جگہ رُکی ہوئی نہیں ہے تو ہمارا یہ عنوان ''معصومین کا علمِ لسانیات'' خالص علمی موضوع ہے اور انتہائی خشک موضوع ہے یعنی اس میں نعرے لگانے کا کوئی موقع نہیں آپ کے لیے، اس میں آپ واہ واہ نہیں کر سکتے مثلاً اس میں آپ کو مناظرہ نہیں ملے گا، اس میں آپ کو تبرّے کی چیزیں نہیں ملیں گی، اس میں کسی کو بُرا بھلا کہنے کا موقع ہی نہیں ہے، اس میں کسی کا مذاق اڑانے کا مسئلہ ہی نہیں ہے، اس میں کسی فرقے کے لئے اختلافی مسئلہ ہی نہیں ہے یعنی معصوم نے جو لسانیات کا علم دیا اس پہ گفتگو ہوگی تو موضوع سے ہی ظاہر ہے کہ ہم اپنے منبر پر اس عہد میں کوئی اختلافی مسئلہ اٹھاتے ہی نہیں تا کہ یہ ایک نعرہ جو ہے کہ منبر کے ذاکرین کی تقریریں فساد کی جڑ ہیں یہ ذرا سا ڈھل جائے کم از کم میری ہی وجہ سے سب کے دامن صاف ہو جائیں تو اس الزام کو ہٹانے کے لئے موضوع ایسا رکھا ہے، لسانیات کے معنی کیا ہیں جانتے ہیں آپ ایسا تو نہیں عربی لفظ ہے لسان لغوی معنی لسان کے ہیں زبان عربی میں لسان کہتے ہیں زبان کو لیکن جب لسانیات ہو جائے تو اب یہ اس معنی میں زبان نہیں رہا بلکہ ایک علم بنا، علم کا ایک شعبہ بن گیا جب لسانیات کا لفظ آیا اور اس دور میں جیسا کہ معاشیات، عمرانیات یہ کورس میں بی اے میں پڑھایا جاتا ہے اور یونیورسٹی میں اسی طرح پورے ورلڈ کا موضوع ہے لسانیات اور یہ موضوع کمپیوٹر سے بہت قریب ہے، آج کے عہد میں جو آپ کی کراچی یونیورسٹی میں لسانیات کا شعبہ ہے سب سے

تک یہ تینوں چیزیں درست نہ ہوں زبان آتی ہو لفظ کا صحیح تلفظ اور لہجہ ادائیگی جس میں یہ تینوں چیزیں آ جائیں اسے کہتے ہیں اہلِ زبان اب زبان میں بھی کچھ تو وہ زبانیں ہیں دنیا کی بہت بڑی بڑی زبانیں جن کا پتہ ہی نہیں کہ کب شروع ہوئیں تھیں تاریخ کا نہیں پتہ کہ کتنی قدیم زبان ہے وہ تو ہیں زبانیں لیکن جو علاقے میں بولی جاتیں ہیں، صوبوں میں بولی جاتی ہیں انہیں زبان نہیں کہتے وہ لسانیات میں نہیں آتیں اُنہیں کہتے ہیں بولی، وہ ہیں بولیاں تو ایک بڑی چیز سے چھوٹی چیز نہیں ٹکراتی، زبان سے بولی نہیں ٹکراتی اس لئے کہ بولی صرف علاقے کی نہیں ہے بلکہ ہر محلے کی اپنی بولی ہے نہیں ہر گھر کی اپنی بولی ہے بھئی کسی چمن میں چلے جائیں محاورہ مشہور ہے سب اپنی اپنی بولی بول رہے ہیں تو جہاں اپنی اپنی بولی بول رہے ہوں۔

ہندوستان کے آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کا ایک بند ہے:-

صبحِ گلشن میں صبا تیرا اگر ہووے گزر
کہیو بلبل سے ذرا اتنا کہ اے شوریدہ سر
کر رہی ہے چہچے کیا شاخِ گُل پر بیٹھ کر
یہ چمن یوں ہی رہے گا اور ہزاروں جانور
اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اُڑ جائیں گے

ہر زبان بہت سی زبانوں سے بنی اور کوئی زبان یاد رکھیئے گا اوریجنل Original نہیں ہے دنیا کی ہر زبان کسی زبان سے مل کر بنی ہے کوئی زبان اپنی نہیں ہے، اوریجنل نہیں ہے حد یہ ہے کہ بڑی زبانیں فارسی، عربی، جرمن یہ وہ زبانیں ہیں جو ابراہیمؑ کے بعد آئیں اس سے پہلے، حضرت ابراہیمؑ سے پہلے سریانی اور عبرانی جتنی بھی زبانیں ہیں اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب لسانیات پر گفتگو

ہوتی ہے تو کوئی لفظ جب پکڑا جاتا ہے کہ یہاں بھی یہ ہے وہاں بھی ہے تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا آغاز یہ خود ہیں ہے تو لفظ کی تلاش میں پیچھے جانا پڑتا ہے اور اس پہ بھی گفتگو کریں گے ہم بہت سی اس میں شاخیں ہیں تو تمہیدی تقریر ہے بہت سی باتیں شامل ہوتی جائیں گی آنے والے مقامات پر ہم بتائیں گے کہ مثلاً ایک زبان ہے نیپالی اور یہ یاد رکھیے گا کہ ایران کے اُدھر اور ایران کے اِدھر جو شاخیں گئی ہیں زبان کی آریانس جو ادھر لے کر گئے تھے یا جو زبانیں ادھر گئیں بنی تو لفظ بدلتے گئے کسی نہ کسی صورت میں وہ لفظ موجود ہے صرف مثال دے رہا ہوں کہ آپ پڑھتے ہیں سورۂ تَبَّتْ يَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ سورہ شروع ہوتا ہے تَبَّتْ، ت، ب، ت الٹ دیں تو وہی رہے گا تبّت، تبّت تشدید ہے ب پر بتی زبان جو ہے وہ سنسکرت سے قریب ہے، سنسکرت سے نکلی ہے تَبَّتْ قران میں آیا ہے بتت دونوں کے معنی اپنی اپنی زبان میں ایک ہیں صرف زیر اور زبر کا فرق ہے لفظ کہیں سے چلا ہے پتہ لگانا پڑے گا کہ لفظ کہاں سے چلا اسی کو کہتے ہیں علمِ لسانیات اب اس ملک کا نام تِبّت کیوں ہے تِبّت کیوں ہے اس ملک کا نام چونکہ جو لوگ گزریں ہیں وہاں سے انہیں اندازہ ہوگا کہ ہندوستان سے ہمالیہ پہاڑ سے پہاڑ کی ایک قطار ہے جو اس ملک کو دنیا کے ہر ملک سے کاٹ کر الگ کر دیتی ہے تبت کے معنی ہیں ٹوٹنا اور کٹنا تَبَّتْ يَدَآ ٹوٹیں اس کے ہاتھ کٹ کر الگ ہو جائیں معنی یہ ہیں تو لفظ کی جڑ، اس کی ماہیت، اس کی اصلیت اس لفظ کا دل تلاش کرنے کا نام ہے لسانیات علمِ لسانیات اب آپ کا یہ دعویٰ کہ آج دنیا کی ہر یونیورسٹی میں علمِ لسانیات کے شعبے ہیں اور ہزاروں لاکھوں طلباء اس علم کو سیکھ رہے ہیں اب تو اور آسانی ہو گئی کمپیوٹر کے ذریعے سیکھ رہے ہیں دنیا کی تمام زبانیں تو جب آپ کا یہ دعویٰ کہ اگر یہ علم نیا بھی ہے تو آپ کہتے ہیں ہمارا دعویٰ

ہے قرآن میں ہر خشک وتر ہے تو کیا علمِ لسانیات بھی ہے قرآن میں ہے؟ تو چونکہ پہلی تقریر ہے تمہید ہو چکی بات شروع کر رہے ہیں تمہید ختم ہوئی کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ یہ علم قرآن میں نہ ہو تو اب ہمارا موضوع قرآن کی روشنی میں معصومین کا علمِ لسانیات ہے تو جب ہم نے کہا معصومین کا علم لسانیات یعنی ہم نے قید لگا دی گوئٹے کا علم لسانیات نہیں، شیکسپیئر کا علمِ لسانیات نہیں، فردوسی اور ورجل کا نہیں، ہومر نہیں، ملٹن نہیں، کبیر داس نہیں، سور داس نہیں، کالی داس نہیں معصومین کا علمِ لسانیات تو اب ہم نے قرآن میں دیکھا کہ یہ علم کہاں ہے تو قرآن میں پندرہ مقامات پر علم لسانیات کی گفتگو کی گئی یاد رکھیں گے آپ پندرہ مقامات پر علمِ لسانیات کی گفتگو اللہ نے فرمائی تو چودہ رکھ دیتا تو کیا تھا پندرہ مقامات پر کیوں اسی لیے کہ چودہ تو معصومین ہو گئے جنہوں نے اس علم پر گفتگو کی پندرھواں قرآن خود، قرآن بھی تو معصوم ہے نا بھئی تو پندرھواں معصوم قرآن ہے تو اب ادھر ہم معصومین کی زبان سے علمِ لسانیات پر گفتگو کریں گے، چودہ معصوم ہمارے معصومین آئمہ رسول اور جنابِ فاطمہؑ ایک معصوم خود قرآن، معصوم کسے کہتے ہیں جس سے خطا نہ ہو تو قرآن بھی بے خطا قرآن بھی معصوم اور قرآن خود علمِ لسانیات پر گفتگو کر رہا ہے تو پندرہ میں پہلے معصوم کی گفتگو آج یعنی قرآن اب دیکھیں ہم کہ قرآن نے علمِ لسانیات پر کیا گفتگو کی پندرہ مقامات پر تو آہستہ آہستہ ہم آپ کو آنے والی تقریروں میں سارے مقامات بتائیں گے کہ جہاں قرآن نے علمِ لسانیات پہ گفتگو کی آج کی حد تک سورۃ الشعراء چھبیسواں سورہ کلام پاک کا اور اس کی آیت ہے چوراسی سورۃ الشعراء کی آیت چوراسی وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ کہ ابراہیمؑ نے اپنے اللہ سے دعا کی پروردگار آخرین میں سے ایک ایسا پیدا کر کہ جس کی زبان سچی زبان ہو اب یہ دعا کہاں پر

ہو رہی ہے، حضرت ابراہیمؑ نے سب سے زیادہ دعائیں اپنے رب کی بارگاہ میں کیں تمام پیغمبروں کے مقابلے میں آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک سب سے زیادہ دعائیں اللہ سے ابراہیمؑ نے کیں اور دعائیں اس وقت کیں کہ جب کعبہ بنا رہے تھے، جیسے جیسے دیوار اونچی ہوتی جاتی تھی دعائیں مانگتے جاتے تھے اور قرآن میں مسلسل اللہ نے ایک ہی مقام پر ساری دعائیں گنوا دیں کہ ابراہیمؑ نے کہا اللہ یہ گھر بنا رہا ہوں تُو میری نسل میں سے ایک گروہ ہمیشہ ایسا رکھنا کہ جو تیری عبادت کرے اور تیرا ہو کر رہے، پہلی دعا اور اس گروہ میں سے ایک پیغمبر کو پیدا کرنا کہ جو تمام انسانوں کو تزکیۂ نفس اور علم وحکمت کی تعلیم دے دعائیں مسلسل اور تمام کائنات کے انسانوں کا دل جو ایمانؔ لائیں ان کا رخ ان کی طرف موڑ دینا اور میری اولاد کو اپنا فرمانبردار اور عبادت گزار رکھنا، دعائیں مانگتے جاتے اور یہ کہ ان کے کھانے کا ان کے پانی کا ان کو ثمر دینا اور اس بے آب وگیاہ زمین پر اپنی اولاد کو آباد کیا ہے ایک شہر بسا دینا اور ان کو حج کے مقام دکھا دینا یہ دعائیں مانگتے مانگتے سب سے آخر میں یہ دعا مانگی وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ اور ان آخرین میں ایک لسان سچی عطا کر دے یہ ہے سورۂ شعراء اور یہ دعائیں، اللہ نے جواب دیا ابراہیم کی دعاؤں کا اسی قرآن میں اب یہ سورۂ شعراء اب سورۂ مریم انیسواں سورہ آیت پچاس، پچاسویں آیت میں اللہ نے ابراہیمؑ کی آخری دعا کا جواب دیا توجہ رکھیئے گا یہ دوسرا مقام علمِ لسانیات کا یہاں لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ کی دعا وہاں جواب دیا اللہ نے وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا (سورۂ مریم آیت ۵۰) ہم نے ابراہیمؑ کی نسل میں آخر میں ایک سچی زبان والا علیؑ پیدا کر دیا لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا اب یہ علیؑ کے نام نے آ کر لوگوں میں تشویش پیدا کر دی اب لوگوں نے ترجمہ کیا ابراہیمؑ کو اللہ نے اونچی زبان علیا

معنیٰ علی معنیٰ اونچا معنیٰ لئے انہوں نے دیکھیں لسانیات کی لغزش اگر ہو جائے موضوع آپ سمجھ گئے کہ کیسے آپ سنیں گے اور کیا بتایا جائے گا دیکھئے لسانیات کی لغزش پوری قوم کو غرق کر دیتی ہے۔ بہت بڑا جملہ میں نے کہا ہے لسانیات کی لغزش پوری قوم کو غرق کر دیتی ہے، تباہ کر دیتی ہے آیت تھی کھلی ہوئی وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا (سورۂ مریم آیت ۵۰) ہم نے آخرین میں ایک سچا علیؑ ماہرِ زبان ابراہیمؑ کی نسل میں پیدا کر دیا ابراہیمؑ کی دعا قبول ہوئی انہوں نے کہا یہاں علیؑ کے معنیٰ ہیں اونچی زبان، زبان اونچی نیچی نہیں ہوتی یا فصیح ہوتی ہے یا بلیغ ہوتی ہے کسی زبان میں یہ محاورہ نہیں کہ اونچی زبان تو بے ادبی ہے کہا جاتا ہے کہ اونچی زبان سے بات نہ کرو اونچی زبان نہیں صِدْقٍ عَلِيًّا سچا علیؑ شرط لگا دی سچائی کی شرط لسان کے ساتھ لگا دی تو یہ ترجمہ جو ہوا اب دیکھیں سورۂ مریم میں آپ پڑھیں گے تو ترجمے دیکھیں گے آپ سب نے ترجمہ کیا ہے بس گھبراہٹ صِدْقٍ کا ترجمہ بھی لِسَانَ کا ترجمہ بھی جَعَلْنَا کا ترجمہ بھی لَهُمْ کا ترجمہ بھی گھبراہٹ ہوئی عَلِيًّا بس یہاں ترجمہ کرتے ہوئے مفسّر گھبرا گیا کہ یہاں عَلِيًّا کا ترجمہ کیا کریں حالانکہ دعاؤں کی ترتیب تو دیکھو آخرین میں ایک پیغمبر دینا، آخرین میں ایک گروہ رہے تیرا فرمانبردار ہو تو آخر دعا یہ بتا رہی ہے کہ اسی گھرانے سے متعلق بات ہو رہی ہے جہاں پیغمبر آیا ہے دعائیں تسلسل کے ساتھ ہیں کہ دلوں کو ان کی طرف جھکا دینا تو کیا کوئی اور گھرانہ ہے جہاں دل جھکتے ہیں ایک ہی تو گھرانہ ہے کائنات میں، یہ لغزش لسانیات کی دیکھئے کیا گل کِھلاتی ہے جب کہ تیسری جگہ لسان کا لفظ وضاحت کر رہا ہے۔ سورۂ مائدہ میں ارشاد ہوا پروردگارِ عالم کہتا ہے کہ:

لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ م بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُدَ وَ

عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ (سورۂ المائدہ:۷۸) ایک لفظ دیکھئے گا آیت کا، تیسری آیت پڑھ رہا ہوں سورۂ مائدہ پانچواں سورہ ہے قرآن کا سورۂ مائدہ آیت اٹھتر، اٹھترویں آیت ارشاد ہو رہا ہے کہ بنی اسرائیل کی قوم نے نافرمانی کی اور وہ حد سے آگے نکل گئی تجاوز کر گئی اپنی حدود سے اور جب انہوں نے ایسا کیا تو پروردگار کہتا ہے کہ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لعنت کی گئی ان پر كَفَرُوْا اس لیے کہ وہ کافر ہو گئے حد سے بڑھ گئے نافرمانی کی تو کافر ہو گئے ان پر لعنت ہوئی لعنت کس نے کی بنی اسرائیل پر، لسانِ داوٗد عیسیٰ بن مریم، داوٗدؑ اور عیسیٰؑ بنِ مریم نے اپنی زبان سے لعنت کی گویا قرآن نے بتایا کہ لسانیات میں یہ لفظ شامل ہے، پیغمبروں کی زبان علمِ لسانیات میں دیکھئے میں نے بات کیا اٹھائی تھی کہ جہاں لسانیات کی لغزش آ جائے تو قوم پوری ڈوب جاتی ہے آیت اسی مقام کی ہے کہ بنی اسرائیل نے لسانیات میں جو لغزش کی تو قوم تباہ ہوئی اس نے داوٗد اور عیسیٰؑ کی لعنت لے لی یعنی دو پیغمبروں نے لعنت کر دی لغزش کیا ہوئی تھی فضائل کے آخری جملے اس قوم سے لسانی لغزش کیا ہوئی تھی یہاں کہا جا سکتا تھا کہ داوٗدؑ اور عیسیٰؑ نے لعنت کر دی سورۂ مباہلہ میں دیکھ لیجئے کہ

اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ (ال عمران:۶۱)

جھوٹوں پر لعنت ہو یہ تو نہیں کہا گیا کہ زبانوں سے لسانوں سے یہ لسان کا لفظ رکھ کر بتایا کہ مسئلہ لسانیات سے متعلق ہے اس لیے یہ کہا کہ داوٗدؑ اور عیسیٰؑ بنِ مریمؑ کی لسان کاش کے آپ وہاں تک پہنچ جائیں میں چاہتا ہوں کہ آپ جلدی سے وہاں تک پہنچ جائیں کہ بنی اسرائیل سے لسانیات کی لغزش کیا ہوئی وادیٔ طویٰ

میں موسیٰؑ کے ساتھ پوری قوم داخل ہوئی تو ایک بار حکم آیا موسیٰؑ پر، یہ وحی ہوئی کہ اپنی قوم سے کہو کہ تم نے جو نافرمانیاں کی ہیں تو اب اس وادی میں روضہ ہے جو عبادت گاہ ہے اس کے دروازے میں جب داخل ہونا تو یہ کہتے ہوئے جانا اور سجدہ کرتے ہوئے جانا رکوع کرتے جانا اور کہتے جانا حِطّہ، حِطّہ دیکھئے آیت کہاں کی ہے یعنی ایک لفظ دیا اللہ نے کہ سب جائیں اور اس عبادت گاہ میں پوری قوم داخل ہو سجدے کرتی جائے رکوع کرتی جائے اور ایک لفظ کہتی جائے۔ حِطّہ، حِطّہ حِطّہ کے معنی عبرانی میں ہیں میرے گناہوں کو معاف کر میرے گناہوں کو معاف کر اور جب تک آخری سجدہ عبادت گاہ میں نہ ہو جائے اس وقت تک یہی لفظ دہرانا ہے، پوری قوم نے یہ طے کیا کہ ہم یہ لفظ نہیں کہیں گے جو موسیٰؑ کہہ رہے ہیں بلکہ اس کے خلاف کریں گے تو اب جب دروازے میں داخل ہوئے اس دروازے کا نام باب حِطّہ تھا جب پوری قوم داخل ہوئی اس نے یہ کہنا شروع کیا حِنطہ، حِنطہ ہم کو لال گیہوں دے، ہم کو لال گیہوں دے اس لسانیات کی لغزش پر اللہ نے اعلان کیا سب کافر ہو گئے، ایک لفظ بدلا اللہ کا تو کافر ہو گئے داؤدؑ اور عیسیٰؑ نے لعنت کی ایک بار پیغمبرؐ نے یہ واقعہ سنا کر کہا مسلمانو جس طرح باب حِطّہ پر حکم تھا موسیٰؑ کی قوم کے لیے یاد رکھنا ہماری اُمت کے لیے، ہمارے اہلِ بیتؑ باب حِطّہ ہیں بس جناب بڑے ذوق وشوق سے سنا ایک لفظ کی لغزش، موضوع آپ سمجھ گئے کہ ایک لفظ بدل جائے تو پوری قوم تباہ ہو جاتی ہے قرآن کی آیت کا اگر لفظ بدل دیا جائے ہم بتائیں گے کہ حدیثوں میں کہاں بدل دیا ترجمے کہاں سوروں میں کہاں کہاں لغزشیں ہوئیں۔ محمود العقاد مصر کا بہت مشہور مصنف ہے، بہت بڑا ادیب ہے، بڑا دانشور ہے وہ کہتا ہے کہ ایک شخصیت اسلام کی اتنی باتونی تھی کہ صرف جھک جھک کے علاوہ کوئی کام نہیں تھا تقریر تو وہ

شخصیت کرنہیں سکتی تھی اور حرف کے معاملے میں اس کا تلفظ بہت خراب تھا کہ
''ص'' کے لیے ''ض'' کے لیے حکم ہے کہ ایک رُخ سے نکلے وہ ''ص ض'' کو
دونوں رُخوں سے نکالتا تھا ختم ہوگئی بات وہ تو لکھ چکا ناں اس نے تو لکھ دیا جو لکھنا
تھا حرف میں اہلِ زبان ہونا ضروری ہے معصومین نے بتایا کہ ''ص'' کیسے ادا ہو
اور ''ض'' کیسے ادا ہو ''ض، ض'' رہے ''ص، ص'' رہے کچھ اور نہ بن جائے بھئی
''ق ق'' رہے گا اب اگر آپ نے ''ق'' کو ''کاف'' بنا دیا اب یہ ضروری نہیں
ہے کہ ایک اگر بلال ایک انسان کو حکم دے دیا ہے تو یہ حکم سب کے لیے نہیں ہے
کہ سب بلال بن جائیں پہلے غلام تو بنو، عارف تو بنو اور پھر ویسی معرفتِ رسول
رکھنے والے تو بنو پھر معافی ہوگی اس لیے لسانیات میں معافی نہیں ہے

وَاَخِیۡ هٰرُوۡنُ هُوَ اَفۡصَحُ مِنِّیۡ لِسَانًا فَاَرۡسِلۡهُ مَعِیَ رِدۡاً یُّصَدِّقُنِیۡۤ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اَنۡ یُّکَذِّبُوۡنَ (سورۂ قصص، آیت ۳۴)

موسیٰؑ کہتے ہیں پروردگار میرے بھائی ہارونؑ کو میرے ساتھ کر دے اس لیے
کہ میرا بھائی مجھ سے زیادہ فصیح زبان بولتا ہے تبلیغ کی راہ میں مَیں چاہتا ہوں میرا
ساتھی جو ہو وہ فصاحت کا ماہر ہو'' تو ہر پیغمبر کو ایک ایسا بھائی چاہئے ہوتا ہے کہ جو
بلاغت اور فصاحت میں ماہر ہوتا کہ تبلیغ پوری ہو اور کل انشاء اللہ پیغمبر کے علم
لسانیات پر گفتگو ہوگی، قرآن میں علمِ لسانیات پر گفتگو رہے گی اس کے بعد
حضرت علیؑ کی علمِ لسانیات پر گفتگو مسلسل ہوگی۔ یعنی یہ وہ چیزیں ہیں جو منبر پر اب
تک نہیں آئیں، قاضی شریح کی کوفے میں عدالت لگی مولائے کائنات پہنچے کوئی
گفتگو تھی اور اس گفتگو کے ختم پر علیؑ کو یہ کہنا تھا ٹھیک ہے، بہتر ہے، صحیح ہے او کے
ٹھیک ہے اب یہ چھوٹے چھوٹے جملے عربی میں ہیں تو اس کے لیے عربی میں دو
لفظ اصبت یا جیّد، ''ج، ی، د'' تشدید ''ی'' پر ہے یہ دو لفظ بولے جاتے تھے لیکن

اس مقام پر علیؑ نے کہا ''قالون'' ایک ریسرچ کرنے والے نے کہا کہ علیؑ نے کہا ''درست ہے'' تو ''قالون'' کے معنی درست ہیں یہ لفظ کہاں سے آیا پتہ چلا رومی زبان کا لفظ تھا اب بحث شروع ہوئی کہ علیؑ دوسری زبانوں کے لفظ کیوں بولتے تھے عربی لغت کو علیؑ وسعت دے رہے تھے اور ابنِ کثیر نے ڈھائی ہزار لفظ ایسے تلاش کیے ہیں نہج البلاغہ کے کہ جو علیؑ سے پہلے کسی نے عرب میں بولے ہی نہیں تھے یعنی علیؑ نے عربی لغت کو وسعت دی یعنی لسانیات کو بڑھایا تو کسی نے کہا کہ یہ علیؑ نے کیا کیا تو جواب دیا گیا تمہیں پتہ بھی ہے کہ قرآن میں لفظِ طور، لفظِ صراط قرآن میں لفظِ طٰہٰ قرآن میں لفظِ زیتون قرآن میں لفظِ فردوس، قسطاس، مِشکاۃ، سجّیل، سراب وغیرہ عربی کے لفظ نہیں ہیں یہ دوسری زبانوں سے آئے ہیں، اب گفتگو ہوگی کہ صراط کا لفظ کس زبان سے آیا، یہ طور کا لفظ کس زبان سے آیا، طٰہٰ کا لفظ حبشی زبان کا لفظ ہے یعنی حرف جو زبان بول رہے ہیں اللہ ان میں سے لفظ چھانٹتا جا رہا ہے اور جو وحی آ رہی ہے تو وہی لفظ استعمال ہو رہے ہیں اور جب معصوم سے پوچھا گیا کہ پیغمبرؐ جو وحی سناتے تھے تو جو جبرئیلؑ سناجاتے تھے اسے اپنی زبان میں سناتے تھے معصوم نے کہا کبھی ایسا نہ سوچنا جبرئیلؑ جس زبان میں سناتے تھے وہ عربی ہوتی تھی اور لفظ یہ لفظ وہی لفظ ہوتے تھے جو قرآن میں ایسے ہی لکھے ہیں ایسا نہیں تھا کہ جبرئیلؑ نے کوئی اور لفظ بولا اور پیغمبرؐ نے کوئی اور لفظ سنا دیا نہیں لسانی غلطی ہو جائے گی وہی لفظ پروردگار اُتارتا جا رہا ہے کہ جو پیغمبرؐ کو بولنے ہیں ایسا نہیں کہ پیغمبرؐ اس لفظ سے واقف نہیں یہ نہ کوئی سوچے کہ وہ لفظ وحی میں نیا کسی اور زبان کا لا کر جبرئیلؑ نے ڈال دیا یا اللہ کی مرضی تھی یہاں پر لاطینی لفظ رکھ دیا جائے، یہاں پر یہ لفظ رکھ دیا جائے نہیں ایسا نہیں بلکہ پیغمبرؐ ہر اس لفظ سے واقف ہیں۔ کسی نے امامِ محمد تقیؑ سے کہہ دیا کہ اُمّی تھے پیغمبرؐ کو نہ

پڑھنا آتا تھا نہ لکھنا آتا تھا تو ڈانٹ کر کہا تجھے معلوم ہے پیغمبرؐ کے عہد میں پوری دنیا میں بہتر زبانیں رائج تھیں اور میرے دادا رسولؐ خدا بہتر زبانوں میں لکھ بھی سکتے تھے پڑھ بھی سکتے تھے۔ کسی کو اگر تم نے پڑھتے نہیں دیکھا، لکھتے نہیں دیکھا تو دلیل یہ نہیں بنے گی کہ اسے پڑھنا نہیں آتا، لکھنا نہیں آتا، حکم تھا پیغمبرؐ کو کہ عربوں کے سامنے نہ کبھی لکھنا نہ کبھی پڑھنا پیغمبرؐ نے تاحیات نہ کبھی لکھا نہ کبھی پڑھا آپ کہیں گے بالکل ٹھیک ہے کسی نے نہ لکھتے دیکھا نہ پڑھتے دیکھا اگر ایسا کرتے تو قرآن پر الزام جو لگائے گئے تھے وہ سچ ہو جاتے آپ کہیں گے بالکل صحیح ہے سارے فرقے اس بات پر متفق ہیں کہ پیغمبرؐ کو نہ کسی نے کتاب پڑھتے دیکھا نہ کتاب لکھتے دیکھا نہ ہاتھ میں کبھی قلم دیکھا نہ آنکھ کے سامنے کوئی کتاب دیکھی صحیح ہیں کوئی روایت نہیں ہے تو کیا دلیل یہ بنے گی کہ لکھنا نہیں آتا تھا پڑھنا نہیں آتا تھا بنے گی دلیل۔ صلح حدیبیہ میں جب کافروں نے کہا کہ لفظِ رسولؐ اللہ نہیں مانتے ہم اسے ہٹاؤ علیؑ نے کہا ہم نہیں ہٹائیں گے پیغمبرؐ نے کہا تحریر لاؤ ہم خود مٹا دیں تو جہاں رسولؐ اللہ لکھا تھا وہ کاٹ دیا رسولؐ نے، کیسے پتہ جب پڑھنا ہی نہیں آتا تو رسولؐ اللہ کا غذ پہ پڑھا کیسے یہ تو ہے پڑھنے کی دلیل اور اگر لکھنا آتا تھا یا نہیں آتا تھا تو آخر وقت میں قلم کاغذ مانگا کیوں کہ لاؤ لکھ دوں جب تک تاریخ میں یہ لفظ ہیں کہ لاؤ تمہارے لیے کچھ لکھ دوں تو پتہ چلا کہ لکھنا بھی آتا تھا اور امام کہہ رہا ہے کہ بہتّر زبانوں میں لکھنا بھی آتا تھا اور پڑھ بھی سکتے تھے، ابراہیمؑ یہ دعا کریں کہ وہ علم سکھانے کے لیے آئے وہ پڑھانے آئے جو خود لکھانے پڑھانے آئے گا ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ اسے لکھنا نہ آئے، پڑھنا نہ آئے کبھی نہیں لکھا کبھی نہیں پڑھا لیکن لکھنا پڑھنا آتا ہے معجزہ بھئی بچے کو قلم ہاتھ میں دے کر پڑھنا لکھنا سکھایا جاتا ہے، حروف کی پہچان کرائی جاتی ہے ہمارے

پیغمبرؐ کو پہچان نہیں کرائی گئی انہیں کاغذ قلم دے کر کہا گیا لکھو یہ تو رسولؐ اللہ کی بات ہے، علیؑ جن کے علم کے ڈنکے بج رہے ہیں کوئی ایسی روایت نہیں ملتی کہ ابو طالبؑ نے بسم اللہ پڑھ کر کہا ہو کہ لکھو پڑھو ہمارے کسی معصوم کے لیے ایسی کوئی روایت نہیں ملتی کہ بچپن میں لکھایا گیا ہو یا پڑھایا گیا ہو لکھنا بھی آتا تھا پڑھنا بھی آتا تھا اور فرمایا امام نے کہ صرف رسولؐ نہیں بلکہ چودہ معصوم کو دنیا کی ہر زبان بولنی بھی آتی ہے، لکھنی بھی آتی ہے تو ہمارے معصومین جو ہیں وہ ہیں ماہرِ علم لسانیات اور معصوم جس لفظ کو بول دیں لفظ معجزہ ہو جاتا ہے قرآن کا لفظ لفظ معجزہ ہے اسی طرح معصوم جو بول دے ہر حدیث کا لفظ قیامت تک معجزہ رہے گا کوئی لفظ ہٹایا جا سکتا ہے نہ بڑھایا جا سکتا ہے کوئی لفظ ملایا، ملاوٹ صاف نظر آ جاتی ہے اس لیے کہ معصوم کی زبان ہی الگ ہے، معصوم کی زبان وہ ہے جو قرآن کی زبان ہے۔ اور معصوم کے زیرِ اثر جو شخصیات رہیں ان کے پاس بھی یہ معجزہ تھا وہ چودہ میں شامل نہیں ہیں لیکن ان کے زیرِ سایہ ہیں اس لیے اللہ نے ان کی زبان کے لفظوں کو بھی معجزہ بنا دیا۔ کوفے میں حسینؑ کا سر سامنے سے آیا زینبؑ کا ناقہ داخل ہو رہا تھا دیکھتے ہی سرِ حسینؑ کو کہا اے میرے ہلال تو کمال سے پہلے غروب ہو گیا، بہن نے شعر پڑھا آج تک تاریخِ عرب میں بحث ہے۔ لغات تو یہیں حیران ہیں کہ زینبؑ نے لفظِ ہلال کیوں استعمال کیا بس یہی مصائب بھی ہیں علمِ لسانیات پر گفتگو تقریر تمام ہوئی موضوع نہیں بدلا زینبؑ نے کہا اے میرے ہلال تو کمال سے پہلے غروب ہو گیا لوگوں نے کہا سرِ حسینؑ کو دیکھ کر زینبؑ کو ماہِ کامل کہنا چاہیے تھا، بدر کہنا چاہئے تھا قمر کہنا چاہیے تھا آفتاب کہنا چاہئے تھا ہلال تو باریک چاند ہوتا ہے، عربی میں ہلال اس چاند کو کہتے ہیں جو پہلی تیسری تک کا چاند ہو چوتھی تاریخ لگی اب وہ ہلال نہ رہا بلکہ قمر ہو گیا کامل ہوا چودہ تک بدر ہو گیا لیکن پہلی

سے تیسری تاریخ تک چاند کو ہلال کہتے ہیں باریک لکیر اور زینبؑ بھائی کے سر کو دیکھ کر کہتی ہیں اے میرے ہلال گیارہ تشریحات اس لفظ کی جنابِ زینبؑ کے لفظوں کی علماء نے لکھی کہ زینبؑ نے ہلال کیوں کہا پہلی وجہ بڑے بڑے عالم جنھوں نے جنابِ زینبؑ کے اس لفظ کی تشریح کی اپنی کتابوں میں، شہزادی زینبؑ ماہرِ علمِ لسانیات تھیں اس لیے کہ آپ کا لقب تھا عالمۂ غیرِ معلّمہ ایسی عالمہ جس کو کسی نے تعلیم نہیں دی، صاحب نہج البلاغہ، صاحبِ منبرِ سلونی کی بیٹی علم کی اس منزل پر تھیں کہ کوفے کی عورتوں کو قرآن کی تفسیر بتاتی تھیں، جس کی ماں ایسا خطبہ دے گئی کہ جو درسیات میں پڑھایا جاتا تھا آلِ محمدؐ کے بچوں کو اس کی بیٹی کہتے ہیں ہمارے علماء کے، ہلال کیوں کہا اس لیے کہا کہ پہلی سے تیسری تک چاند ہلال ہوتا ہے اشارہ کیا کہ جس کا سر آ رہا ہے وہ تین شعبان کو پیدا ہوا تھا گویا بھائی کی سوانحِ حیات تین سے شروع کی کہ اس کو اگر دیکھنا ہے تو تین سے دیکھو جب رسولؐ کی گود میں آیا تین شعبان کو ابھی ۶۱ ہجری میں اس کو نہ دیکھو ہلال، ہلال کے عدد ہیں چھیاسٹھ، ہ، ل، ا، ل، ل کے تیس، ا کے ایک، ل کے تیس، ہ کے پانچ چھیاسٹھ عدد ہیں بتایا کہ جب چھیاسٹھ ہجری آئے گی تو مختار خروج کرے گا اور پھر تم دیکھنا کہ اس خون کا انتقام حکومت سے کیسے لیا جائے گا، خبر دی آغاز یہ شہادت کا انجام۔ ایک اور عالم نے تشریح کی ہلال کی کہ ہر عربی لفظ کا ایک عکس ہوتا ہے یہ علمِ لسانیات میں ایک علم ہے کہ عربی میں ہر لفظ کی ایک تصویر ہوتی ہے وہ لفظ اس کا جوڑ کہلاتا ہے شکل ویسی ہوتی ہے تو عربی میں ہلال کا عکس ہے جلال تو جنابِ زینبؑ نے ہلال کے ساتھ کہا کہ اس لفظ کے عکس کو دیکھو کہ جب پروردگار جلال میں آ جائے گا آخرت کی خبر دی اور آخری تشریح سب تو نہیں سنا رہا ایک عالم نے کہا کہ بے ساختہ جس چیز پر نظر پڑے اور اس میں جو تاثر اُبھرے زبان

پر وہی لفظ آتا ہے جیسے ہی زینبؑ کی نظر سر پر گئی اور پہلا تاثر جو سر کو دیکھتے ہی تھا وہ یہ تھا کہ حسینؑ کے پورے چہرے پر علی اصغرؑ کا خون لگا تھا پیشانی کی صرف ایک باریک لکیر نظر آرہی تھی دور سے لگتا تھا کہ اندھیرے میں ایک ہلال چمک رہا ہے بس جناب تقریر ختم ہوگئی، چہرہ پورا لہو سے رنگین تھا، پیشانی کی ایک لکیر ہلال کی طرح نظر آرہی تھی تو دیکھتے ہی کہا اے میرے ہلال تو اس کی وجہ کیا سر سامنے سے کیوں نظر آیا پہلے اس کی تشریح کروں پھر آپ کے لیے دعا انشاء اللہ ہر روز ٹھیک نو بجے تقریر شروع ہوجائے گی ساجد رضا صاحب سلام پڑھیں گے، حسین رضا رباعیات، اسد جہاں سلام پڑھیں گے پھر میری تقریر اور آخر میں ایک مختصر سا نوحہ روز ہوا کرے گا پوری کامل مجلس روزانہ منعقد ہوگی آپ حضرات شرکت فرمایئے گا سترہ صفر کو امام علی رضاؑ کا تابوت برآمد ہوگا، شبِ چہلم ذوالجناح اور زیارات اور چہلم کے دن آخری مجلس یوں تمام ہوگی۔

حضرت زینبؑ نے جو امام حسینؑ کے سر کے لئے لفظ ہلال استعمال کیا اُس کی وجہ یہ تھی کہ گیارہ محرم تک ابنِ زیاد کربلا میں تھا زوال کے وقت ظہر کے وقت روانگی کربلا سے ہوئی دوپہر کو کربلا سے چلے، سر حسینؑ عصر کو جسم سے جدا ہوا تھا شب میں ہی خولی کو سر دے کر کہا تھا پسرِ سعد نے کہ ابنِ زیاد کو بڑی بے قراری پریشانی ہے سر لے کر کوفے روانہ ہوجا تو سر تو شام کو ہی روانہ ہوگیا آدھی رات کو پہنچنے والا کوفے پہنچ گیا رات میں دارالامارہ بند ہوگیا تھا اس لیے سر کو اپنے گھر میں تنور میں رکھ دیا صبح جب ہوئی گیارہ محرم کی تو سر کو دارالامارہ پہنچایا ابنِ زیاد کے سامنے، اب پتہ چلا کہ شام کو سواریاں آرہی ہیں اور اہلِ حرم کوفے میں داخل ہوگئے وہیں تو وزراء نے ابنِ زیاد سے پوچھا کہ اس قافلے کا استقبال کون کرے گا تو ظالم نے یہ کہا کہ ادھر سے نیزوں پہ سر لے کر جاؤ بہن کا استقبال بھائی

دوسری مجلس

لفظ اور اِذنِ معصومؑ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

ساری تعریف اللہ کے لئے درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ پر

عشرۂ چہلم کی دوسری مجلس ''معصومین کا علمِ لسانیات'' کے موضوع پر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں۔ چونکہ پیغمبروں کا اہم ترین کام ابلاغ تھا، اُنھیں انسانوں تک اللہ کا پیغام پہنچانے کے لئے ذخیرۂ الفاظ کی ضرورت تھی، اس لئے اللہ نے انھیں اس دولتِ الفاظ سے نوازا تھا، قرآن بار بار علمِ لسانیات پر گفتگو کرتا ہے، حضرت موسیٰؑ کی شان میں ارشاد ہوا:-

وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ (سورۂ طٰہٰ، آیت ۲۷)

''حضرت موسیٰؑ نے کہا اور میری زبان کی گرہ کھول دے، حضرت موسیٰؑ نے اپنی زبان کے متعلق اللہ سے یہ بھی عرض کیا تھا کہ''۔

وَيَضِيْقُ صَدْرِيْ وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ

(سورۂ شعرا، آیت ۱۳)

''اور میرا سینہ تنگی محسوس کرتا ہے اور میری زبان ''ٹھیک طور سے نہیں چلتی پس ہارون کی طرف وحی بھیج'' حضرت موسیٰؑ کو فنِ تقریر میں ہارونؑ کی ضرورت پڑ گئی لیکن رسولؐ اللہ کے لئے اللہ کا ارشاد یہ ہے کہ:-

فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَتُنذِرَ بِهِ قَوْمًا لُّدًّا (سورۂ مریم، آیت ۹۷)

''بے شک ہم نے اس کو تیری زبان سے آسان بنا دیا ہے تا کہ تو متقین کو اس سے بشارت دے اور جھگڑا کرنے والوں کو تنبیہ کرے''۔

قرآن پیغمبر کی زبان میں اُترا تھا، ارشاد ہوا،

فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ (سورۂ دخان، آیت ۵۸)

''بے شک ہم نے اس قرآن کو تیری زبان میں بہت آسان بنا دیا ہے تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں''۔

حضرت موسیٰؑ نے یہ بھی کہا:-

وَأَخِي هَارُونُ هُوَ أَفْصَحُ مِنِّي لِسَانًا فَأَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْءًا يُصَدِّقُنِي إِنِّي أَخَافُ أَن يُكَذِّبُونِ (سورۂ قصص، آیت ۳۴)

''اور میرا بھائی ہارون مجھ سے زیادہ فصیح اللسان ہے اسے میرے ساتھ میرا مددگار بنا کر بھیج دے وہ میری تصدیق کرے گا۔ تحقیق مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے جھٹلا دیں گے''۔

تبلیغ میں فصاحت کی ضرورت تھی اور یہ فصاحت ہارون کے پاس موجود تھی، حضرت موسیٰؑ کے پاس بلاغت تھی، اس لئے موسیٰؑ نے یہ کہا تھا

بنی اسرائیل پر داؤد اور حضرت عیسیٰؑ کی زبان سے لعنت کی گئی ہے، تبلیغ میں لعنت کی بھی ضرورت پڑتی ہے، جو لعنت کے قابل ہے زبان سے اس پر لعنت کرنا انبیا کی سنت ہے:-

لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ (سورۂ مائدہ آیت ۷۸)

''بنی اسرائیل میں سے وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا، داؤد اور عیسیٰ ابن مریمؑ کی زبانی لعنت کئے گئے، یہ اس لئے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے بڑھ جاتے تھے''۔

قوم جو زبان بولتی تھی اُسی زبان میں ہر نبی بات کرتا تھا:-

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

(سورۂ ابراہیم، آیت ۴)

''اور ہم نے جو بھی نبی بھیجا اُسی کی قوم زبان کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ ان کے لئے ہر بات کھول کر بیان کرے''۔

چونکہ یہ سنّتِ الٰہی ہے کہ قوم اور نبی کی زبان الگ نہ ہو اس لئے اللہ نے اپنی ہی دلیل کو یہ وحی بنا کر بھیجا کہ عجمی زبان اور ہے عربی زبان اور ہے۔ دونوں میں فرق ہے۔ عرب والوں نے لسانی جھگڑے شروع کر دیئے تھے۔

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ (سورۂ نحل، آیت ۱۰۳)

کافر کہتے ہیں اسے ایک بشر تعلیم دیتا ہے جس کی جانب وہ اشارہ کرتے ہیں اس بشر کی زبان تو عجمی ہے اور قرآن تو عربی زبان میں ہے۔

لسان کا لفظ یہاں دوبار آیا ہے، ایک بار فارسی زبان کے لئے اور دوسری بار عربی زبان کے لئے اور پھر ارشاد ہوا کہ قرآن تو خالص عربی ہے۔ اس میں فارسی کی ملاوٹ نہیں ہے:-

وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ (سورۂ نحل، آیت ۱۰۳)

''اور یہ واضح عربی زبان ہے''

وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا (سورۂ مریم، آیت ۵۰)

اور ہم نے آنے والی نسلوں میں اُن کے لئے ایک سچّی زبان قرار دیا۔

حضرت ابراہیمؑ نے سچی زبان اور علیؑ کی زبان کے لئے دعا کی تھی

وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ (سورۂ شعرا، آیت ۸۴)

اور بعد میں آنے والوں میں میری سچّی زبان قرار دے۔

بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ (سورۂ شعرا، آیت ۱۹۵)

''یہ قرآن واضح عربی زبان میں نازل ہوا ہے''۔ قرآن عربی میں ہے اور موسیٰؑ کے ذکر میں لسان کے ساتھ دوسرے بھائی کا ذکر یہ بتا رہا ہے کہ ایک بھائی آخری نبیؐ کے ساتھ بھی ہوگا۔

وَأَخِي هَارُونُ هُوَ أَفْصَحُ مِنِّي لِسَانًا فَأَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْءًا يُصَدِّقُنِي إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَذِّبُونِ (سورۂ قصص، آیت ۳۴)

میرا بھائی ہارون مجھ سے زیادہ فصیح اللسان ہے۔ اسے میرا مددگار بنا کر میرے ساتھ بھیج دے۔

عربی کتاب موسیٰؑ کی توریت کی تصدیق کرتی ہے:-

وَهَٰذَا كِتَابٌ مُصَدِّقٌ لِسَانًا عَرَبِيًّا لِيُنْذِرَ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَبُشْرَىٰ لِلْمُحْسِنِينَ (سورۂ احقاف، آیت ۱۲) یہ کتاب قرآن موسیٰ کی کتاب توریت کی تصدیق کرتی ہے جو عربی زبان میں ہے۔

ارشاد ہوا:-

وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ (سورۂ بلد، آیت ۹)

''ایک زبان اور دو ہونٹ دیئے''۔ ایک زبان اور دو ہونٹ سب کے ہوتے ہیں اور یہ بات ہر ایک کو معلوم ہے۔ پھر اس طرح آیت میں یہ بیان یہ بتا رہا ہے

کہ دین کی تبلیغ میں کتاب ایک ہی نازل ہوگی لیکن دو بھائی موسیٰؑ اور ہارونؑ کے بغیر تبلیغ ناممکن ہے جیسے زبان ایک ہے۔ تاہم دو ہونٹوں کے بغیر زبان اپنا کام نہیں کرسکتی، اسی طرح لسانِ اسلام کو محمدؐ اور علیؑ دو ہونٹوں کی ضرورت ہے۔

لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ (سورۂ قیامت، آیت ۱۶)

''اپنی زبان کو جلدی حرکت نہ دے''۔

اور حبیبؐ جلدی نہ کیجئے علیؑ دین کا سارا کام اپنی کمر پر وزن کی صورت میں اُٹھالیں گے۔ ''وزر'' یعنی بوجھ ''وزیر'' ہی اُٹھا سکتا ہے۔

ہر پیغمبر اور اس کے وصی کو تمام مخلوقات کی زبان کا علم عطا کردیا جاتا ہے، اس سلسلے میں پہلے قرآن کے شواہد دیکھئے تاکہ اولاً یہ ثابت ہوجائے کہ غیر ذی روح اشیاء کی بھی ایک زبانِ ملکوتی ہوتی ہے اس کے ثبوت میں قرآن کی چند آیتیں موجود ہیں، سورہ جمعہ اور تغابن میں خلاق عالم نے ارشاد فرمایا ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ''یعنی آسمان و زمین میں جتنی بھی چیزیں ہیں وہ سب اللہ کی تسبیح کرتی ہیں''۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (سورۂ الحدید۔ آیت ۱)

''یعنی جو چیز سارے آسمان و زمین میں ہیں سب خدا کی تسبیح کرتی ہیں اور وہی غالب حکمت والا ہے''۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (سورہ حشر آیت ۱)

یعنی جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے (سب) خدا کی تسبیح کرتی ہیں اور وہی غالب حکمت والا ہے اور یہی مضمون سورۂ صف آیت ایک

میں بھی ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

دنیا کی ہر مخلوق کی اپنی ایک زبان ہے، یہ زبان انبیاء اوصیا سمجھ سکتے ہیں۔ دنیا کے انسانوں کو یہ علم نہیں دیا گیا۔ اللہ نے پیغمبروں کو اور ائمہ طاہرین کو یہ علم عطا کر دیا تھا۔

وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ۔ (سورۂ رعد آیت ۱۳)

یعنی گرج اور فرشتے اس (اللہ) کے خوف سے اس کی حمد وثنا کی تسبیح کیا کرتے ہیں۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا (سورۂ بنی اسرائیل ۴۴)

ترجمہ: ساتوں آسمان اور زمین اور جو لوگ ان میں سے سب اس کی تسبیح کرتے ہیں اور جہاں میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اس کے حمد (ثنا) کی تسبیح نہ کرتی ہو مگر تم لوگ تسبیح نہیں سمجھتے اس میں شک نہیں کہ وہ بڑا بردبار بخشنے والا ہے۔

اسی سلسلے میں قول رسول ہے کہ **مامن ذرہ الالہ لسان ملکوتی ناطق با التسبیح**۔ یعنی کوئی ذرہ عالم کا نہیں مگر یہ کہ لسانِ ملکوتی رکھتا ہے جو اس خالق کی تسبیح میں گویا ہے۔ قرآن اور قول رسولؐ سے پتہ چلا کہ غیر ذی روح میں ذرّے ذرّے کی اپنی ایک زبان ہے جس میں وہ تسبیح پڑھتا ہے۔ آج کی ترقی یافتہ ایٹمی دنیا بھی باوجود اپنی تمام حیرت انگیز علمی معلومات و ایجادات کے ان زبانوں کے سمجھنے میں حیران و قاصر ہے اور ہر طرح سپر انداختہ ہے مگر رسولؐ خدا فضلِ الٰہی سے ان تسبیحوں سے واقف تھے اور پھر ان کی عترت جو اہلبیت کہلاتی تھی وہ بھی بہ تعلیم رسول واقف تھی۔ حدیث قدسی میں ہے **لولاك**

لما خلقت الافلاک رسولؐ کو مخاطب کر کے اللہ فرما رہا ہے کہ اے رسولؐ اگر تمہارا پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو افلاک یعنی زمین و آسمان کو میں پیدا نہ کرتا یعنی وجہ وجود و غرض و غایت افلاک فخر موجودات پیغمبر آخر الزمان محمد مصطفیٰؐ کی ذاتِ اقدس ہے اور بحکم الٰہی پیغمبر خدا ہی کی تصدیق حقہ پر مبنی پیغمبر کی آلِ اطہار بھی انہی کے مثل ہے۔ غرض یہ کہ ان بزرگ ترین ہستیوں میں ہر ایک سببِ خلقت کائنات اور وجہ بقائے عالم ہے پس جو وجہ بقائے عالم ٹھہرے وہ بدرجہ اتم مستحق ہے کہ تمام عالم و خلقت کی زبانوں سے واقف ہو۔

یہ نورِ محمدؐ سے سب رونق عالم ہے
ذرّوں میں تڑپ آئی تاروں میں چمک آئی

رسول اللہ نے اس مسئلہ کے متعلق یہ کہہ کر معاملہ اور اظہر من الشمس کر دیا کہ **اَوّلنا محمدٍ وَاَوسطنا محمدٍ و آخرنا محمدٍ و کُلّنا محمدٍ**، گویا مطلب نبی کا یہ ہے کہ صفات جلالیہ و جمالیہ و کمالیہ کی نسبت سے رفتار و گفتار کے لحاظ سے، علم و عمل کے نقطۂ نظر سے سیرت و کردار کے لحاظ سے، حکمت و عفّت و شجاعت و عدالت کے زاویہ نگاہ سے ہم محمد و آلِ محمد کا ہر فرد محمدؐ ہے۔ اور اسی اساس پر ہر ایک عالمین کی تمام زبانوں سے بھی فضلِ الٰہی فطرتاً اچھی طرح واقف ہے۔ لہٰذا یہ خدا کے خاص بندے غیر ذی روح کی زبانوں پر بھی مہارت رکھتے تھے۔

حضرت سلیمانؑ نے فرمایا تھا:-

اِنّ ھٰذا الھُو الفضلُ المبین (سورۂ نمل آیت ۱۶)

اور یہ اللہ کی طرف سے کھلا ہوا فضل یا فضیلت ہے جو ہم کو عطا ہوئی ہے کہ ہم ہر ذی روح کی زبان جانتے ہیں۔

رسولؐ اللہ کی مٹھی میں کنکریاں یا خاک کے ذرّے آ گئے تو تسبیح پڑھنے لگے۔

مجمع الفضائل مناقب شہر آشوب کے حوالے سے اس کا واقعہ یوں ہے کہ مکرز عامری، رسولؐ اللہ کی خدمت میں آیا اور کسی معجزے کا سوال کیا تو نے سات کنکریاں اُٹھالیں تو وہ حضرت کی ہاتھ میں تسبیح پڑھنے لگیں اور ابوذر بیان کرتے ہیں، جب آپ نے ہاتھ سے رکھ دیں تو خاموش ہوگئیں۔ آج کی ایٹمی دنیا باوجود اپنی حیرت انگیز ترقیوں کے پتّھروں کی زبان سمجھنے سے قاصر ہے وہ تو خود رسولؐ جو جمادات کی زبان سے واقفیت رکھتے تھے لوگوں کو خود آپ نے بتایا کہ یہ خاک کے ذرے تسبیح الٰہی پڑھ رہے ہیں۔ ورنہ کسی کو کیا پتہ چلتا کہ خاک کے ذرے کیا پڑھ رہے ہیں۔

سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ مکہ سے نکلتے وقت میں بھی حضرت زین العابدینؑ کے ساتھ برآمد ہوا بعض منازل میں اُتر کر حضرت نے دو دو رکعتیں نماز کی پڑھیں اور سجدے میں تسبیح کی تو کوئی درخت اور کلوخ ایسا باقی نہیں رہا جس نے تسبیح نہ کی ہو۔ راوی کہتا ہے یہ دیکھ کر مجھے خوف معلوم ہوا۔ حضرت نے سر اُٹھا کر ارشاد فرمایا ”اے سعید ڈر گیا“ میں نے عرض کی ہاں۔ آپ جو زبان کلوخ و درخت سمجھتے تھے فرمایا وہ تسبیح اعظم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جو یہ درخت اور کلوخ نے پڑھی۔

ایک بار خلیفۂ دوم نے حجرِ اسود کا بوسہ دیتے وقت فرمایا: ”اگر چہ میں جانتا ہوں کہ تو کسی مصَرف کا نہیں مگر چونکہ رسولؐ اللہ کو بوسہ دیتے دیکھا ہے لہٰذا میں تجھے بوسہ دے رہا ہوں“۔ مولا علیؑ نے فرمایا کہ ایسا نہ کہو یہ روز قیامت لوگوں کے اعمال نیک و بد کی گواہی دے گا“۔ گویا یہ مخلوق بے جان و بے حس بھی بحکمِ الٰہی زبان ملکوتی رکھتی ہے۔

جب امام زین العابدینؑ اور محمد بن حنفیہ میں اظہارِ امامت کے سلسلے میں گفتگو ہوئی تو اسی حجرِ اسود کو حکم بنایا گیا اور جب امامِ وقت نے پوچھا کہ بتا امام کون ہے تو

اسی سے تو آواز آئی تھی انت الامام ابن الامام سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ چونکہ اللہ ہر شے پر قادر ہے جس میں جو چاہے تبدیلی کر دے اور یونہی اپنی قدرت سے جب چاہے بے جان و بے حس مادّے میں گویائی کی قوت پیدا کر دے۔ مگر یہ گویائی نطق یا زبان کے حقیقی مفہوم کو سمجھنے اور سمجھانے کے لئے بس خاصانِ خدا ہیں۔ نائبان رب العالمین ہیں اور انہیں منتخب محمدؐ و آلِ محمدؐ ہیں جن سے تمسک رکھنے کے لئے رسولؐ اللہ حدیث ثقلین میں تصریحاً ہدایت فرما گئے ہیں۔ تا کہ گمراہی کی کوئی بھی صورت کا جواز نہ نکل سکے۔

تاریخ اور حدیثوں میں مختلف مقامات پر آیا ہے کہ حسبِ ضرورت درختوں اور جانوروں نے محمدؐ و آلِ محمدؐ کے افراد سے گفتگو کی ہے جس کو ان ہستیوں نے بتایا کہ یہ درخت اور جانور کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ تو بہت ہی مشہور ہے کہ رسولؐ اللہ جس راستے سے گذرتے تھے تو حجر و شجر سے صاف درود و سلام کی آوازیں آتی تھیں۔ پھر علم حکمت کے سلسلے میں آیا ہے حضرت لقمان نبی اللہ کے لئے مشہور ہے کہ جب وہ زمین اُگی ہوئی جڑی بوٹیوں کے پاس سے گذرتے تھے تو وہ جڑی بوٹیاں خود بخود اعلان کر کے بتلاتی تھیں کہ ہم فلاں فلاں مرض کی دوا ہیں۔ یہاں تجربہ کر کے بھی جڑی بوٹی کی کما حقہ افادیت کا پتہ نہیں چلتا۔ اگر تجربوں کا سوال ہو تو برسوں گذرنے کے بعد بھی ایک جڑی یا بوٹی کے متعلق پوری معلومات حاصل نہیں ہوتیں۔ یہ تو فضل الٰہی تھا کہ اللہ نے اپنے خاص نائبین کو براہِ راست اس طرح علم و حکمت سے فیضیاب کر دیا تھا۔ اور ان مقدس ہستیوں نے سینہ بہ سینہ اس علم کو آگے بڑھایا جب حضرت لقمان پیغمبر کو جڑی بوٹیوں کا علم تھا تو فخر لقمان اور فخر سلیمان یعنی محمدؐ و آلِ محمدؐ کو ضرور بالضرور یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ کی نسبت سے ان علوم پر عبور رہا ہوگا۔ پھر کیڑے، مکوڑے،

درندوں، پرندوں اور جانوروں کا، درختوں اور پتھروں کی طرح انبیاء و آئمہ کی تعظیم کرنا اور خدمت میں حاضر ہونا اور باتیں کرنا احادیث معتبر سے ثابت ہے۔

گذشتہ یہ ذکر ہو چکا ہے کہ ذی روح اور غیر ذی روح بلکہ ذرّہ ذرّہ عالم کا لسانِ ملکوتی رکھتا ہے جس سے وہ اپنے خالق کی تسبیح اور حمد کرتا ہے تو پھر انسان جو اشرف المخلوقات ہے اس پر بدرجہ اولیٰ یہ حق ثابت ہوتا ہے کہ وہ بہتر طریقے سے اللہ کی تسبیح اور حمد و ثنا میں لگا تار مشغول رہے۔ اس لئے کہ اللہ کی ذات اس امر کی مکمّل طور سے مستحق ہے کہ اسی بے حد رحمت و کرامت اور لاتعداد نعمتوں کے باعث اس کی حمد و ثنا کی لگا تار تسبیح کی جائے۔ پھر بھی اس کا شکر یہ کما حقہ ادا نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ مومنین کے لئے حکم ہے

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا، وَّسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا (سورۂ احزاب، آیت ۴۱، ۴۲)

اے ایماندارو بہ کثرت خدا کو یاد کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہو۔

مفاتیح میں روز جمعہ کی دعا میں ہے۔

لَا يَنْسَى مَنْ ذَكَرَهُ وَلَا يَنْقُصُ مَنْ شَكَرَهُ وَلَا يَنْجِيبُ مَنْ دُعَاهُ وَلَا يَقْطَعُ رَجَاهُ مَنْ رَجَاهُ

ترجمہ: جس سے اسے یاد کیا یا اس کا ذکر کیا اسے وہ نہیں بھولتا اور جو اس کا شکریہ بجالایا اسے گھاٹے میں نہیں رکھتا اور جو اسے پکارے اسے نا اُمید نہیں کرتا اور جو اس سے آس لگائے اس کی آس نہیں توڑتا۔

انواع حیوان میں کچھ جانوروں کے واقعات ایسے ملتے ہیں جنہوں نے محمدؐ و آلِ محمدؐ سے گفتگو کی اور ان مقدس ہستیوں نے ان کی زبانوں کو سمجھ کر ان کو حسبِ ضرورت جواب دیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ہستیاں ان کی زبانوں سے

واقف تھیں۔ یوں تو طائروں میں طوطا اور مینا کا سکھائے ہوئے اور رٹائے ہوئے الفاظ کا دُہرانا آپ نے ضرور سنا ہوگا۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب ہماری بولی بول سکتے ہیں۔ مگر یہ ان کی زبان نہیں۔ یہ تو ہم انسانوں کی زبان ہے جس کو ان طائروں نے ٹیپ ریکارڈ کی طرح دُہرا دیا۔ ان کی زبانیں اور ہیں جن کو بہرحال اللہ تو جانتا ہی ہے مگر اس کے مخصوص بندے خاص کر محمد و آلِ محمدؐ بھی بخوبی جانتے تھے۔

ابوحمزہ ثمالی حضرت زین العابدین کے اصحاب میں بڑے باوقار شخص تھے بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت کی خدمت میں موجود تھا آپ کے گرد چڑیاں اُڑ رہی تھیں اور کچھ بول رہی تھیں حضرت نے مجھ سے فرمایا۔ ابوحمزہ! سمجھے یہ چڑیاں کیا کہتی ہیں۔ میں نے عرض کیا ''نہیں'' آپ نے فرمایا۔ وہ خدا کی تقدیس کرتی ہیں اور ان کی روزی خدا سے مانگتی ہیں۔ یہ فرما کر آپ نے کہا اے ابوحمزہ! جانوروں کی طائروں کی زبانیں ہم کو قدرت کی طرف سے بتائی گئی ہیں اور ہر شے کا علم ہمارے پاس ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ چیونٹی کو تم لوگ جان سے مت مارو اس لئے کہ سلیمانؑ ابن داؤد کے زمانے میں ایک مرتبہ قحط پڑا۔ حضرت سلیمانؑ طلب باراں کے لئے گھر سے صحرا کی طرف گئے اور لوگ بھی ساتھ ساتھ تھے۔ ایک چیونٹی کو دیکھا کہ اپنے پاؤں پر کھڑی ہے۔ ہاتھ کو آسمان کی طرف بلند کئے کہتی ہے۔ خداوند ہم سب تیری مخلوقات میں سے ایک حقیر مخلوق ہیں۔ ہمارے لئے بغیر تیرے فضل و کرم کے چارہ نہیں ہے۔ بارِالٰہا تو ہمیں اپنے پاس سے روزی عطا کر اور سفہا بنی آدم کے گناہوں کی وجہ سے ہم سے مواخذہ نہ کر۔ ہمیں سیراب کر تاکہ درخت پیدا ہوں کھیت آباد ہوں۔ پھل اور غلہ نصیب ہو اور ہماری غذا ہو۔

حضرت سلیمانؑ جانوروں کی زبان سمجھتے تھے لوگوں سے فرمایا چلو اس کی دعا کافی ہے۔ خدا نے اس کی دعا سے تم کو سیراب کر دیا۔ پھر تو خوب پانی برسا ساری زمین شاداب ہو گئی۔

میر انیسؔ نے اپنے ایک مشہور مرثیے میں چیونٹی کی دعا مانگنے کا ذکر کیا ہے:-

چیونٹی بھی ہاتھ اُٹھا کے یہ کہتی تھی بار بار
اے دانہ کش ضعیفوں کے رازق ترے نثار

جس نے مشاہدہ کیا ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ چیونٹی چلتے چلتے پیروں پر کھڑی ہو جاتی ہے اور اپنے ہاتھوں کو بلند کرتی ہے۔ یہ بات میں نے خود دیکھی ہے۔

قرآن مجید میں وہ بھی گفتگو موجود ہے جو جناب سلیمان اور چیونٹی کے درمیان ہوئی ایک دن جناب سلیمان مع اپنے لشکر کے چیونٹیوں کے میدان میں آ نکلے۔ تو ایک چیونٹی بولی: اے میری قوم! اپنے اپنے بلوں میں گھس جاؤ ایسا نہ ہو کہ سلیمانؑ اور ان کا لشکر تمہیں روند ڈالے اور انہیں اس کی خبر بھی نہ ہو تو سلیمان اس کی اس بات سے مسکرا کر ہنس پڑے۔ اور حضرت سلیمان نے اپنے دل میں کہا یہ چیونٹی اپنی قوم پر کس قدر مہربان ہے۔ آپ نے اسے اُٹھا کر اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا اور فرمایا ''تو کون ہے'' اس نے کہا میں ان چیونٹیوں کا بادشاہ ہوں: فرمایا تو نے اپنی رعایا سے یہ کیوں کہا کہ تم اپنے گھروں میں چلی جاؤ۔ کیا مجھے کسی پر ظلم کرتے دیکھا تھا: اس نے کہا ''ایسا تو نہیں ہے۔ میں نے تو صرف احتیاطاً ایسا کہا تھا۔ حضرت سلیمانؑ نے کہا ''تیری سلطنت میں کتنی چیونٹیاں ہیں'' اس نے کہا ان کی تعداد خدا ہی بہتر جانتا ہے'' فرمایا تیری سلطنت بہتر ہے یا میری'' اس نے کہا '' آپ کی سلطنت میں تکلفات بہت ہیں۔ ایک تو تخت آپ کا ہوا اُٹھاتی ہے۔ تخت آپ کو اُٹھاتا ہے۔ ہمارے یہاں اس کھڑاک کی ضرورت نہیں جیسی سب

رعایا ہے ویسا ہی میں ان کا بادشاہ ہوں کوئی امتیاز نہیں'' (ایسی سلطنت محمد وآلِ محمد کے سوا کس نے کی؟) پھر حضرت سلیمان نے پوچھا ''تیرا مرتبہ بلند ہے یا میرا''؟ کہا ''اس وقت تو میرا ہی مرتبہ بلند ہے۔ آپ کی سواری ایک گھوڑا ہے جو ایک جانور ہے اور میری سواری ایک نبی کا ہاتھ ہے'' یہ سُن کر حضرت سلیمان ہنس پڑے۔ جب جناب سلیمانؑ پیغمبران کی زبانوں کو جانتے تھے تو پھر فخرِ سلیمان محمدؐ وآلِ محمد کا جاننا بدرجہ اتم ضروری ہے۔

جانوروں کی زبان دانی کے سلسلے میں گفتگو کر چکا ہوں اس کے علاوہ مزید ایک اور روایت ملتی ہے جو پانچویں امام جناب محمد باقرؑ سے منسوب ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرے والد ایک جماعت کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ جنگل میں ایک ہرنی نکل کر آئی اور اپنے آپ کو حضرت کے قدموں پر گرا دیا اور اپنی زبان میں حضرت سے کچھ کہتی جاتی تھی اور اپنے پاؤں زمین پر مارتی تھی ایک شخص نے پوچھا کہ اے فرزندِ رسول! یہ ہرنی کیا کہتی ہے'' آپ نے فرمایا کہ بادشاہِ وقت کے فرزند نے اپنے باپ سے ہرن کے بچے کی فرمائش کی تھی۔ اس کے لئے صیاد نے اس ہرنی کا بچہ پکڑ لیا ہے۔ یہ کہتی ہے کہ بچہ کو میں نے دودھ نہیں پلایا تھا۔ وہ بھوکا ہوگا مجھے میرا بچہ دلا دیجئے تا کہ اسے میں دودھ پلا سکوں۔ یہ فرما کر امام زین العابدینؑ صیاد کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے فرمایا کہ یہ جو بچہ تم نے گرفتار کیا ہے وہ اس کو واپس کر دو کیوں کہ یہ بھوکا ہے صیاد بچہ کو لایا ہرنی نے اسے دودھ پلایا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بھی برابر جاری تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت نے صیاد سے کہا کہ ''تجھے میرے حق کی قسم جو تجھ پر واجب ہے۔ اس کا بچہ واپس کر دے۔ صیاد نے وہ بچہ ہرنی کو واپس کر دیا۔ وہ ہرنی اپنی زبان میں حمد خدا اور ثنا محمدؐ وآلِ محمد کرتی ہوئی جنگل میں جا کر روپوش ہوگئی۔ یہ ہرنی کا حمد خدا کرنا اور ثنا

محمدؐ و آلِ محمدؐ کرنا امام ہی سمجھے۔تب ہی تو آپ نے لوگوں کو بتایا ورنہ یہ اگر آپ خود نہ بتاتے تو کسی کو کیا معلوم ہوتا کہ یہ ہرنی کیا حمد وثنا کر رہی تھی۔

یہ تو آپ نے گفتگو ایک نبی کی ایک چیونٹی سے سنی اور ایک ہرنی کی امام و رسولؐ سے سنی ساتھ ہی اس کے ان کو تمام طائر کی بولی عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ کا علم دیا گیا تھا، دنیا میں جتنے لفظ بولے جاتے ہیں اور بولے جائیں گے ہر لفظ معصوم سے اذن یافتہ ہے۔بنی ہاشم بھی ہر لفظ کے خالق تھے لفظ اُن کے اذن سے رائج ہوتے تھے وہ تو بچوں کے نام رکھتے تو لسانیات کے معجزے دکھاتے تھے عبدالمطلب نے بیٹے کا نام عبداللہ رکھا تھا،

عبداللہ محمدؐ کے باپ تو جس کے باپ کا نام اتنا پاکیزہ ہو کہ وہ نام اگر کافروں کے دَور کا ہوتا جاہلیت کے دور کا ہوتا تو آج رائج نہ ہوتا کتنے نام پیغمبرؐ نے لوگوں کے بدلے لیکن وہ آج رکھے نہیں جاتے رسولؐ نے کہا یہ نام غلط ہیں یہ نہیں رکھے جائیں گے یہ بدل دو کسی کا نام عبدالکعبہ تھا رسولؐ نے کہا نام بدلو کعبے کا بندہ نہیں ہوتا بندہ اللہ کا ہوتا ہے اسی مکے میں یہ بھی رہتے تھے عبدالمطلب بھی رہتے تھے ان کے بیٹے کا نام عبداللہ اور اس کے بیٹے کا نام عبدالکعبہ تو لسانیات کا ذوق شوق کہاں ہے علم کہاں ہے یعنی شعورِ علم لسانیات کہاں ہے تو شاعر اپنا قصیدہ سنا کر سند لیتا تھا، خانۂ کعبہ میں قصید لٹکایا گیا بنی ہاشم کہہ رہیں تو لفظ ان کے اِذن سے چلتے تھے یہ بنی ہاشم کا دور اسلام کا ارتقاء، حضرت امام جعفرِ صادقؑ بس جناب تقریر ختم ہوئی پانچ منٹ کی زحمت امام کے دور میں ایک شاعر تھا وہ علیؑ کا دشمن تھا ناصبی تھا وہ قرض دار ہو گیا تو اس نے اپنے دوستوں سے کہا کہ ہمیں کچھ رقم چاہیے لوگوں نے کہا کون تجھے اتنی رقم دے گا، کہا پھر کیا کروں رقم کی ضرورت ہے پریشان تھا تو دوستوں نے مشورہ دیا کہ اب تو مدینے میں ایک ہی سخی ہے اور تو ہے اس کا اور

اس کے دادا علیؑ کا دشمن اور وہ ہیں جعفرِ صادقؑ ان سے لے لے، کہا ان کا تو میں دشمن ہوں، کہا ایسا کر علیؑ کی شان میں تین شعر کہہ دے تعریف کر دے وہ لے کر چلا جا اور کہنا میں نے آپ کے دادا کی شان میں قصیدہ پڑھا ہے وہ فوراً پیسے دے دیں گے اس نے کہا ہاں یہ ترکیب تو اچھی ہے تین شعر اس نے کہہ لیے کہہ کر پہنچا امام کے پاس بیٹھ گیا امام سر جھکائے ہوئے تھے جب آیا اس نے کہا آپ مجھے جانتے ہیں امام نے بغیر سر اٹھائے ہوئے کہا میں تم کو اچھی طرح جانتا ہوں، کہا میں تو کبھی آپ کے پاس نہیں آیا، کہا ہاں یہ بھی جانتا ہوں، کہا آپ کو معلوم ہے کہ کون ہوں میں، کہا ہاں یہ بھی جانتا ہوں تُو میرے دادا علیؑ کا دشمن ہے، کہا میں اب تو آیا ہوں اس لیے کہ تین شعر میں نے علیؑ کی تعریف میں کہے ہیں کہا مجھے معلوم ہے اب سوچنے پہ مجبور ہوا کہ کمرہ بند تھا گھر والوں تک کو نہیں بتایا شعر کہے ان کو کیسے معلوم کہنے لگا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے تین شعر آپ کے دادا علیؑ کی مدح میں کہے ہیں، کہا معلوم ہے اگر تجھے یقین نہیں تو تینوں شعر میں سنا دوں اب بھی یقین نہیں آیا کہا اچھا پہلا شعر آپ سنا دیجئے امام نے پہلا شعر سنا دیا دنگ ہو گیا اب یقین ہو گیا، کہا اچھا یہ بتائیے کہ یہ میں نے بند حجرے میں شعر کہے تھے میں نے کسی کو سنائے نہیں آپ کو کیسے پتہ چلا کہ میں نے آپ کے دادا کی تعریف لکھی، کہا تُو بھی سن لے اور دنیا کے سارے ادیبوں، شاعروں، دانشوروں سے جا کر کہہ دے کہ جعفرِ صادقؑ نے یہ کہا ہے کہ اگر میں لفظوں کو اجازت نہ دوں تو لفظ نہ شاعروں تک جاتے ہیں نہ ادیبوں تک جاتے ہیں بس جناب گفتگو ختم ہو گئی امام نے فرمایا کہ اگر میں لفظوں کو اجازت نہ دوں تو لفظ وہاں جاتے ہی نہیں اس لیے یاد رکھو علمِ لسانیات میں ترقی کرنی ہے جب تک آلِ محمد کا اِذن نہیں اب یہ ایک موضوع ہے اس پہ گفتگو ہو گی کہ کہاں امام نے اِذن دیا، کہاں نہیں دیا، جوشؔ

کے پاس پانچ لاکھ الفاظ ہیں انیسؔ و دبیرؔ کے پاس پانچ پانچ لاکھ الفاظ ہیں اِذن ملا لفظ چلے آ رہے ہیں کچھ ایسے بھی شاعر ہیں کہ جن کے پاس لفظ ہی نہیں ہے اِذن نہیں ملا بہت سے شاعروں، ادیبوں کو اِذن نہیں ملا پھیکے گمنام جہاں مدح ہے وہاں لفظوں کو اِذن ہے یعنی لکھنا پڑتا ہے کہ لفظ ان کے آگے ہاتھ باندھے کھڑے ہیں ہمیں لے لو ہمیں لے لو اردو ادب میں جوشؔ اور انیسؔ وغیرہ کے لیے لکھا جاتا ہے کہ الفاظ ہاتھ باندھے چلے آ رہے ہیں کہ ہمیں لے لو ہمیں لے لو، کون بھیج رہا ہے لفظوں کو یہ روحانی باتیں ہیں، یہ علمِ لسانیات ہے یہی ہے موضوع تقاریر کا، ایک لفظ ایک، ایک لفظ پر علمِ لسانیات میں کتابیں اور مقالے لکھے جاتے ہیں غالب کی برسی تھی ۱۹۶۹ء میں چین میں، جاپان میں، روس میں، امریکہ میں، ہندوستان میں، ترکی میں، ایران میں، پاکستان میں نو دس ملکوں میں غالب کی صد سالہ برسی تھی بڑے بڑے لوگ مقالے لکھ رہے تھے وزیر حسن عابدی فارسی کے بھی بہت اچھے شاعر ہیں فارسی کا مقالہ لکھ رہے تھے، انتقال ہو گیا بہت بڑے اسکالر تھے غالب کے اشعار کی تشریح کر رہے تھے لفظ آیا مُحمّلِ گل اردو لغت دیکھی لفظ نہیں تھا فارسی لغت دیکھی لفظ نہیں تھا عربی لغت دیکھی مُحمّلِ گل لفظ نہیں تھا اب ذوق اور جستجو بڑھتا گیا غالب کا تخیل کہاں سے آیا ڈھونڈتے ڈھونڈتے تلاش کرتے چینی لغت میں لفظ ملا سمجھ رہے ہیں علمِ لسانیات کیا ہے اور میں کتنا آسان بنا کر آپ کو سنا رہا ہوں توجہ ہے نا آپ کی مُحمّلِ گل، یعنی گلاب کے پھول کی عماری اب تو آپ کو پہنچ جانا چاہیے کہ میں مصائب پر پہنچ گیا ہوں کل بھی میں نے کہا تھا کہ مصائب فضائل دونوں علم لسانیات پر، مُحمّلِ گل چینی لغت، پتہ چلا چین میں ایک گلدان بنتا تھا چینی کا جس میں چینی کا اونٹ ہوتا تھا اس کی پیٹھ پر ایک چینی کا گلاب کا پھول ہوتا تھا اسے کہتے تھے مُحمّلِ گل شعر میں غالب

نے لفظ باندھا محملِ گل، لاہور کے کباڑی سے جا کر کہا اس طرح کا کوئی گلدان پرانا بکنے آئے تو میرے لیے رکھنا ایک سال کے بعد کباڑی نے اطلاع دی کہ ایک پرانا گلدان ہمارے پاس آیا جیسی شکل آپ بنا گئے تھے ویسا ہی ہے یہ بھاگ کر گئے اس گلدان کو دیکھا چینی کا اونٹ اس پر گلاب کا پھول اب یہ آئیڈیا کہاں سے آیا گلدان کے لیے تو پتہ چلا کہ تصویر بنتی تھی دمشق میں، کوفے کے آرٹسٹوں نے تصویریں بنائیں تھیں کہ ایک اونٹوں کی قطار جارہی ہے، اونٹ پر ایک گلاب کا پھول رکھا ہے وہاں سے یہ آئیڈیا لے کر یہ گلدان بنا، وہاں سے آئیڈیا لے کر یہ لفظ بنا وہ تصاویر آج بھی آپ کی امام بارگاہوں میں نظر آتی ہیں اونٹوں کی قطار جارہی ہے اونٹ پر گلاب کا پھول ہے کسی گلاب کے پھول پر لکھا ہے عماریٔ زینبؑ، کسی پہ عماریٔ امِ کلثومؑ، عماریٔ اُمِ ربابؑ بس ہو گئے مصائب شاعر کہاں سے کربلا کے مصائب کو لے رہا ہے اور اس میں جو سب سے آگے کا ناقہ ہوتا تھا تصویر میں اب بھی آپ دیکھ لیں بعض امام بارگاہوں میں کلینڈر میں تصویریں لگی ہیں اس ناقے پر بڑا گلاب کا پھول اس پہ لکھا ہے زین العابدینؑ ابن الحسینؑ عماری کی جگہ پھول، ہاں یہ زہراؑ کے پھول ہیں بنانے والے نے تصویروں میں انہیں پھول ہی تصوّر کیا ہاں یہ پھول تھے جبھی تو محمدؐ نے کہا تھا حسنؑ اور حسینؑ میرے چمن کے دو پھول ہیں، یہ سب پھول آلِ محمدؐ کے گھرانے کے پھول کل میں کہہ رہا تھا قافلہ چلا کوفے میں تین دن قیام کیا دارالامارہ کے قید خانے میں، تین دن کے بعد عماریاں تیار ہوئیں اس پر سوار کر کے اسیروں کو لے چلے، شیث ابنِ ربعی پانچ ہزار کا لشکر لے کر چلا ساتھ اپنے شمر خولی یزید نے اسیروں کو بلایا ہے ابنِ زیاد کا حکم کہ راستے میں جتنے شہر ہیں سب شہروں کے سرداروں سے کہو کہ خارجی کا سر آرہا ہے شہروں میں اعلان کرے، استقبال کو

آئیں، خوشیاں مناتے آئیں خارجی کا سر کوفے سے شام جا رہا ہے حاکم کے پاس، سارے شہروں کو خط لکھ دیئے گئے کوفے کے بعد پہلی منزل تھی قادسیہ، قادسیہ کے سردار کو خط پہنچا کہ خروج کرنے والے کے اسیر آ رہے ہیں، سر آ رہا ہے سارے شہر والے آ جائیں تمام شہر کے لوگ باہر تماشہ دیکھنے نکل آئے جب قافلہ آیا تو اسی وقت کوفے سے قادسیہ کا راہب عیسائی پہنچا تھا قادسیہ میں، اس نے قادسیہ والوں سے کہا یہ خارجی کا سر نہیں ہے اس پہ خوشی نہ منانا، تماشہ نہ دیکھنا کوفے سے آ رہا ہے یہ فاطمہ زہراؑ کے بیٹے کا سر ہے، یہ مسلمانوں کے نبیؐ کے نواسے کا سر ہے اور یہ عورتیں جو ہیں نبیؐ کے گھر کی عورتیں ہیں تمام قادسیہ کے گرجا گھروں میں سنک پھونکے گئے اور اطلاع دی گئی کہ کوئی خوشی نہ منائے اس لیے کہ ہم بھی ایک نبی کو مانتے ہیں اور یہ بھی نبی کا گھرانہ ہے اب سب رِقّت پہ آمادہ ہو گئے بُرا بھلا کہا قاتلوں کو، دور شہر سے ویرانے میں قافلے کو ٹھہرایا جہاں ٹھہرے تھے وہاں ایک دیوار تھی قلعے کی دیوار اس کے پاس سب ٹھہرے ایک مقام پر بیبیاں بیٹھ گئیں حلقہ بنا کر سروں کو دیوار کے پاس رکھا کہ اچانک اس دیوار سے ایک ہاتھ نمودار ہوا اس ہاتھ نے ایک تحریر لکھی دیوار پر، وہ امت قیامت کے دن اپنے نبی سے شفاعت کی امید کیسے کر سکتی ہے جس نے نبی کی اولاد کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا، پھر ہاتھ غائب ہو گیا انہوں نے ہاتھ پکڑنا چاہا ہاتھ غائب ہو گیا یہ تحریر ہوئی تھی کہ اسی قلعے کے پیچھے سے رونے کی آواز آئی، مرثیہ پڑھنے کی آواز آئی ڈر کر خوفزدہ ہو کر قادسیہ سے نکلے تکریت پہنچے تو وہاں بھی یہی اعلان تھا کہ یہ آلِ محمدؐ کے گھرانے والے آ رہے ہیں کسی نے استقبال نہیں کیا بلکہ وہاں کی عورتیں چادریں لے کر آئیں کہ یہ چادریں اسیروں کو دے دو کہ یہ بے پردہ ہیں، نبیؐ کے گھرانے کی عورتیں بے پردہ ہیں بی بی اُمِ کلثوم نے اس شہر والوں کو دعا دی

کہ تمہارے شہر میں ہمیشہ اچھی فصل ہو، تمہارے شہر میں ہمیشہ بارش ہو قافلہ یہاں سے بھی آگے بڑھا اب موصل پہنچا، قافلہ پہنچا تو ایک پتھر پر سرِ حسینؑ کو رکھا ابھی سرِ حسینؑ کو رکھا تھا کہ اس پتھر پر سر سے خون کا قطرہ ٹپکا سرِ حسینؑ تو چلا گیا لیکن جب موصل والے اس پتھر کے پاس آئے تو اس پتھر سے خون ابل رہا تھا اب اس پتھر کو موصل والے اٹھا لائے ہر سال عاشور کے دن اس پتھر سے لہو ابلتا، ایک روضہ بنایا اس روضے کا نام ہے مشہد النقطہ اور آج بھی اس پتھر سے عاشور کے دن خون ابلتا ہے اور وہ زیارت گاہ کربلا سے تیسری منزل موصل پر ہے، قافلہ یہاں سے بھی آگے بڑھ گیا ایک شاعرِ علوی کہتا ہے کہ میں اس قافلے کے آنے سے کچھ دیر پہلے اپنے گھر میں، سو رہا تھا کہ اچانک میں نے دیکھا کہ ایک پُرفضاء مقام، ایک اچھا باغ لیکن نہر بہہ رہی ہے اس نہر کے کنارے ایک بی بی رو رہی ہے میں قریب پہنچا ایک درخت کی آڑ سے میں نے سنا تو وہ بی بی کہتی تھی اے میرے نورِ نظر اے میرے لختِ جگر اے میرے حسینؑ کیا تم نے نانا کی اُمت کو یہ نہیں بتایا کہ میں فاطمہ زہراؑ کا بیٹا ہوں کہ ایک درخت کی طرف سے آواز آئی اماں میں نے ان سے کہا تھا کہ میں فاطمہؑ کا بیٹا ہوں، میں رسولؐ کا نواسہ ہوں لیکن اماں انہوں نے میری بات نہیں مانی، شاعرِ علوی کہتا ہے کہ میں بی بی کے سامنے آ گیا میں سمجھ گیا کہ فاطمہ زہراؑ ہیں سلام کیا سلام کر کے کہا بی بی میں آپ کے بیٹے کی مدح میں مرثیہ کہتا ہوں بی بی نے کہا ہاں میں جانتی ہوں، کہا میرا باپ بھی شاعر تھا وہ بھی مرثیہ کہتا تھا فاطمہ زہراؑ کہتیں ہاں مجھے اس کے مرثیے بھی یاد ہیں اپنے باپ کا مرثیہ مجھ سے سن، وہ کہتا ہے ایک بار فاطمہ زہراؑ نے بین کرنا شروع کیا اور میرے بابا کا مرثیہ پڑھ کر یہ کہا کہ تیرے باپ نے یہ کہا کہ اس طرح روؤ کہ جیسے فاطمہؑ آبِ جو کے کنارے، جنّت میں نہر کے کنارے یہ

کہہ کر روتی ہیں ارے ولد الحسینؑ تیرے لاشے کو پامال کیا گیا، اے حسینؑ انگوٹھی کے لیے تیری انگشت کو قطع کیا گیا، شاعر کہتا ہے کہ بی بی نے آخری اشعار پڑھے اے حسینؑ میرے پارۂ جگر زینبؑ سے کہنا کہ تیری منزل کہاں ہے، تیرا کارواں کہاں ہے، تیرے خیمے جلائے گئے، تیرے بچوں کو مارا گیا۔

بارِالٰہی ان آوازوں پہ اپنی رحمت نازل فرما، ماتمِ حسینؑ

تیسری مجلس

رَطبُ اللسانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریف اللہ کے لئے درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ پر

عشرہ چہلم کی تیسری مجلس آپ حضرات سماعت فرمارہے ہیں موضوع یہ تھا علم لسانیات ہم اس موضوع پر گفتگو کررہے ہیں یہ مجلسِ عزاء کی ترتیب جو آپ دیکھتے ہیں سوز خوانی، سلام، مرثیہ، قطعات اور رباعیات یہ دستور صرف آپ کے پاس ہے اور ان سب کا تعلق لسانیات سے ہے یعنی ہماری مجلس کا موضوع آغاز سے زیارت تک سب مظاہرِ لسانیات، معجزات لسانیات، لسانیات کے معنی کہ اردو لغت میں اس کے کتنے معنی ہیں ابھی ماجد رضا سے آپ مرزا دبیر کا شاہکار مرثیہ سُن رہے تھے جو لسانیات کا شاہکار ہے، علمِ لسانیات میں ایک خزانہ ہے اور یہی باتیں اس مجلس میں آپ کے سمجھنے اور سننے کی ہیں اور انہیں کو ذخیرہ کیجئے۔ آج اس دور میں آپ کے پاکستان میں کم از کم دس ادارے ہیں جو لسانیات پر کام کر رہے ہیں اسی گلشنِ اقبال میں اُردو بورڈ ہے یہ علمِ لسانیات کا مرکز ہے...... جہاں آپ رہتے ہیں یا جہاں سے آپ گزرتے ہیں اسی طرح جہاں اردو کی سب سے بڑی لغت تیار ہورہی ہے، دنیا کی سب سے بڑی اردو میں یہ بھی لسانیات کا ادارہ ہے یہ بھی گلشنِ اقبال میں ہے جہاں آپ بیٹھیں ہیں اس کے چاروں طرف

لسانیات کا چرچا ہے موضوع پڑھ کر شاید آپ کے ذہن میں آیا ہو کہ وقتِ حاضر اور ملکی مسائل میں جو گفتگو لسانیات کی ہے شاید اس پر گفتگو ہوگی لیکن ہم اس پر کیوں گفتگو کریں یہ مسائل آنے جانے ہیں اور جس مسئلے پر ہم گفتگو کر رہے ہیں یہ چودہ سو سال سے معجزہ بنا ہوا ہے، ہماری مجلسِ عزاء علمِ لسانیات کا شاہکار ہوتی ہیں اور یہ جہاں ہزاروں روپے خرچ کر کے آفسز (Offices) قائم ہوتے ہیں لغت تیار ہو، انسائیکلو پیڈیا تیار ہو کمپیوٹر کے ذریعے تیار ہو یہاں آفس لغت کا یونہی جاری و ساری ہے جہاں سے بچے زبان سیکھتے ہیں اور لسانی خامیاں اور خوبیاں ان کے ذہن میں بچپن سے نمایاں ہوتی ہیں یہ لسانیات کا موضوع بہت اہم ہے۔ ہم مسلسل اپنے موضوع کو سہل بنا رہے ہیں آسان بنا رہے ہیں اس لیے کہ موضوع خالص علمی ہے، سیمینار کا موضوع، مذاکرے کا موضوع، یونیورسٹی کی کلاسز کا موضوع، دانشوروں میں بیٹھ کر دس آدمیوں کا موضوع، ہم اپنے عزاداروں میں ڈسکس (Discuss) کر رہے ہیں اس موضوع کو تو عام طور سے یہ رسک (Risk) ہے پہلے بھی کہا تھا کہ یہ مشکل کام ہے کہ زبردستی ایک علمی موضوع کا خوامخواہ نوجوانوں کے ذہنوں پر بار ڈالا جائے کہ وہ سمجھیں کہ جہاں انجینئرنگ، Engineering ڈاکٹری (Doctorate) اور بینکنگ (Banking) کامرس (Commerce) وغیرہ پڑھ رہے ہوں اپنی نجی زندگی کے کاروبار کے لیے آگے بڑھنے کے لیے تعلیم حاصل کی جا رہی ہو وہاں ایسے سخت موضوع کا کیوں ان کے دماغوں پہ بار ڈالا جائے لیکن یہاں کوئی بھی موضوع بار نہیں ہوتا اس لیے کہ ہر موضوع فضائلِ آلِ محمدؐ کے ساتھ چلتا ہے، آج کی اس تقریر کی بنیادی بات کہنے جا رہا ہوں اگر یہ آپ کے ذہن نشین ہوگئی تو تقریر سمجھنا مشکل نہ ہوگا، میں ہر ذریعے سے موضوع کو سہل بنا رہا ہوں اس لیے

کہ یہ منبر کا موضوع کبھی نہیں تھا اور زیادہ تر موضوع سے میں متعارف کرواتا ہوں منبر پہ، وہ کبھی نہیں آئے اور کوشش یہی ہوتی ہے کہ وہ موضوع بیان کیا جائے کہ جس کا ذکر نہ لکھنؤ میں ہوا ہو، نہ حیدرآباد دکن کے منبر سے ہوا ہو، نہ دہلی کے منبر سے ہوا ہو، نہ لاہور پنجاب کے کسی ذاکر نے پڑھا ہو، نہ کراچی کی چالیس سال کی تاریخ میں کسی نے پڑھا ہو تو اس سے یہ ہوتا ہے کہ چیز محفوظ ہو رہی ہے لوگوں تک جاتی ہے پہنچتی ہے ملکوں میں جاتی ہے اور اس کو لکھا بھی جاتا ہے ہر سال چھپنے کے لیے تو جب کاغذ پہ آئے اور آنے والے دور کے لوگ پڑھیں، بچے جو جوان ہوتے ہیں وہ پڑھیں تو وہ پڑھ کر یہ نہ کہہ دیں کہ یہ تو رشید ترابی پڑھ چکے، حافظ کفایت حسین پڑھ چکے، بشیر صاحب پڑھ چکے اگر ایک جملہ بھی کسی نے یہ کہہ دیا کہ یہ تو فلاں صاحب نے پڑھا تھا تو گویا دس تقریروں کی محنت بیکار ہوگئی میری نظر میں اوروں کی نظر میں نہیں، اوروں کی نظر میں تو یہ عالم ہے کہ یہاں کی تقریر وہاں ہو جائے انہیں شرم ہی نہیں آتی اس لیے کہ ان کے یہاں یہ سبجیکٹ (subject) جو ہے، ہے ہی نہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ فضائلِ آلِ محمدؐ ہیں کوئی بھی کسی سے لے کر پڑھ دے کوئی مسئلہ نہیں یہ ایک نظریہ ہے اور اس کا ذکر میں کروں گا درمیان تقریر میں اس لیے کہ آج موضوع سے متعلق جو بات کہنے جا رہا ہوں کہ ایسے موضوعات کی کیوں ضرورت ہے، میں اس عہد کی گفتگو تو نہیں کر سکتا لیکن ایک جملہ کہتا ہوں کہ آج کے اخبار میں ایک شخص نے بیان دیا اس نے کہا کہ یہ ایک بولی بولنے والے، اردو بولی بولنے والے، اب جو لوگ غور سے اخبار پڑھتے ہیں وہ سمجھ جائیں گے کس کا بیان ہے نام میں نہیں لے سکتا اور پرسوں میں نے کہا تھا کہ زبان اور ہے بولی اور ہے، بولی علاقائی ہوتی ہے زبان بین الاقوامی ہوتی ہے جس آدمی کو یہ نہ معلوم ہو کہ اُردو زبان دنیا کی سب سے

بڑی تیسری زبان ہے وہ اس کو بولی کہہ رہا ہے یعنی کسی صوبے کی زبان، اُردو صوبے کی زبان نہیں ہے کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شاید یہ پاکستان کی زبان ہے، پاکستان میں اس کو مقام ہی نہیں ملا اور اسے ضرورت بھی نہیں ہے اس لیے کہ اس میں اتنی وسعت ہے کہ وہ اپنے ملک خود بناتی چلی جا رہی ہے اور یہ اس کا ارتقاء ہے مسلسل چھاتی جا رہی ہے اس لیے کہ اس نے اپنے آغاز میں یہ قسم کھائی تھی کہ میں آلِ محمدؐ کے گھر کی کنیز ہوں اور اس در کو میں نہیں چھوڑوں گی، بہتوں نے اُردو سے کہا کہ کسی اور کی کنیزی میں آ جا اردو نے انکار کر دیا کچھ لوگوں نے بہت کہا اس نے کہا اس سے اچھا در مجھے اور کہاں ملے گا اس لیے اگر اس در کی کنیزی میں کرتی ہوں، اس در پر میں رہتی ہوں تو پھر لفظ یہاں سے بٹتے ہیں، جہاں تبرک بٹے گا میں وہاں جاؤں گی، جہاں لفظوں کی خیرات بٹے گی میں وہاں جاؤں گی، سخی کے در پر جاتی ہوں اور ایسے در پہ کہ جہاں مانگا جائے تو سائل واپس نہیں جاتا، میں نے حیدرؑ کے در سے مانگا، اُردو کہتی ہے کہ میں بابِ مدینۃ العلم پہ گئی ہوں جو شہرِ علم کا دروازہ ہے یہ شاعری نہیں ہے یہ حقیقت ہے کہ اردو نے قسم کھائی تھی اور اس کی قسم اب تک جاری ہے اسی لیے علمِ لسانیات میں اردو بہت آگے بڑھتی جا رہی ہے اس پر بھی آنے والی تقریروں میں گفتگو ہوگی تو جناب یہ چاہے یورپ کے پڑھے ہوئے ہوں یا امریکہ کے پڑھے ہوئے ہوں، کسی کالج یونیورسٹی کے پڑھے ہوئے ہوں تو ان کو خبر نہیں کہ اردو کیا ہے لسانیات میں آتی ہے یا بولیوں میں تو وہ قیادت کیا کریں گے انہیں کیا پتہ اس لیے کہ قیادت کی بنیاد بھی زبان ہے، بھئی کسی زبان میں تو آپ بات کرتے ہیں نا، کسی زبان میں تو آپ کا بیان چھپتا ہے نا تو جب وہی درست نہیں تو پھر آپ کی قیادت کیا درست ہوگی یہ کیوں ہے اتنا بڑا سر دماغ اتنا سا جسم پھولتا جا رہا ہے اگر بیان پڑھا ہوتا تو

لطف آ تا جنگ کے آخری صفحے پہ الٹے ہاتھ پہ آخری کالم پہ پانچ خبریں چھوڑ کر اب اس سے زیادہ کیا بتاؤں اس کے معنی اخبارات میں آپ صرف یہ پڑھتے ہیں کتنے اور بس رکھ دیا یہ بھی لسانیات کا مسئلہ ہے، آج کل علمِ اعداد میں گفتگو ہو رہی ہے اور ہر حرف کا ایک عدد مقرر ہے یعنی لسانیات اور عدد کا ساتھ میں نے کہا نا کہ اگر حاضر پہ آ گیا تو اسی پہ گفتگو ہو جائے گی لوگ کہیں گے کہ دیکھئے اخبار پڑھ کر مجلس پڑھ دی نہیں کہنا یہ چاہ رہا ہوں کہ یہ موٹی عقلیں کہ جو تعلیم حاصل کرنے کے باوجود کوری، جو اپنی زبان نہ جانیں، جو علمِ لسانیات سے واقف نہ ہوں یہ کیوں، تمہید ختم مرکزی بات تقریر کی لبنان، مصر، عرب کے بڑے بڑے دانشور جن میں خلیل جبران، محمود عقاد درویش کیا بڑے بڑے لوگ تھے پہاڑ یہ لکھتے ہیں کہ بعدِ رسولؐ کہ جوش تھا سب کو پوری قوم کو مارو کاٹو فتح کر و لے جاؤ، یہ ملک لے لو، وہ ملک لے لو، لشکر دوڑتے جا رہے تھے، بھاگتے جا رہے تھے قبضے کرتے جا رہے تھے چھا گئے مسلمان کائنات پر چھا گئے یہ ملک بھی لے لیا، وہ ملک بھی لے لیا نام لکھا ہے انہوں نے میں نام نہیں لے رہا چلو آگے بڑھو کاٹو یہ ملک لے لو اس قوم کو مارو، اس کو جلا دو، اس کو لوٹ لو یہ سب کچھ کر رہے تھے جوانوں کو آگے بڑھاتے جا رہے تھے، سلطنتیں لے رہے تھے، زمینیں لے رہے تھے لیکن جو اصل کام تھا کہ انہیں علمِ لسانیات کا ماہر بناتے تا کہ اس سلطنت کو سنبھال کر بھی رکھ سکے تو دماغ تعمیر نہ کر سکے فوجی بنا دیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ساری سلطنتیں ہاتھ سے نکل گئیں جوانوں کے اس لیے کہ سنبھالنے کا سلیقہ نہیں تھا، سنبھالنے کا سلیقہ تعلیم سے آتا ہے، تعلیم کا تعلق دماغ سے ہے دماغ تو غبی بنا دیئے تھے صرف لڑنا جانتے تھے آگے بڑھنا جانتے تھے اس کو سنبھال کر رکھ نہیں سکتے تھے حکومتیں علم سے بنتی ہیں ظلم و جبر سے قائم نہیں رہتیں اگلہ جملہ لکھتا

ہے یہی مؤرخ یہ کام وہ کر رہے تھے کہ مارو کاٹو بڑھتے جاؤ اور دماغ علیؑ بنا رہے تھے اس جملے کے لیے میں نے آپ کو زحمت دی علیؑ نوجوانوں کا دماغ تیار کر رہے تھے بس وہ پچیس برس جو علیؑ کو مل گئے خاموشی میں ان پچیس برسوں میں دماغ کی سلور جوبلی منوائی پچیس سال علیؑ نے اور اسی عرب میں اور یاد رکھیے گا تمام دانشوروں کا یہ فیصلہ ہے کہ جہاں سیاست ہوتی ہے وہاں علم پروان نہیں چڑھتا متفقہ فیصلہ ہے، سیاست جہاں پروان چڑھتی ہے وہاں علم پروان نہیں چڑھ سکتا آپ کو بتانے کی کیا ضرورت آپ کو سمجھانے کی کیا ضرورت کالج بند، اسکول بند ارتقاء کس چیز کا ہے ہیڈ لائنز کہاں ہے جہاں سیاست ہوتی ہے وہاں تعلیم نہیں ہوتی، مدینہ سیاست کا گڑھ تھا ایک سو تیس سیاسی پارٹیاں بن چکی تھیں بعدِ رسولؐ سب کی اپنی بولی، توجہ کریں سب کی اپنی بولی علیؑ نے کہا یہاں میں کیسے دماغ بناؤں بھئی ادھر میں کوئی علمی بات بتاؤں گا ادھر وہ پھر سیاست میں لگ جائے گا کیسے سمجھاؤں آپ کو کہ جہاں مجمع اس بات پر ہو کہ پردہ ڈال کے اب میں کیسے سمجھاؤں پردے کی بات ہے ناں میں کیسے سمجھاؤں وہاں علیؑ بلا کر بتائیں کیسے کہ یہ کس میں لگے ہوئے ہو یہ کیا دیکھ رہے ہو بھئی نہیں سمجھ رہے آپ انڈین فلمیں آپ تک بھیجی گئیں، امریکن فلمیں باقاعدہ چینل لیے گئے تاکہ اس میں لگ جائیں ان اشاروں سے بڑھ کر آپ کا سمجھنے والا کون جہاں فلم دکھا کر کہا جا رہا ہو یہ ہے تعلیم تو وہاں علم لسانیات کون سیکھے گا اور یہی کہتے جا رہے ہیں کہ کیا کیا پروگرام سی این این دیتا ہے ارے جواب نہیں صاحب یہ علمی پروگرام، وہ سائنسی پروگرام یہ نہیں پتہ کہ تمہارے دماغوں میں تالے لگائے جا رہے ہیں، تالے لگ رہے ہیں جہاں شعور نہیں ہے اتنا کہ یہ سمجھ سکیں کہ سیاست کیا ہے سیاست نہیں سمجھ سکے اگر شعور ہوتا تو پاکستان کا ہر باشندہ الیکشن میں اپنے گھر بیٹھ

جا تا اب اس سے زیادہ کیا سمجھاؤں نکل آتے ہیں اِدھر بھی مجمع اُدھر بھی مجمع آئیں ہیں لیڈر دیکھ لیا نا لیڈر پھر یہی مجمع آئے گا یہ کون سی مجبوری ہے پھر مجمعے ہوں گے پھر اسی طرح الیکشن ہوں گے پھر لوگ جمع ہوں گے پھر ووٹنگ ہوگی یہی لوگ پھر نکل آئیں گے تو جب آپ کو نظر آ رہا ہے تو آپ کو حیرانی کیوں ہوتی ہے کہ ۲۵ برس میں اتنے الیکشن ہوئے علیؑ کو ووٹ کیوں نہیں ملا بھئی میں کیسے سمجھاؤں آپ کو تو علیؑ نے فیصلہ کیا کہ اس سیاست میں میں مدینے میں یونیورسٹی کیسے کھولوں اس لیے علیؑ نے طے کیا کہ ہم کوفے جائیں گے اب اس پر کئی تقریروں میں گفتگو ہو گی کہ علیؑ نے یہ فیصلہ کیوں کیا کہ ہم کوفے جائیں گے کیوں مکّے چلے جاتے اللہ کا گھر تھا وہیں حرم میں ایک یونیورسٹی کھول لیتے طلباء سے کہتے کہ آؤ ہم پڑھائیں گے یہی مورخین لکھتے ہیں کہ چودہ سو برس میں آج تک اسلامی علوم پر، بہت قیمتی جملے ہیں، جملے تو سبھی قیمتی ہوتے ہیں یہ زیادہ قیمتی ہیں، چودہ سو برس میں آج تک دینی میدان میں مکّے میں آج تک اسلامی علوم پر ایک کتاب نہیں لکھی گئی چودہ سو برس میں رسولؐ کے بعد سے اب تک مکّے میں آج تک کوئی علمی کتاب اسلامی علوم پر نہیں لکھی گئی تو جہاں ذوق ہی نہ ہو علم حاصل کرنے کا وہاں علیؑ کیوں جاتے، حج کرانے جاتے وہ تو سب کر ہی رہے تھے حالاں کہ جو نسبت علیؑ کو تھی کعبے سے کہتے ہمارا گھر ہے اسی کعبے میں یونیورسٹی کھولیں گے یہیں تو پیدا ہوئے ہیں، نہیں غور کر رہے آپ اگر علیؑ اعلان کرتے کہ گھر میرا ہے میں یہاں پیدا ہوا ہوں میں یہاں ایک تعلیم گاہ بناؤں گا تو کعبہ ڈھا دیا جاتا علیؑ دشمنی میں رُخ ہی نہیں کیا علیؑ نے اِدھر کعبے کو بچایا جیسے باپ نے بچایا ویسے بیٹے نے بھی بچایا، کربلا کی جنگ مدینے میں بھی ہو سکتی تھی حج چھوڑ دیا اگر حج کرتے تو کعبہ ڈھا دیتے مسلمان حسینؑ دشمنی میں وہ کیا جانیں کے علم کی کس منزل پر ہیں معصومین،

علیؑ کوفے آ گئے کیوں اس لیے کہ کوفہ کئی ہزار برس پہلے سے علم کا مرکز تھا اور کوفے میں اس وقت ستر زبانیں بولنے والے رہتے تھے، علم لسانیات کا مرکز تھا شہر کوفہ خود نہیں بلکہ آس پاس کے دیہات، بھی علم کا مرکز تھے، عیسائیوں کا قاعدہ تھا کہ جہاں نخلستان دیکھا وہاں دیر (چرچ) بنا دیتے دیر (چرچ) عیسائیوں کا وہ عبادت خانہ جو نخلستانوں میں بنتا تھا اور ایسے کوفے کے آس پاس کے دیہاتوں میں تین ہزار دیر (چرچ) تھے، فرات کے کنارے کنارے، دجلہ کے کنارے کنارے شام تک ایک سلسلہ تھا اور ان عیسائی راہبوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ ان عبادت خانوں کو علم کا مرکز بنایا عیسائی آباد تھے وہی جو شہر میں عبادت خانے تھے تھوڑی دور پر ان کو کہتے تھے کلیسا اس میں بھی پادری رہتے تھے علم کا مرکز تھا، لسانیات کا مرکز تھا وہیں سبائی مذہب والے بھی رہتے تھے، اسی شہر میں عبرانی جاننے والے عالم بھی تھے، اسی شہر میں سُریانی جاننے والے بھی عالم تھے، نبطی زبان کے ماہر بھی تھے نبطی زبان کے ماہر بھی تھے یہ دنیا کی بڑی بڑی زبانیں ہیں، علیؑ کے لیے مسئلہ یہ تھا پچیس برس یہ دستور رہا کہ حکومت کا یہ اعلان تھا کہ نہ رسول کی کوئی حدیث لکھی جائے نہ کوئی قرآن لکھ کر اپنے گھر میں رکھے حکومت جو قرآن لکھ کر دے وہی قرآن رکھے اور پڑھے جائیں، کوئی کتاب نہ لکھی جائے اگر کوئی لکھنے کی کوشش کرتا تو کوڑے پڑتے تو جہ ہے نا پچیس برس لیکن یہی مؤرخین لکھتے ہیں کہ امام حسنؑ، امام حسینؑ، سلمان فارسی، عمار، مقداد، حذیفہ مسلسل کتابیں لکھتے رہے جو علیؑ نے کہا لکھا یعنی یہ ہے کہ اگر علیؑ کی زبان سے ایک لفظ نکل جاتا تو درج ہو جاتا تھا، آپس میں تذکرہ کرتے تھے فلاں خطبہ علیؑ نے دیا اگر تمہیں یاد ہو تو سنا دو تو وہ گھر سے لا کر کاغذ دیتا کہ میں نے لکھ لیا تھا لو پڑھ لو اس لیے علیؑ کا ایک ایک جملہ محفوظ رہ گیا، خلفاء بہت گزرے نہج البلاغہ ایک

ہے اس لیے کہ چاہنے والوں نے علیؑ کا ایک ایک لفظ لکھا۔اور بڑے بڑے مؤرخین نے محفوظ کیا، جب تفصیل میں جائیں گے تو ہم آپ کو کتابی حوالے اور مؤرخین کے نام بتائیں گے تو آپ کو لطف آئے گا۔ کہ کوفے میں علیؑ نے عربی زبان کے تحفظ کے لیے علمِ لسانیات کا آفس کھول لیا حکومتی آفس کھول لیا، کوفے کی مسجد میں اور سب سے پہلے جس نے علیؑ سے کہا وہ علیؑ کا صحابی ابواسود دوئلی تھا کہ مولاؑ قرآن لوگ غلط پڑھتے ہیں اس لیے کہ اس وقت میں جو قرآن لکھے جارہے تھے نہ اس میں زبر ہوتا تھا نہ پیش نہ زیر نہ جذم نہ تشدید نہ نقطے اور نہ گرامر تھی کہ گرامر کے ذریعے پتہ چلے کہ تذکیر و تانیث کیا ہے فاعل کیا ہے مصدر کیا ہے قواعد کا پتہ نہیں تھا علیؑ نے چار جملے ابواسود کو بتائے کہ لسانیات کا مرکزی نقطہ کیا ہے اب اسے تم بڑھا لو چار جملے بتائے تو آج تمام دنیا کے انگریز یہ لکھ رہے ہیں کہ عرب کا سب سے بڑا ماہرِ لسانیات ابواسود تھا عربی کا ماہرِ لسانیات ابواسود دوئلی اب مثال دے کر اور آگے بڑھ جاؤں، تمہید ختم ہوئی تفصیل میں بیان کروں گا، پھر آنے والی تقریروں میں یہ صرف اس لیے تھوڑا تھوڑا کہ آپ کے دماغ میں کوئی بات نہ ہو کہ یہ جو موضوع ہے اس میں نہ علیؑ آرہے ہیں نہ آئمہ آرہے ہیں جتنا چاہے علیؑ علیؑ کیجیے اس لیے کہ ساری آنے والی تقریریں علیؑ پر ہیں جو آرہی ہیں اس لیے کہ......

اے سی کمروں میں بیٹھ کر علم نہیں سکھایا جاتا، گھمسان کی لڑائی میں جہاں لہو برسے وہاں بھی علم سکھایا جاتا ہے علم پھر علم ہے تو جہ ہے نا تو جہاں قرآن کو غلط پڑھا جارہا ہو وہاں علیؑ نے آواز دی کوئی آیت ایسی نہیں کہ جو رسولؐ نے مجھے نہ بتادی ہو کہ کب نازل ہوئی، کیوں نازل ہوئی پوچھنے والے نے پوچھا کہ بہت سی آیتیں جب نازل ہوئیں اُس وقت آپ وہاں نہیں تھے، جواب سنیں گے بہت

سی آیتیں، اس وقت نازل ہوئیں جب آپ وہاں نہ تھے، مولا علیؑ نے فرمایا کہ جب وحی آجاتی تھی جب تک میں پہنچ نہیں جاتا تھا نبیؐ نہیں سناتے تھے میرا انتظار ہوتا تھا اور مجھے لکھوا دیتے تھے علیؑ لکھ لو اس آیت کو کوئی ظاہر کوئی باطن ایسا نہیں جو رسولؐ نے مجھے نہ بتایا ہو، جہاں علیؑ یہ دعویٰ کریں کہ ہر ظاہر و باطن مجھے رسولؐ نے بتا دیا تھا وہاں آج کا مفسر یہ کہے کہ قرآن کے کسی لفظ پر یہ متشابہہ ہے اس کے معنی نہیں بتائے گئے اس کے معنی نہ لینا تم نہ لینا ہمارے امام کو معلوم، ہمارے امام نے بتایا ہم کیوں نہ معنی کہیں، کہا الف، لام، میم (الٓمٓ) متشابہہ ہے، الف لام، را (الٓرٰ) متشابہہ ہے، ک، ہ، ی، ع، ص (کٓھٰیٰعٓصٓ) (کاف، ہا، یا، عین، صاد) متشابہہ ہے "ن والقلم" متشابہہ ہے، صاد متشابہہ ن متشابہہ سورہ کے آغاز میں حروفِ مقطعات ہیں، مقطع اسی کی جمع مقطعات یعنی ٹکڑے ایسے ٹکڑے بہتر (۷۲) ہیں قرآن میں یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ یہ میرا رضویہ کا ۱۹۸۶ء کا عشرہ ہے یہ آیت، یہی عشرہ جو ۱۹۸۶ء میں ہوا تھا وہ انہیں حروفِ مقطعات پر تھا اور سرنامہ کلام کی جو آیت تھی وہ اسی سورۂ یاسین کی یہی آیت تھی تو یہ ٹیپ ہو رہا ہے کوئی بھی لے جائے یہ تقریر کرے جا کے لیکن شرط ہے ابھی مجلس سے پہلے بھی گفتگو ہو رہی تھی بانیٔ عشرہ جناب ناصر رضا صاحب سے کہ کل آپ نے جس طرح محمود اور محمدؐ کا فرق بتایا پہلی بار یہ نقطہ سنا گیا اور بھی پڑھیں گے لیکن لغزش یہاں ہو جائے گی کہ اگر یہ بھول ہوگئی کہ محمدؐ اور اللہ کا مقابلہ شروع کر دیا تو غلطی ہو جائے گی میں نے اللہ اور محمدؐ کا موازنہ تھوڑی کیا تھا! میں نے لفظِ محمود اور محمدؐ کا موازنہ کیا تھا بھئی سمجھے گا بات کو تو میں نے سورۂ یٰسین تو سرنامہ کلام بنایا یٰسین حروفِ مقطعات میں غلطی کیا ہوئی یٰسین کے معنی سیّد و سردار، پروفیسر غفور احمد نے کہا کہ اس کے معنی غلط بیان

کیے گئے اعتراض کیا جماعتِ اسلامی کے رہنما نے اعتراض صحیح ہے یٰسین کے معنی سید و سردار نہیں اس لیے کہ شیعہ مفسّرین نے بھی سنّی مفسّرین نے بھی اپنے قرآن میں، فرمان علی صاحب کا حاشیہ دیکھئے گا سورۂ یٰسین پہ سائیڈ میں اور مولانا مودودی اور دیگر کا ترجمہ انھوں نے کہا یٰسین کا ترجمہ ہے ''انسان'' علم لسانیات کا مسئلہ سمجھنے کی کوشش کریں اس کو کہ دس ہزار برس پہلے شارٹ ہینڈ ایجاد ہوئی کچھ لکیریں انہوں نے لفظوں کی پہچان کے لیے بنائیں اور ارتقاء ہوتے ہوتے شارٹ ہینڈ انگلش ایجاد ہوا، کل سے جب سے عشرہ شروع ہوا ہے بجلی کا پرابلم ہے اس سے آپ بددل نہ ہوں یہ سب تو ہو رہا ہے شہر میں بس غنیمت ہے کہ مجلس ہو رہی ہے اس کو قیمتی سمجھئے جنابِ عالی اب جملوں میں ذرا سا فرق کیجئے گا کہ بات کیسے کہی جاتی ہے اسے آپ نقل کیسے کریں گے اس پر میں لطیفہ اکثر سناتا ہوں کہ صحافت میں ایم اے کرنے کے لیے جب طالبِ علم داخل ہوتا ہے تو پہلے دن کا جو سبق ہوتا ہے اس کا کلاس میں تو اس کا پہلا سبق جو ہوتا ہے کہ پوری کلاس طلباء سے بھری ہوئی ہے صحافت ایم اے کے تمام اسٹوڈنٹ بیٹھے ہوئے ہیں اور پروفیسر آتا ہے اور سے پہلی لائن کا جو اسٹوڈنٹ ہوتا ہے اس کو بلا کر اس کے کان میں کوئی چھوٹی سی بات کہتا ہے اور کہتا ہے کہ بیٹھ جاؤ پھر وہ بیٹھ جاتا ہے سیٹ پر پھر پروفیسر کہتا ہے کہ جو بات میں نے تم سے کہی وہ اپنے پاس والے طالب علم سے کہہ دو وہ اس کے کان میں کہہ دیتا ہے اسی طرح پروفیسر کہتا ہے کہ اب اس کے کان میں کہو پھر اس طرح وہ پوری کلاس روم میں بات چلتی ہوئی آخری طالبِ علم کے کان تک پہنچتی ہے اور پھر وہ دو ڈھائی سو جتنے بھی طالبِ علم چالیس پچاس جتنے بھی ہوتے ہیں، پروفیسر آخری طالبِ علم سے کہتے ہیں کہ تم بتاؤ کہ تم سے کیا کہا گیا تو وہ کھڑے ہو کر کہتا ہے کہ سر میرے کان میں یہ بات کہی

گئی تو پہلے طالبِ علم سے پروفیسر کہتا ہے کہ جو بات میں نے تمہارے کان میں کہی تھی کیا یہ وہی بات کہہ رہا ہے تو وہ پہلا اسٹوڈنٹ کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ اس میں ایک بھی لفظ وہ نہیں ہے جو آپ نے میرے کان میں کہا تھا، کانوں سنی بیان کرنے میں جب لفظ بدلتے جاتے ہیں ایک ہی کلاس میں، ایک ہی وقت میں بات کا سفر ہے ہوا کے دوش پر سامنے کی بات ہے کہنے والا بھی سامنے، سننے والا بھی سامنے، راوی بھی سامنے تو وہاں چند سیکنڈ میں یہاں سے چل کر بات وہاں پہنچی تو بدل گئی تو چودہ سو برس میں رسولؐ نے جو کہا تھا وہ چلتے چلتے یہاں تک جو پہنچی ہے، اس کی ضمانت رسول اللہ نے اس طرح لی کہ علیؑ کے لئے یہ حدیث بیان کردی کہ اس لیے کان بھی ایسے ہوں اور لسان بھی ایسی ہے نہیں سمجھے کان کو اُذن کہتے ہیں عربی میں اور لسان کو عربی میں زبان کہتے ہیں، اسی لیے اللہ نے علیؑ کے لیے کہا علیؑ اُذن اللہ ہیں، علیؑ کے کان اللہ کے کان، علیؑ لسان اللہ ہیں علیؑ کی زبان اللہ کی زبان ہے تا کہ نبیؐ جو کچھ کہے وہ جب علیؑ کے کان تک پہنچے تو علیؑ کی زبان تک آتے آتے بات بدلے نہ اس لیے کہ کان بھی اللہ کے، زبان بھی اللہ کی تو ایسی زبان سے بات لی جائے کہ جہاں بدلنے کا شک وشبہ بالکل نہ ہو اور وہ زبان لِسَانَ صِدْقٍ عَلِیًّا کی آیت ہے، اللہ کہتا ہے کہ ''میں نے علیؑ کی سچی زبان کو خلق اس لیے کیا تا کہ قرآن بھی محفوظ ہو جائے، حدیث بھی محفوظ ہو جائے تو اب بات بدلتی ہے دوبارہ بیان کرنے میں اسی لیے پرانے علماء جب منبر پر بیٹھتے اور اگر اُن کو اپنے حافظے پر تھوڑا سا بھی شک ہوتا تو کتاب ایسے لے کر بیٹھتے تھے ہر عالم کتنا ہی بڑا نجف کا پڑھا ہوا ہو لیکن کتاب ہاتھ میں لے کر منبر پر آتا تھا۔ تو اگر ذرا سا شک ہو گیا تو روایت کا جملہ تو نہیں بدل گیا حد یہ ہے کہ سرکار ناصر الملّت، سرکار نجم الملت جب منبر پر آتے تو کتاب ہاتھ میں لے کر اس کا

ایک نمونہ موجود ہے کراچی میں کربلائی صاحب کھارادر میں نماز پڑھاتے ہیں وہ بغیر کتاب کے منبر پر نہیں آتے یہ ایک دستور ہے تو اب جہاں اتنا اپنے حافظے پر ناز ہو کہ صاحب ٹھیک ہے جو بھی پڑھ دیا، تو نہیں جو بھی پڑھ دیا نہیں، یہاں تو جو بھی پڑھ دے سب اپنے ہیں جب بہتّر فرقے سن رہے ہوں تو وہاں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے تو یٰسین کا ترجمہ سیّد و سردار نہیں ہے بات میں نے کیسے کہی تھی یاد دلا رہا ہوں کیسٹ میں موجود ۱۹۸۶ء کے عشرے میں اور دس دن مسلسل اس آیت کا ترجمہ میں کر کے حروفِ مقطعات جو پڑھ رہا تھا شارٹ ہینڈ یعنی قرآن کا مخفف شارٹ ہینڈ حروفِ مقطعات عربی میں یا حرفِ ندا ہے ''سین'' انسان کا مخفف ہے اللہ نے آواز دی یا انسان تیری قسم اور قرآنِ حکیم کی قسم قرآن بھی حکیم ہے تو بھی حکیم ہے یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۝ قرآن بھی حکیم انسان بھی حکیم تو قسم کھائی گئی انسان کی اب یہاں سے امام کی تفسیر شروع ہوئی معنی انسان ہے لیکن امام نے فرمایا اب آپ کیسے بیان کریں گے امام نے فرمایا کہ پکارا انسان کو گیا لیکن یہ عام انسانوں میں سے کسی انسان کو نہیں پکارا گیا بلکہ اس انسان کو پکارا گیا ہے جو انسانِ کامل ہے جو انسانِ کامل ہے وہ ہمارا سید و سردار ہے دیکھئے فرق بیان میں ہوا آپ نے کہہ دیا یٰسین معنی سیّد و سردار آپ نے امام کی تفسیر و حدیث کو بھی تھوڑا سا بدل دیا تو ظاہر ہے کہ پروفیسر غفور احمد کو تھوڑی سی شکایت ہوگئی یہ نہ کسی کی غیبت نہ کسی کی برائی یہ اصطلاح علمِ لسانیات کی لغزش تھی کچھ اصطلاحیں ہیں پھر بھی اس پر بات ہوگی کہ زبان کی لغزش کی اصطلاحیں کیا ہیں کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی لفظ جو ہم پہلے بولنا چاہتے ہیں وہ بعد میں نکلتا ہے اور دوسرا لفظ پہلے نکل جاتا ہے اور بعد والا پہلے نکلا تو پہلے والا بعد میں آتا ہے تو بات میں آدمی گڑبڑا جاتا ہے اس کو کہتے ہیں لسانیات میں سبقتِ لسانی یعنی

زبان دماغ سے پہلے چلنا چاہتی ہے یعنی دل و دماغ پر جب زبان سبقت کرے تو اسے کہتے ہیں سبقتِ لسانی تو اتنا عبور ہو دل دماغ پر کہ زبان دل و دماغ سے آگے نہ چلے پہلے دماغ محفوظ کرے دل اسے قبول کرے پھر زبان پر لائے یعنی اس میں ڈوب جائے ڈوبے گا جب، جب اپنا ہوگا اور جب کچھ اِدھر سے کچھ اُدھر سے تو اس میں نہ اپنا دل نہ اپنا دماغ بس اپنی زبان چل رہی ہے پھر آپ چاہے لسانِ ملت بن جایئے، لسان الملک بن جایئے کچھ بھی بن جایئے آپ بھئی زبان بھی تو ہو دل و دماغ کے ساتھ بھئی لسانیات پر گفتگو ہے تو ہر بات آئے گی لسان میں اب آپ چاہے بات جدھر لے جائیں تو ہم کیا کریں کہنے کو تو میر انیسؔ نے بھی کہا تھا کہ ''رَطب اللّسان'' ہوں مدحِ شہ خاص و عام میں''

رَطبُ اللّسان ہوں مدحِ شہِ خاص و عام میں ہے سر بسر حدیثِ حسن اِس کلام میں
لب ہیں خموش پر ہے زباں اپنے کام میں گویا کہ ذوالفقارِ علیؑ ہے نیام میں
دعویٰ نہیں غرورِ زباں آوری نہیں
جوہر تو لاکھ ہیں پہ کوئی جوہری نہیں

یہاں لسان کا مفہوم میر انیس نے بدل دیا...... سب سے پہلے اردو کا یہ محاورہ...... لسانیات میں انیسؔ نے استعمال کیا اور اب جب لغت میں استعمال کیا جاتا ہے تو انیسؔ کے حوالے کے ساتھ ابھی چلتے وقت میں نے مہذّب اللغات میں...... لسان دیکھا سند میں انیسؔ کا ہی مصرع لکھا تھا۔ انیسؔ سے پہلے اس ترکیب ''رَطبُ اللّسان'' (تر زبان یعنی مدح اہلِ بیتؑ میں زبان ہر وقت تر رہتی ہے۔ مصروف رہتی ہے، اس ترکیب کو کسی اور نے نہیں استعمال کیا، یعنی یہاں لسان کے معنی ''مصروف ہوں ہر وقت میں مداحیٔ اہلِ بیت میں مدحِ شہ خاص و عام میں'' تو ایک زبان وہ ہے جو ہر وقت مصروف رہتی ہے، ہر وقت مصروف رہے

خدا کے ذکر میں اور یہ دعویٰ سوا چودہ معصوم کے کسی نے نہیں کیا کہ ہماری زبان ہر وقت مصروف ذکرِ الٰہی ہے، ہر وقت ذکرِ الٰہی، علیؑ فرماتے ہیں کہ جب میں جاتا تو رسولؐ مجھے بتاتے، جب میں پوچھتا جاتا وہ بتاتے جاتے اگر میں چپ ہوجاتا تو خود ہی بتاتے جاتے جب مجھے خاموش دیکھتے تو خود ہی بتاتے جاتے یہاں تک کہ رسولؐ کے پاس جتنا علم تھا سب مجھے منتقل کر دیا یہ علیؑ کا دعویٰ ہے کہ نبیؐ کے پاس جتنا علم تھا اپنی زبان سے میرے کانوں تک منتقل کر دیا جب تک گواہی نہ ملے اور گواہی رسولؐ کی ہو اب رسولؐ فرماتے ہیں کہ اللہ نے علم کو دس حصوں میں تقسیم کیا نو حصے علم کے علیؑ کو دے دیئے دسواں حصہ جو ایک بچا تھا اس میں پوری کائنات کو علم بٹا اور اس میں بھی جب علیؑ کو ملا تو سب سے زیادہ حصہ علیؑ کو ملا، کون فرما رہا ہے رسولؐ فرماتے ہیں تو اس کی لسان، اس کی زبان اس کمال پر کہ وہ یہ کہے کہ یہ حروفِ مقطعات رسولؐ نے ہمیں بتائے تو اب یہ صرف "صٓ" نہیں ہے، صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ قسم ہے صٓ کی اور اس قرآن کی، یہ ذکر اور صٓ سمجھ میں آجائے تو سمجھ میں آجائے کہ یہ ذکر ہے قسم کھا کر یہ ذکر ہے قرآن ذکر ہے اور صٓ ذکر ہے، نٓ وَالْقَلَمِ سورۂ نٓ وَالْقَلَمِ، "طٰہٰ" سورۂ طٰہٰ آغاز یہ حروف ہیں یہ قرآن کا شارٹ ہینڈ ہیں، قٓ۔ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ سوروں کا نام ہی یہی ہے اب کل آنے والی تقریر میں گفتگو ہوگی، ختم ہوئی تقریر پانچ دس منٹ رہ گئے پھر آپ کے لیے دعا، آنے والی تقریر میں بتاؤں گا کہ کمپیوٹر پہ قرآن منتقل ہو چکا ہے، کمپیوٹر کے علمِ حساب میں پورا قرآن آ گیا ہے تو اب جن صاحب نے کمپیوٹر پر کیا ان کے انٹرویو چھپتے رہتے ہیں پوری دنیا میں اور جب پہلا انٹرویو ان کا چھپا آج سے تقریباً دس بارہ برس پہلے قرآن کمپیوٹرائزڈ ہوا تو انہوں نے بتایا تھا کہ ایک ایک حرف گنا گیا ہے کمپیوٹر پر قرآن کا تو سورۂ صٓ

میں اور سوروں کے مقابلے میں ص زیادہ ہیں سورۂ ''ق'' میں اور سوروں کے مقابلے میں ''ق'' زیادہ ہیں سورۂ ''نٓ والقلم'' میں اور سوروں کے مقابل ''نٓ'' زیادہ ہیں اب معصوم سے پوچھا گیا کہ ''قٓ'' کیا ہے ''نٓ'' کیا ہے ''ی'' کیا ہے معصوم نے فرمایا قرآن میں جہاں جہاں ''نٓ'' لکھا ہے ''نٓ'' سے مراد رسولؐ ہیں، راوی نے کہا ''قٓ'' کے کیا معنی ہیں، کہا جہاں قرآن میں ''قٓ'' لکھا ہے ''قٓ'' سے مراد علیؑ ہیں، اس نے کہا ''ی'' سے کیا مراد ہے، آپ نے فرمایا جہاں جہاں ''ی'' لکھی ہے اس سے مراد فاطمہؑ ہیں، راوی نے کہا ''نٓ'' میں درمیان میں نقطہ ہے کہا ہاں ایک ہی تو بیٹی تھی پیغمبرؐ کی وہ پردے میں ہے ''ن'' کے اندر نقطہ ہے کہا ''ق'' کے اوپر دو نقطے ہیں کہا علیؑ کے دو ہی تو بیٹے تھے اور جب باپ کے ساتھ بیٹے ہوں تو دوش پہ نظر آتے ہیں اس لیے ''ق'' کے اوپر دو نقطے ہیں، کہا ''ی'' کہ نیچے دو نقطے ہیں کہا کہ ماں کے بچے زیرِ دامن ہوتے ہیں اب میں کیا علم لسانیات پر گفتگو کروں راوی نے پوچھا ''ص'' سے کیا مطلب، ''ن'' سے کیا مطلب دوسری تفسیر یہ ''ق'' سے کیا مطلب ایک بار امام نے بتانا شروع کیا کہا آیتیں پڑھتے جاؤ میں بتاتا جاتا ہوں جہاں کہا صٓ وَالْقُرْاٰنِ یہاں مطلب یہ ہے کہ صورتِ پیغمبرؐ کی قسم اور قرآن کی قسم جہاں کہا قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ اس کا مطلب یہ ہے کہ ''قلبِ پیغمبرؐ'' کی قسم اور قرآن مجید کی قسم اور جہاں کہا یہاں نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ ''نٓ'' سے مُراد ہے نفسِ پیغمبرؐ کی قسم کہیں صورت کی قسم کھائے پیغمبرؐ کی کہیں قلب کی قسم کھائے کہیں نفس کی قسم کھائے اور کہیں کہے اے انسان اور کہیں کہے لَعَمْرُكَ اِنَّھُمْ لفی سکرتھم یعمھونَ (سورۂ حجر آیت ۷۲) ''تیری پوری عمر کی قسم'' کل کا جملہ یاد رکھیے کل سے ربط محمود اللہ ہے نبی محمدؐ ہے، محمود کے معنی جس کی حمد کی جائے توجہ یاد دلا رہا ہوں جس کی حمد کی جائے

محمد جس کی زیادہ حمد کی جائے کل لسانیات کے اس مسئلے سے سمجھا یا لغت میں عربی کا یہ طریقہ ہے انگلش میں بھی آپ کے یہاں طریقہ ہے گڈ (good)، بیٹر (better)، بیسٹ (best) عربی میں بھی یہ طریقہ ہے حُسنِ، حسن، احسن، بہتر بہت بہتر اس سے بہتر مبالغے کا صیغہ آخری ہوتا ہے وہاں حد ختم ہو جاتی ہے بس اس کے آگے کچھ نہیں تعریف کا آخری لفظ عربی میں ہے حسینؑ بس اب اس سے بہتر کچھ نہیں، احسان کا آخری لفظ عربی میں ہے حسینؑ بس اب اس سے بڑا کوئی احسان نہیں بلندی کے لیے عربی میں ایک ہی لفظ ہے آخری علیؑ اب اس کے آگے کوئی بلندی نہیں بھئی سمجھو اسی طرح تعریف کے لیے آخری لفظ عربی میں ہے محمد اب اس سے آگے تعریف کوئی نہیں خوب سنا معرفت اور ولا کے ساتھ سنا جتنا آپ نے خود اپنے لیے موضوع کو سہل بنا لیا علمِ لسانیات سے محمد تعریف کی آخری حد پہلے ہے محمود کم تعریف والا محمد بہت زیادہ تعریف والا اپنا نام رکھا محمود حبیب کا نام رکھا محمدؐ، ہر لفظ عربی میں کسی لفظ سے بنتا ہے کل مثال دی تھی کہ چاقو سے جب آپ نے لکڑی کو کاٹا دو ٹکڑے ہوئی اسے کہتے ہیں قطع اور اگر اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تو اسے کہیں گے تختی تو حرف بڑھ جائیں گے اسی طرح عربی میں ہیں جب آپ کسی کی بہت تعریف کریں گے تو کہا جائے گا حمد اور جب اس سے زیادہ تعریف کریں گے یعنی آخری حدود تک کریں گے تو کہا جائے گا تحمید، حمد سے بنے گا لفظ یعنی جس کی تعریف کی جائے وہ ہوا محمود جس کی بہت زیادہ تعریف کی جائے تحمید اس سے بنے گا محمدؐ اپنا نام رکھا محمود حبیب کا نام رکھا محمد ساری دنیا کے انسان، جن، ملک سب مل کر اگر اللہ کی تعریف کریں تو ہو گئی تعریف اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وہی عالمین کا رب ہے جس کے لیے زیبا ہے کہ اس کی حمد کی جائے اس کی تعریف کی جائے لیکن جب پھر ساری کائنات، مغربین و مشرقین

تیری تعریف کررہے ہیں تو تُو خالی محمود رہ گیا اور محمد کو تعریف میں اپنے سے بڑھا دیا، کہا دیکھتے نہیں کہ دنیا کے خاکی انسان، جنّات اور ملک جو میری مخلوق ہے وہی تو میری تعریف کررہے ہیں، محمدؐ وہ ہے جس کی تعریف میں کررہا ہوں اس لیے وہ بڑا ہے تعریف میں وہ بڑا ہے میں کسی اور کی تعریف نہیں کرتا اور ایسی تعریف کہ میں قسم کھاتا ہوں کہ اس کی پوری زندگی کی قسم لَعَمْرُكَ اے انسان تیری پوری عمر کی قسم، تیری صورت کی قسم، تیرے دل کی قسم، تیرے نفس کی قسم، تیری روح کی قسم، تیری پوری زندگی کی قسم تو اب جب سے پیدا ہوا ہے آمنہ کی گود سے لے کر اور مسجدِ خضراء کی قبر تک پوری عمر کی قسم اب اس عمر کی قسم جب اللہ کھائے تو اس میں نہ ہذیان آئے گا نہ نجاست آئے گی نہ ازدواجی زندگی آئے گی نہ کپڑے کے داغ دھبّے آئیں گے اللہ تعریف کررہا ہے تعریف میں غلط چیزیں نہیں آتیں بس ہوگئی تقریر، موضوع سمجھ گئے نا آپ، جس صورت کی قسم اللہ کھائے معاذ اللہ اس صورت میں کوئی خامی ہوسکتی ہے اور خامی آپ پیدا کریں آپ آنکھ کی تعریف کریں آنکھیں ایسی تھیں، زلفیں ایسی تھیں، ہونٹ ایسے تھے، پیشانی ایسی تھی، رخسار ایسے تھے، ریشِ مبارک ایسی، رخسار کا تل ایسا تو صدیاں گزر گئیں جس صورت کی قسم کھائی گئی آنکھوں کی تعریف کرتے کرتے صرف نبیؐ کی آنکھیں دیکھیں یہ نہ دیکھا کہ محمدؐ کی آنکھیں کون ہے، زلفوں کی تعریف کرتے عمر گزری یہ نہ دیکھا کہ زلفیں کس کے ہاتھوں میں ہیں، مہرِ نبوت کی تعریف کرتے عمریں گزریں یہ نہ دیکھا قدم کس کے ہیں غور کررہے آپ . . .

. . . قسم ہے نفسِ پیغمبر کی ارے نفسِ پیغمبر سمجھو کہاں آیا وانفسنا وانفسکم (سورۂ آلِ عمران، آیت ۶۱) اور نفسِ پیغمبر کی قسم نٓ وَالْقَلَمِ ہم نے لکھ دیا نفسِ پیغمبر کی قسم قلم سے لکھ دیا نفسِ پیغمبر جو مباہلے میں بن کر گیا، سورۂ "ق"

میں "ق" کے معنی ہیں قلبِ پیغمبرؐ کی قسم قلبِ پیغمبر کی قسم توجہ، ہاں اللہ نے جس قلب کی قسم کھائی تم کیا تعریف اس قلب کی کر سکتے ہو خود محمدؐ نے کہا فاطمہؑ میرا قلب ہے، اب کہو کہ علیؑ کی قسم اب کہو حسنینؑ کی قسم، اب کہو فاطمہؑ کی قسم (تقریر کے آخری جملے بہت توجہ سے آپ نے سنا) قرآن میں قسم کھانے کے چار طریقے ہیں (یہ حاصلِ تقریر ہے) چار طریقوں سے اللہ قسم کھاتا ہے پانچواں طریقہ نہیں، (توجہ رکھیے گا) اللہ نے صرف چار طریقوں سے قسم کھائی اور وہ چار حرف ہیں جن کے ذریعے قسم کھاتا ہے یا تو کہے گا باللہِ اللہ کی قسم یا کہے تاللہِ اللہ کی قسم یا کہے گا واللہِ اللہ کی قسم یا کہے گا للّٰہِ اللہ کی قسم کل چار حروف سے اللہ قسم کھاتا ہے۔ ب، ت، و، ل، پانچواں حرف نہیں ب، ت، و، ل، بتول کس کا تذکرہ ہے اللہ قسم کھائے اب پتہ چلا جب عظیم قسم کھاتا ہے تو اس کی قسم کیسی ہوتی ہے چاروں حرف ملاؤ تو بتول کا نام بنتا ہے باللہ، تاللہ، واللہ، لِلّٰہ، چار قسمیں ملیں اللہ کی تو بتول بنتی ہیں، یہ ہے علمِ لسانیات عربی کا، اللہ آپ کی اس معرفت کو بڑھائے، ولا کو برقرار رکھے یہی محبتیں تو زہراؑ کو پسند ہیں آپ کی آوازیں یہی درود کی صدائیں یہی تو سب لکھی جاتی ہیں اسی کا توصلہ مل رہا ہے، بی بی کو فکر یہی تھی کہ تم کو حسینؑ کی عزاداری کرنا ہے، لیکن میری زینبؑ عزاداروں کی گواہ ہوگی، کل ذکر تھا تقریر یہاں ختم ہوئی تھی کہ صدیوں بعد ایک شاعرِ علوی نے خواب دیکھا اور اس راہ میں رہتا تھا کہ جہاں سے اسیروں کا قافلہ گزرا تھا کل میں نے بتایا قادسیہ پہنچا قافلہ، تکریت پہنچا پھر موصل پہنچا ابھی تین منزلیں پڑھی ہیں ناصر رضا صاحب کی فرمائش ہے کہ آنے والی تقریر میں میں دَیرِ راہب پڑھوں میں نے دَیر کا تذکرہ آج چھیڑ دیا ایک پوری تقریر اس پر ہوگی دَیر کیا علیؑ نے دَیر والوں کو بلا کر اس طرح عربی اور اسلام کی طرف مائل کیا اور دَیر میں رہنے والے

راہب نے کیسے اہلِ بیتؑ کو پہنچانا، کیسے پہنچانا، روم سے آیا تھا بہت بڑا راہب تھا حضرت داؤد کی تینتیسویں پشت سے تھا یہ تو فرات اور دجلہ کے کنارے کے راہب تھے عرب کی باتیں سنتے تھے وہ روم سے آئے تھے روم سمجھے آج کا اٹلی وغیرہ انگلینڈ، فرانس، جرمنی کے آس پاس وہاں سے آیا تھا دمشق اسی دن پہنچا تھا شاہی خط گیا تھا کہ دربار ہے جن لوگوں نے ہم پر خروج کیا تھا ہم نے ان پر فتح پائی آؤ تم بھی آؤ اس جشن میں آؤ وہ بھی آیا تھا سونے کی کرسی پر بیٹھا تھا راہب تھا روم سے آیا تھا کہنے لگا یہ کس کا سر ہے (بس جناب دو چار منٹ) کس کا سر ہے، تُو نے تو کہا تھا خارجی ہے ماں اور باپ کا نام بتا، کہا باپ کا نام علیؑ، کہا ماں کا نام، کہا ماں کا نام فاطمہؑ، کہا وہی فاطمہؑ جس کا نام ہماری انجیل میں بتولؑ لکھا ہوا ہے (میں اپنے موضوع سے تو نہیں ہٹا مصائب میں) راہب کہتا ہے جس کا نام ہماری انجیل میں بتولؑ ہے جو احمدؐ نبی کی بیٹی ہے ارے اس کا بیٹا یہ حسینؑ ہے، یزید نے کہا، کہا ہاں اسی کا بیٹا راہب نے کہا سُن اے حاکم سُن لے روم کے گرجا میں جو صدر دروازہ ہے وہاں سے ایک زنجیر سونے کی لٹکتی ہے اس میں ایک سونے کا ڈبہ ہے اس میں ایک گدھے کا کُھر رکھا ہے جب اس کے نیچے سے ہماری قوم جاتی ہے تو سر جھکا کر جاتی ہے میں بھی سر جھکا کر جاتا ہوں، کہا کیوں، کہا اس لیے کہ ہمارے نبی حضرتِ داؤدؑ کی سواری کے گدھے کا کُھر ہے حضرتِ داؤدؑ سے مجھ تک تینتیس پشتیں گزر چکی ہیں لیکن آج تک نبی کی سواری کے قدم کا احترام ہو رہا ہے تینتیسویں پشت میں اتنا احترام ارے تیرے نبی کی تو تیسری پشت ہے تو نے اس کا گلا کاٹ لیا، کیسا ہے تو مسلمان اس اُمت میں ''آخری جملے'' ایک بار کہتا ہے کہ میں داؤدؑ کی تینتیسویں پشت میں ہوں جدھر سے جاتا ہوں قوم میرے قدموں کی خاک اٹھا کر اپنے سر پہ رکھ لیتی ہے ارے یہ نبی کا نواسہ حسینؑ ہے

جس کا سر کاٹ کر لایا ہے اور اس کے ہونٹوں پر چھڑی رکھ رہا ہے ارے کوئی اٹھ کر راہب سے کہہ دے کہ تیری خاکِ قدم تینتیسویں پشت میں اٹھائی جاتی ہے (آخری جملے) رسولؐ اللہ خود راوی ہیں کہ میں ایک دن مدینے کے بازار سے گزر رہا تھا میں نے دیکھا کہ بتولؑ کے گھر سے ایک چھوٹا بچہ نکلا پانچ برس کا میں پہچان گیا کہ یہ حسینؑ تھا اسکے ساتھ ہی ایک اور بچہ مسجد کی طرف سے دوڑتا ہوا آیا جدھر جدھر سے حسینؑ جا رہے تھے وہ پیچھے والا بچہ حسینؑ کی خاکِ قدم اٹھا کر سر پر ڈالتا جاتا تھا میں نے کہا یا علیؑ اس بچے کو لاؤ یہ بچہ کون ہے جو میرے بچے کی خاکِ قدم اٹھا کر سر پر ڈال رہا ہے علیؑ نے کہا یہ مظاہر کا بیٹا حبیب ہے اے حبیب ابنِ مظاہر تم نے بچپن میں حسینؑ کی خاکِ قدم اٹھا کر بتایا تھا کہ حسینؑ کی خاکِ قدم کا مرتبہ کیا ہے دیکھو تو تم کو کیا مرتبہ ملا کہ جب تم آئے تو بتولؑ کی بیٹی نے فضہ سے کہا اے فضہ جا کر حبیب سے کہہ دے کہ زہراؑ کی بیٹی کا تم پر سلام اے حبیب تم پر تو زینبؑ بی بی سلام کہتی ہیں۔ بارِ الٰہی اس عبادت کو قبول فرما ہمیں کوئی غم نہ دے سوا غمِ حسینؑ کے، ماتمِ حسینؑ۔

چوتھی مجلس

آیۂ نجویٰ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریف اللہ کے لئے درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ پر

عشرۂ چہلم کی چوتھی مجلس آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں موضوع ہے ''معصومین کا علمِ لسانیات''۔ میں نے قرآن کی ان آیات کی تلاوت کی تھی کہ جن آیات میں لفظ لسان اللہ نے استعمال کیا اور ایسے پندرہ مقامات قرآن میں ہیں کہ جہاں لسان کے سلسلے میں گفتگو ہے اور لسان کی جمع ہے لسانیات اور اب لفظ لسانیات ایک علم ہے اور اس علم میں شعبے ہیں، مختلف شاخیں ہیں، اس علم کی سورۂ شعراء کی آیت جو میں نے پہلی تقریر میں پڑھی تھی کہ وَاجۡعَلۡ لِّیۡ لِسَانَ صِدۡقٍ فِی الۡاٰخِرِیۡنَ، (سورۂ شعرا آیت ۸۴) ابراہیمؑ نے اللہ سے دعا مانگی کہ اللہ آخرین میں ایک سچی زبان قرار دے ایسی زبان ہو کہ جس کی نوکِ زبان صداقت ہی صداقت ہو تو مکّے میں خانۂ کعبہ بناتے ہوئے حضرتِ ابراہیمؑ نے یہ دعا مانگی، قرآن نے حضرت ابراہیمؑ کی اس دعا کا ذکر کیا اور دوسرے مقام پر سورۂ مریم میں اسی آیت کا جواب دیا کہ وہاں دعا ابراہیمؑ کی ہم نے قرآن میں سنا دی تم کو اور یہاں ہم بتا رہے ہیں کہ ہم نے ابراہیمؑ کی دعا کو سن لیا اور انہوں نے جو مانگا تھا وہ ہم نے ان کو عطا کر دیا۔ وہاں کہا کہ ابراہیمؑ نے ہم سے یہ دعا کی تھی کہ

آخرین میں جو لوگ ہوں ہمارے خاندان میں ان میں سے ایک ایسی زبان ہو تو
ہم نے ان کو عطا کر دی ایسی زبان۔ سورۂ مریم میں ارشاد ہوا وَجَعَلْنَا لَهُمْ
لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ہم نے ان کو، ابراہیمؑ کو ان کی نسل کے آخرین میں ایک
سچی زبان والا دیا کہ جس کا نام علیؑ ہے تو یہ جو آج کسی صاحب نے کہا جناب فرزند
رضا صاحب سے گفتگو کے درمیان وہ تو عَلِیاً ہے عَلِیاً تو نہیں ہے وہ علی کا نام تو
نہیں ہے تو نہ ہو علیؑ کا نام یہ تو طے ہے نہ کہ ابراہیمؑ نے ایک دعا مانگی کہ خاندان
میں آخرین میں ایک ہستی مجھے چاہیے جس کی زبان سچی زبان ہو اُس کی زبان پر
جو آ جائے صِدقاً یہ نہیں کہ وہ سچ بولتا ہو مطلب جو وہ بولے وہ سچ ہو، وہ جو کہہ
دے ویسا ہی ہو جائے، تو علیؑ کہتے ہیں ''نہج البلاغہ'' میں کہ ہم ارادہ کرتے ہیں
تب وہ ارادہ کرتا ہے، جب ہم ارادہ کرتے ہیں تب وہ ارادہ کرتا ہے، ہم بولتے
ہیں تو تب وہاں آیت بنتی ہے۔ جب ہم بول دیتے ہیں تب اللہ آیت بنا کر بھیجتا
ہے تو یہ سب تو طے شدہ باتیں ہیں گھبراہٹ یہ ہے کہ کیا علیؑ کا نام قرآن میں
ہے۔ ایک جگہ تھوڑی ہے دسیوں جگہ علیؑ کا نام قرآن میں آیا ہے کہیں علیؑ کو عَلِیٌّ
الْعَظِیْمُ (سورۂ بقرہ، آیت ۲۵۵) کہا ہے، کہیں عَلِیُّ الْکَبِیْر کہا (سورۂ حج آیت
۶۲)، عَلِیٌّ حَکِیْمٌ کہا ہے (سورۂ شوریٰ آیت ۵۱) سب علیؑ کے نام ہیں تو صوتی
اثرات سے بھی مثلاً میں نے شاید پہلی تقریر میں کہا تھا کہ لسانیات کی لغزش پوری
قوم کو جہنم میں لے جاتی ہے کہ سورۂ صافات میں اللہ نے کہا سَلَامٌ عَلٰی آلِ
یَاسِین (سورۂ صافات، آیت ۱۳۰) آلِ یٰسین تو اس کو انہوں نے کہا کہ یہ غلط ہے
آلِ یٰسین نہیں اِل یٰسین ہے۔ آلِ یٰسین نہیں بلکہ اِل یٰسین صحیح یعنی آپ ایک صحیح
تلفظ کو غلط کرنا چاہتے ہیں تو کیجئے۔ امامِ صادقؑ سے پوچھا گیا تو آپ نے کہا ہاں
وہ آلِ یٰسین ہے اسے اِل یٰسین کر دیا تو کر دیں، ٹھیک ہے تو شاید اسی تقریر میں

مَیں نے کہا تھا کہ جہاں صحیح تلفظ ادا نہ ہو، جان کر غلطی کی جارہی ہو اور اس غلطی کو مزید غلطی بنانے کے لیے ریاض کوریاد، ابوظبہی کو ابودہبی، ضیاء کو دیا خوامخواہ غلطی پر غلطی، ضاد کو دال ہی بولیں گے تو بولے جائیں اس میں کیا ہے اس سے اہلِ بیتؑ کی یا علیؑ کی فضیلت تو نہ گھٹ جائے گی، اِن کے فضائل اتنے ہیں کہ جتنے چاہے کم کرتے جاؤ کم کرنے سے اور بڑھتے ہیں۔ امام نے فرمایا کہ قرآن ایک ایسا چراغ ہے کہ اِس چراغ کی لَو سے لاکھوں چراغ جلا لو لَو میں کمی نہیں آئے گی۔ قرآن سے علم لیتے جاؤ قرآن کے علم میں کمی نہیں آئے گی ایسے ہی آلِ محمدؐ کا علم ہے لیتے جاؤ، گھٹاتے جاؤ کمی نہیں آئے گی فضائل بڑھتے جائیں گے۔ تو فرض کیجیے یہ دونوں آیتیں علیؑ کی شان میں نہیں ہیں بھول جایئے تو کیا قرآن میں علیؑ کی مدح کم ہوگئی، ثابت کرنا ایک الگ بات ہے تحقیق کی باتیں ہیں کہ امام نے کیا فرمایا اور جو قرآن کے زیر و زبر ایجاد کرے، جو قرآن پڑھنے کا سلیقہ سکھائے، جو لسانیات اور زبانی لغزشیں بتائے اسی کو حق ہے کہ یہ بتائے کہ کون سی آیت ہمارے دادا علیؑ کے لیے ہے اور جو وہ کہہ دے تو وہی سند ہے کہ اس کے گھر کی زبان میں قرآن آیا ہے، جو وہ کہیں گے وہ صحیح ہے جو سب کہیں گے وہ غلط ہے کسی کی بات ماننے کو ہم تیار ہی نہیں سوا امام کی بات کے اس لیے کہ ان کا قرآن ہے، ان کے گھر کا قرآن ہے، ان کی مدح ہے، ان ہی کے لیے اتارا ان ہی کے لیے کائنات بنی ہے، سب کچھ ہو رہا ہے ان کے لیے ان کا کہنا نہ مان کر ہم اِدھر اُدھر بھٹکتے پھریں کہ یہ کیا لفظ ہے، کیا آیت ہے، اگر کوئی کہے کہ یہ آیتیں جو آپ نے پڑھی ہیں وہ علیؑ کی مدح میں نہیں ہیں نہ مانیے زبردستی نہیں ہے علیؑ کے فضائل زبردستی نہیں منوائے گئے چودہ سو سال میں، اگر منوائے گئے ہوتے تو آج تمام دنیا علیؑ علیؑ کر رہی ہوتی، کمال تو یہ ہے کہ جہاں مٹائے گئے وہاں پھر بھی علیؑ رہ

گئے تو جب یہ آپ کہیں کہ یہ علیؑ کے لیے نہیں تو اس کے معنی اور محکم ہوئی بات اور فضیلت بڑھی بحث ہوئی یعنی جب آپ کسی چیز پر تحقیق کریں گے تو ثابت کیا جائے گا تو دفتر کھل جائیں گے، دفتر کھلتے جائیں گے فضائل بڑھتے جائیں گے، علیؑ نے کہا علم ایک نقطہ تھا جاہلوں نے اسے پھیلا دیا تو جاہل کا کام ہے کہ جو چیز سمجھ میں نہیں آتی اسے اُدھیڑتا ہے، جیسے جیسے اُدھیڑتا ہے سُوت پھیلتا جاتا ہے تو دور تک وسعتوں میں وہی چیز نظر آتی ہے۔ انہوں نے کہا یہ آیت علیؑ کی نہیں یہ آیت وَاجْعَل لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ اور یہ آیت وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا آپ لکھتے جائیں دوسری طرف سے اللہ بھیجتا جائے گا جبرئیلؑ کو اور وہ کتابیں نکالتے جائیں گے کہ یہاں تو یہ لکھا ہے یہاں تو یہ لکھا ہے تو میں اس بحث میں کیوں جاؤں میں یہ کیوں نہ کہوں کہ اسی قرآن میں اگر یہ آیت آپ نہیں مانتے تو میں دوسری آیت پیش کیے دیتا ہوں میں تیسری آیت پیش کیے دیتا ہوں چوتھی، پانچویں، چھٹی پیش کر دیتا ہوں، آپ ایک ایک کا انکار کرتے جائیں میں پیش کرتا جاؤں یہ علیؑ کی شان میں یہ علیؑ کی شان میں تو فرض کیجیے کہ جو آیتیں میں نے پڑھی تھیں یہ علیؑ کی مدح میں نہیں ہیں میں ایک اور آیت پڑھے دیتا ہوں اور ایسی آیت پڑھے دیتا ہوں کہ اب اگر کسی کو اس آیت پر اعتراض تھا تو اب یہاں اعتراض کی گنجائش نہیں رہے گی، میں ایسی آیت پڑھنے جا رہا ہوں کہ جس میں تہتّر فرقوں میں سے کسی بھی مسلمان مؤرخ، مفسّر اور کسی شخص کو ایک بال برابر بھی شک نہیں ہو سکتا کہ یہ آیت علیؑ کی شان میں نہیں ہے، آیتیں تو بہت سی ہیں مباہلے کی آیت پڑھ دوں تو کہیں گے کہ نہیں نہیں وہ نفس کوئی اور ہوگا توجہ کیجیے گا میں آیۂ تطہیر پڑھوں تو آپ کہیں گے کہ اس میں تو سب ہی موجود ہیں، میں آیۂ مودّت پڑھ دوں تو آپ کہیں کہ ہاں وہ تو اُمت

سے محبت مانگی کہ آپس میں بچوں سے محبت کرو، رشتہ داروں سے، اقرباء سے، اپنے اپنے رشتہ داروں سے محبت کرو کچھ بھی معنی بتا دیں اب میں ایسی آیت پڑھنے جا رہا ہوں کہ جس کے معنی نہ بدل سکتے ہیں نہ آپ یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ یہ علیؑ کی شان میں نہیں ہے اور یہ واحد آیت ہے کہ جہاں تہتّر فرقے اور ہر فرقے کا مفسّر، ہر فرقے کا مؤرخ آج تک کوئی یہ نہ کہہ سکا کہ یہ آیت علیؑ کی شان میں نہیں ہے، ایک آیت ہے بس پورے قرآن میں، (۶۶۶۶) چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات ہیں پورے قرآن میں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات میں ایک آیت یہ ہے کہ جس آیت پر کوئی دنیا کا انسان اعتراض نہیں کر سکتا کہ یہ آیت علیؑ کے لیے نہیں ہے نہیں انکار کر سکتا اب یہ آیت کیا ہے سورۂ مجادلہ اٹھاون واں سورہ، آیت ہے اس کی بارھویں ارشاد ہوا:

يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نَاجَيۡتُمُ الرَّسُوۡلَ فَقَدِّمُوۡا بَيۡنَ يَدَىۡ نَجۡوٰٮكُمۡ صَدَقَةً ؕ ذٰ لِكَ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ وَاَطۡهَرُ ؕ فَاِنۡ لَّمۡ تَجِدُوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ (سورۂ مجادلہ: آیت ۱۲)

اے صاحبانِ ایمان اگر تم رسولؐ سے اس کے کان میں سرگوشی کرنا چاہتے ہو تو سرگوشی کرنے سے پہلے کچھ صدقہ نکال دو پھر آکر سرگوشی کرو اس کو کہتے ہیں آیۂ نجویٰ جیسے آیۂ درود سورۂ احزاب میں جیسے آیۂ تطہیر سورۂ احزاب میں جیسے سورۂ شوریٰ میں آیۂ مودّت، سوروں میں آیتیں اپنے ناموں سے پہچانی جاتی ہیں مشہور ہیں آیۂ مباہلہ، آلِ عمران میں اسی طرح سورۂ مجادلہ میں یہ آیت اس کا نام ہے آیۂ نجویٰ اب یہ آیت واحد آیت ہے قرآن کی چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتوں میں کہ جس کے لیے تمام بڑے بڑے اہلِ سنّت مفسّرین مثلاً زمخشریؔ، مثلاً امام فخر الدین رازیؔ، محی الدین عربی، جلال الدین سیوطی یہ سب بڑے بڑے

مفسّرین ہیں اہلِ سنّت کے، ان سب نے یہ لکھا کہ یہ واحد آیت ہے قرآن میں کہ جو صرف علیؑ کے لیے آئی ہے، یہ آیت صرف علیؑ کی مدح میں ہے اور اس کی فضیلت میں اُمت یا کائنات کا دوسرا کوئی شخص شامل نہیں یہ بہت قیمتی بات ہے، آیۂ مباہلہ میں اور معصومین شامل ہیں، آیۂ تطہیر میں پنج تن شامل ہیں، آیۂ مودّت میں اور سب اہلِ بیتؑ ہیں، آیۂ درود میں علیؑ کے ساتھ چار معصوم اور شامل ہیں یہ واحد آیت ہے اس میں سوا علیؑ کے کوئی اور شامل نہیں، پوری آیت صرف علیؑ کی مدح میں ہے، سارے صحابہ متّفق، سارے مفسّر متفق کہ یہ علیؑ کی شان میں ہے اور جب بعدِ رسولؐ کبھی مولائے کائنات نے احتجاج کیا تو اپنے احتجاج کو شروع یہاں سے کیا کہ یہ بتاؤ کہ آیۂ نجویٰ میں میرے علاوہ کوئی اور بھی شامل ہے سب نے کہا نہیں آپ کے علاوہ یہ آیت کسی کی مدح میں نہیں۔ آیت سن لی، معنی سن لیے، حوالے کتابوں کے سن لیے تاریخ میں، حدیث کی کتابوں میں، ترمذی تاریخ کی کتابوں میں طبری سارے مفسّر، مؤرخ، محدث سب متفق ہیں کہ یہ آیت علیؑ کی شان میں ہے کوئی ایک آیت ہے تو بھائی قرآن میں بھی نہ ہو وہ آیت نہیں یہ آیت نہیں یہ ایک ایسی آیت میں پڑھ رہا ہوں جس پہ سب متفق ہیں کہ یہ علیؑ کی مدح میں ہے حد یہ ہے کہ مولانا مودودی نے اردو میں جو تفسیرِ قرآن لکھی ہے پوری چھ جلدوں میں پورے قرآن کی تفسیر میں کہیں علیؑ کی تعریف ہی نہیں کی، مولانا نے کوئی فضیلت علیؑ کی لکھی ہی نہیں کتاب میں سوا اس ایک مقام کے، مجبوری تھی پوری تفہیم القرآن میں علیؑ کی ایک ہی مدح وہ ہے آیۂ نجویٰ یعنی اب یہ بھی مجبور ہو گئے جو یہ طے کر کے بیٹھے تھے کہ علیؑ کی تعریف نہیں کرنی تو یہ آیت اگر کسی دشمن سے دشمن کے سامنے بیان کی جائے تو وہ کرے گا کیا بہت عجیب بات ہے کہ اس آیت پر کوئی دشمنِ علیؑ بھی کوئی بہانہ نہیں لا سکتا کہ یہ کس کے لیے

ہے، آپ کہیں گے کہ آپ یہ کیسی بات کر رہے ہیں اس کی بھی مثال دے دوں علامہ حلّی کی کتاب ہے نہج الحق جو امامتِ علیؑ پر ہے اس کا جواب لکھا فاضل ابنِ روز بہان نے، کتاب کا نام ہے کتابِ ابطال باطل، وہ کتاب دشمنیٔ علیؑ پر لکھی گئی تھی علامہ حلّی کہتے ہیں یہ آیت علیؑ کے لیے ہے وہ کہتا ہے کہ نہیں، علامہ حلّی کہتے ہیں کہ یہ آیت علیؑ کی مدح میں وہ کہتا ہے کہ نہیں کسی اور کے لیے لیکن اس آیت پر وہ اتنا بڑا دشمن جب پہنچا تو اس نے بھی کہا کہ ہاں یہ آیت علیؑ کی شان میں ہے۔ یہ آیت میں نے ایسے ہی نہیں کہا تھا کہ بڑے سے بڑا دشمن علیؑ کا اس آیت پر جب پہنچے گا تو ایک آیت تو قرآن میں مانو گے باقی مانو یا نہ مانو آپ سے بات نہیں آپ تو کہتے ہیں کہ اَلْحَمْدُ سے لے کر وَالنَّاسِ کی سٓ تک سب علیؑ کی مدح ہے، ہے ہی بھئی اب جو نہیں مانتے ان کے منوانے کے لیے بات ہے کہ ایک آیت تو ایسی ہے اب وہ کیا ہے بے قرار ہیں آپ سننے کے لیے کہ وہ آیت ہے کیا آیۂ نجویٰ ہے، نجویٰ عربی میں کہتے ہیں کانا پھوسی کرنے کو مثلاً اِدھر کوئی صدر صاحب بیٹھے ہوں اور مجمع انہیں دیکھ رہا ہو اور ادب سے اِن کے پاس جا رہا ہو اب جو منہ چڑھے ہوں وہ اُدھر سے گھوم کر آئیں کان میں پھس پھس کریں پھر کوئی اور کرے تو اب کیا اس نے کان میں کہا اور صدر صاحب جو محفل میں بیٹھے تھے مرکز میں انہوں نے کیا جواب دیا، ڈانٹ پلائی یا اور کوئی بات کہی اس کے لیے، اخلاقیات میں اور اسلام میں شرعاً منع ہے، اسلام کی فقہ میں اگر کسی محفل میں تین آدمی پاس پاس بیٹھے ہوں تو تین میں دو ایک دوسرے کے کان میں آپس میں کانا پھوسی کریں تو تیسرے کا دل ٹوٹے گا اور اسلام کی فقہ کو یہ بات پسند نہیں بعض نے اس کو حرام قرار دیا کہ تین آدمی اگر پاس بیٹھے ہیں تو دو آدمی آپس میں کانا پھوسی کرنے لگیں تو تیسرے کو تکلیف ہوگی اس عمل کو بعض فقہی کہتے ہیں

کہ حرام ہے یہ عمل بھی اس سے سمجھ لیجئے کہ یہ حکم قرآن میں ہے پہیلیاں نہیں بجھوا رہا ہوں اب میں تفصیل بتارہا ہوں نجویٰ کے معنی ہیں کان میں چپکے سے سرگوشی کرنا، آیۂ نجویٰ میں اللہ کہتا ہے کہ دیکھ رہا ہے منظر کہ مسجدِ نبویؐ میں مجمع بیٹھا ہے اب کچھ لوگ آئے پہلو میں بیٹھ گئے، مفسّرین نے کہا ایک پوری ٹیم تھی اس کا کام ہی یہ تھا کہ اِدھر حضورؐ صدر جگہ پر بیٹھے اور وہ ٹیم اِدھر اُدھر آ کر بیٹھ گئی ایک نے کچھ کان میں پھُس پھُس کیا پھر دوسرے نے کہا، پھر اِدھر سے کہا پھر اُدھر سے کہا حضورؐ نے اِدھر دیکھا اُدھر دیکھا اب حضورؐ جو بات کرنا چاہتے ہیں امت سے سارا وقت اس کانا پھُوسی نے رسولؐ کا تباہ کیا بہت دن سے یہ چکر چل رہا تھا کہ آیت آئی کہا اے مسلمانو! یہ روز روز کی بدتہذیبی، رسولؐ کے ساتھ بدتمیزی مجھ کو پسند نہیں اب اگر تمہیں کان میں نبیؐ کے بات کہنی ہے تو پہلے کچھ رقم باہر دے دو صدقے کی پھر آکے بات کرو اب سمجھ گئے یہ آیت کیا ہے، اس آیت نے آ کر حکم سنایا اگر تم نبیؐ کے کان میں سرگوشی میں کوئی بات کہنا چاہتے ہو تخلیئے میں کہ وہ بات کوئی نہ سنے تو کرو ہم منع نہیں کرتے تم کرو ہمارے حبیبؐ سے کان میں آ کر بات لیکن شرط یہ ہے کہ کچھ پیسے خرچ کرو، کچھ رقم خرچ کرو، جو رقم خرچ کر کے آئے گا وہ آئے کان میں بات کرنے پوچھ کر چلا جائے، جیسے ہی آیت آئی مسجد خالی ہوگئی یہ میں شیعوں کی کتاب سے نہیں پڑھ رہا یہ جو کچھ پڑھ رہا ہوں وہ تمام فرقوں کی کتابوں سے پڑھ رہا ہوں، ابھی میں پڑھوں گا اس آیت کے بارے میں، اپنی کتاب سے بھی پڑھوں گا ابھی نہیں پڑھ رہا اپنی کتاب سے یہ جو کچھ ایک ایک لفظ ہے سب اُدھر ہی کا ہے، مسجد خالی ہوگئی نبیؐ اکیلے ہیں آیت آئی کہ اگر سرگوشی کرنا ہے، وہی پارٹی جو روز کان میں کچھ اِدھر سے اُدھر سے کہتی تھی، اب لوگ پریشان کہ پتہ نہیں کیا کہہ دیا رسولؐ سے اور رسولؐ نے کیا جواب دے

دیا پتہ ہی نہیں لوگوں کو وہ سب غائب ہو گئے سب سڑک پر کھڑے تھے رسولؐ مسجد میں، اب کوئی پوچھنے ہی نہیں آ رہا اس لیے کہ حکم آ گیا کہ صاحب رقم باہر دیجیے تب جا کر نبیؐ سے کان میں بات کیجیے۔ مولائے کائنات علیؑ ابنِ طالبؑ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت آئی تو مدینے میں، مدنی آیت ہے، بڑے بڑے امیر، بڑے بڑے اغنیا جن کے پاس زمینیں تھیں، باغات تھے، دولت تھی، ثروت تھی اس کے باوجود رقم دے کر صدقہ نکال کر نہ آئے رسولؐ سے کچھ پوچھنے کان میں، فرماتے ہیں میرے پاس ایک دینار تھا میں نے اس کو بُھنایا تو ایک دینار میں دس درہم ملے میں نے پہلے ایک درہم صدقہ کیا، مسجد میں گیا رسولؐ سے سوال کیا پھر دوسرا درہم دیا صدقہ کیا پھر دوسرا سوال کیا پھر ایک درہم دیا تیسرا سوال پھر ایک درہم دیا چوتھا سوال پھر ایک درہم پانچواں سوال پھر چھٹا سوال پھر ساتواں سوال پھر درہم دیا آٹھواں سوال پھر درہم صدقہ کیا نواں سوال پھر ایک درہم صدقہ کیا دسواں سوال کیا واپس آ گیا اور یوں سوا میرے کسی نے صدقہ دے کر رسولؐ اللہ سے سرگوشی نہیں کی کہ یہ آیت اولین و آخرین میں صرف میرے لیے آئی بس بس میں نے اس پر عمل کیا دس دن تک یہ آیت برقرار رہی گیارہویں دن حکم آیا اللہ نے یہ آیت منسوخ کر دی، اس حکم کو اللہ نے منسوخ کر دیا، آیت منسوخ کیسے ہوئی کہ ہم نے جب تم سے کہا کہ صدقہ دے کر نبیؐ سے سرگوشی کرو تو تم ڈر گئے، اب سورۂ مجادلہ موجود ہے پوری پڑھ ڈالیے شیعہ سنّی سب جو دیکھنا چاہے اللہ کہتا ہے کہ تم ڈر گئے جب رقم کی بات آئی، پیسے کی تو تم ڈر گئے، کون لوگ پوری امت سے کہا جا رہا ہے تم سب ڈر گئے تو جب اللہ کہے کہ تم ڈر گئے تو صرف میدانِ جنگ میں ہی نہیں ڈرا جاتا پتہ چلا مال دینے میں بُخل ایک ڈر ہے کہ مال چلا جائے گا یعنی اب پتہ چلا کہ آیت آئی تھی یہ بتانے کہ کون

کون دولت مند ہو گئے تا کہ ان کا بخل ظاہر ہو جائے، ان کی کنجوسی ظاہر ہو جائے اور محدث دہلوی نے کہا اس آیت نے آ کر بتا دیا کہ مفلسین سوال اس لیے نہ کر سکے کہ ان کے پاس پیسہ نہیں تھا دولت منداس لیے سوال نہ کر سکے کہ کنجوس تھے اب دو ہی گروپ بنے۔ پوری امت میں کہ یا مفلسین ہیں یا بخیل ہیں اب بھی قرآن ہے نہ تفسیر ہے نہ میں کوئی تاریخ بیان کر رہا ہوں تاریخ کی تو بات نہیں ہو رہی ہے نہ اور تمام مفسّرین مسلمانوں کے کہہ رہے ہیں نا اس وقت نبیؐ کے سامنے دو ہی گروہ تھے ایک مفلسین تھے یا سارے کنجوس لوگ تھے پوری امت دو حصوں میں بٹ گئی ایک طرف سارے کنجوس کھڑے ہیں ایک طرف سارے فقیر کھڑے ہیں، ان کے پاس پیسہ نہیں کہ جا کے سوال کریں ان کے پاس پیسہ ہے یہ خرچ کیوں کریں ان کا کلیجہ پھٹ رہا ہے تو اب اس پوری کُل امت میں ایک واحد انسان نکل کر آیا تو یہ سارے بخیل اور سارے مفلس اور علیؑ کیا یہ سب برابر ہو جائیں گے، کیا درجے میں برابر ہو جائیں گے؟ اللہ کا ایک نام ہے رفیع الدّرجات، درجوں کو بلند کرنے والا تو جب درجے وہ بلند کرے گا تو کسی کا گھٹے گا تو کسی کا بلند ہوگا آیت نے آ کر علیؑ کے درجے کو اتنا بڑھا دیا کہ سب ایک طرف رہ گئے اور علیؑ کا درجہ بڑھ کر یہاں تک آ گیا تو درجہ بندی تو ہے اب اس آیت میں کیا کریں گے اب یہاں کیا کریں گے وہاں نہیں ہے علیؑ کا نام نہیں ہے کتنی عجیب بات ہے کہ یعنی پوری امت نے اللہ کے حکم پر عمل نہیں کیا اور ساری امت ایک طرف رہ گئی، کبھی کبھی جب ہم یہ کہہ دیتے ہیں کہ بعدِ وفاتِ نبیؐ راوی نے صادقِ آلِ محمدؐ سے پوچھا کہ کیا پوری اُمت، آپ نے فرمایا کہ ہاں پوری اُمت بہت سے لوگ مانتے نہیں اس کو کہ ایک دو تو ہوں گے حق پہ، امام نے فرمایا نہیں کوئی نہیں، راوی نے کہا سلمان و ابوذر، کہا ان کی بات نہ کرو، کہا عمار اور مقداد،

کہا ان کی بات نہ کرو تو اس صف میں جہاں بخیل اور مفلس ہیں وہاں سلمان ابوذر، مقداد و عمار کی بات نہ کیجیے بھئی بہت ہی نازک منزل سے گفتگو ہو رہی ہے تو جب رسولؐ یہ کہہ دیں تو جہ! کُلِّ ایمان جا رہا ہے کُلِّ کفر کے مقابل، اُمت ہے اِدھر علیؑ جا رہے ہیں اُدھر وہ جا رہے ہیں رسولؐ کہہ رہے ہیں کہ کُلِّ ایمان تو اُدھر کون رہ گئے ایسے مناظر کئی بار آئیں گے یہ تو حدیث کا منظر تھا نا، پتہ نہیں آپ یہ مانیں یا نہ مانیں کہہ دیں کہ کہا تھا یا نہیں کُلِّ ایمان جا رہا ہے کُلِّ کفر کے مقابل، یہ ہے قرآن، علیؑ مسجد کے اندر سارے بخیل باہر علیؑ اندر تو میں یوں کہہ دوں کہ اگر یہ کوئی حدیث نہیں جو کہہ رہا ہوں نہ کوئی تاریخ، ہاں یوں کہہ دوں ساری امت کھڑی تھی مسجد کے باہر اور کُلِّ سخاوت مسجد کے اندر اچھا انکار کیسے کریں گے آپ اب ذرا اس صف میں کوئی غنی، کوئی سخی، جب آیت ہی نہیں کسی کو غنی، سخی کہہ رہی تو آپ کیسے بنا رہے ہیں کُلِّ سخاوت یہاں قرآن کہہ رہا ہے مولا فرماتے ہیں کہ ہم نے عمل کیا ایک دینار تھا دس درہم ملے دس سوال نبیؐ سے کیے اور نبیؐ نے مجھے دس جواب دیئے کسی نے کہا کیا سوال کیا رازِ نبیؐ سرِّ امامت، راز تھا لیکن رازِ نبیؐ، رازِ علیؑ، رازِ امام راز تو ہوتا ہے لیکن کچھ لوگ راز کو جاننے والے ہوتے ہیں راز دارِ نبیؐ، راز دارِ رسولؐ، راز دارِ امام اس میں مرد بھی ہوتے ہیں، اس میں عورتیں بھی ہوتیں ہیں، باہر، سلمان، ابوذر راز دارِ رسولؐ، حذیفہ راز دارِ رسولؐ گھر میں اُمِ سلمٰی راز دارِ رسولؐ، راز دارِ رسولؐ راز دارِ امام، راز دارِ معصوم اُمِ سلمٰی سے ہی تو پوچھا تھا کسی نے آخر وقت فاطمہؑ نے رسولؐ سے کیا باتیں کیں ایک بات کی تو فاطمہؑ رونے لگیں جب دوسری بات کی تو فاطمہؑ ہنسنے لگیں اس کے بعد وفاتِ نبیؐ ہوگئی تو اُمِ سلمٰی نے کہا رازِ نبیؐ، رازِ معصومہ یعنی اُمِ سلمٰی کو پتہ تھا وہ راز جو رسولؐ نے فاطمہؑ کے کان میں کہا وہ راز اُمِ سلمٰی کو پتہ تھا تو اب یہ راز دار پر ہے کہ وہ کسے بتا

دے، کس کو بتائے گا اب علیؑ فرماتے ہیں کہتے ہیں میری حدیث کا بار ملکِ مقرّب اٹھائے یا کوئی نبیؑ اٹھائے یا جو مومنِ کامل ہو ہمارا اس کے علاوہ علیؑ کی حدیث، امام کی حدیث کا بار کوئی اٹھا نہیں سکتا، ابراہیمؑ نے کہا ایک زبان پیدا کر دے اس کا بار وہی اٹھا سکتا ہے جو نبی کا مومن ہو یہ اوروں کے لیے بات بیان ہی نہیں ہو رہی ہے اب جو پڑھ رہا ہوں یہ سب کے لیے ہے وہ جو پڑھا تھا وہ سب کے لیے نہیں اپنوں کے لیے تھا، کچھ باتیں اپنے والوں کے لیے ہوتی ہیں کچھ اوروں کے لیے ہوتی ہیں اب جو ہمارے میں سے آپ لینا چاہیں اگر وزن نہ محسوس ہو تو لے لیں اگر بہت وزن لگے تو چھوڑ دیجئے یہاں تو اٹھانے والے ہیں ہی آپ نہ اٹھائیں گے تو کیا علیؑ کے فضائل کا بار نہ اٹھ سکے گا، ملائکہ موجود، انبیاء موجود، کسی نے پوچھا علیؑ سے یہ بھی ''نہج البلاغہ'' میں ہے کہ یہ جو فرشتے آسمان میں تسبیح کر رہے ہیں ان کی تسبیح کیا ہے، کہا ہر وقت ہمارے فضائل بیان کرنا فرشتوں کی تسبیح ہے اللہ کی علیؑ کہتے ہیں کہ جو فرشتے آسمان میں تسبیح کر رہے ہیں، اللہ کی عبادت ہر وقت ہمارے فضائل کو بیان کرتے رہتے ہیں ابھی کون اس کا بار اٹھائے گا کیسے سمجھ میں آئے گی بات وہ کہیں گے کہ عبادت میں کہیں بندوں کے نام لیتے ہیں، سمجھ میں ہی نہ آئے گی بات پتہ ہی نہیں کہ حقیقتِ عبادت کیا ہے، روحِ عبادت کیا ہے سیدھا مسئلہ ہے کہ کائنات سجدہ کر رہی تھی رب کو اسی نے اصول بدلا کہ اب آدمؑ کو سجدہ ہوگا بات ہی نہیں سمجھ میں آتی سجدے کا رخ ایک دم سے اللہ کی طرف سے ہٹ کر مٹی کے پتلے کی طرف کیسے آ گیا، ایک بندے کی طرف کیسے آ گیا تو اگر وہ چاہے تو اپنی فضیلتوں کے رُخ کو اپنے بندوں کی طرف موڑ دے اور یہ کہے کہ ان کی فضیلت ہماری فضیلت اور اس نے پانچ کو بنا کر کہا اب یہ محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ ان کی تعریفیں ہماری تعریفیں کیسے سمجھ

میں آئیں گی یہ باتیں اگر حدیثِ قدسی بھی کسی کی سمجھ میں نہ آئے کہ فرمائیں حدیث قدسی میں، اس نے کہا کہ میں چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں ظاہر ہو جاؤں، کسی نے دیکھا جب وہ ظاہر ہوا اس خزانے کو آج تک کسی نے دیکھا تو سچ بول رہا ہے نا اللہ اگر سچ بول رہا ہے کہ میں ظاہر ہو چکا ہوں تو کس نے دیکھا بھئی اب اس سے نازک منزل میں کیسے سمجھادوں کہ اللہ کہہ رہا ہے کہ میں چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں ظاہر ہو جاؤں تو میں ظاہر ہو گیا، کہاں ظاہر ہوا مکّے میں، مدینے میں، کعبے کی چھت پر، کسی کے گھر میں، کسی مسجد میں، مینار پر، گنبد میں کہاں ظاہر ہوا ہے کس نے دیکھا پانچ بنائے یہ میرا ظہور ہے یہ ہے میرا خزانہ، یہ ہے چھپا ہوا خزانہ آدمؑ نے دیکھا یہ ہے اب قیامت تک اللہ کا چھپا ہوا خزانہ نظر آرہا ہے میں ظاہر ہو گیا محمدؐ کی شکل میں، مَیں ظاہر ہو گیا علیؑ کی شکل میں، مَیں ظاہر ہو گیا فاطمہؑ کی شکل میں حسنؑ اور حسینؑ کی شکل میں ظاہر ہو گیا، ہے کسی کو اعتراض اور اس نے کہا اگر آج نظر نہیں آیا سورۂ رحمان میں کہا بس سب مٹ جائے گا اور اللہ کا چہرہ رہ جائے گا اچھا ظاہر ہوا نہیں چہرہ اور کہہ رہا ہے قیامت کے بعد چہرہ باقی رہے گا، آج تک اللہ کا چہرہ دیکھا نہیں اور سورۂ رحمن میں کہہ رہا ہے کہ اللہ کا ہی چہرہ رہے گا تو پھر ہے نہ کرم اللہ وجہہ، ہے نہ کرامت والا چہرہ علیؑ کا چہرہ اللہ کا چہرہ ہے نا وہی باقی رہے گا الارض آئے کسی بھی طرح ظاہر ہوا الارض آیت بھی قرآن میں ہے ظاہر ہو گا یہ ساری باتیں سمجھ میں نہیں آتیں وہ سمجھے جو مَلکِ مقرّب ہو یا وہ سمجھے جو معرفتِ امام رکھتا ہو تو جہ ہے نا اب ایک دعوتِ فکر آپ کے لیے، آپ کے ذہن کے لیے آیت آئی کیوں ضرورت کیا تھی کہ آیت آئے کہ رقم دو پھر نبیؐ سے بات کرو پتہ چلا کہ یہ آیت آیتِ آزمائش ہے اتنا تمہیں دولت مند بنا دیا اسلام میں، اس نبیؐ نے عزت دلائی نبیؐ پہ کتنا خرچ کرو گے آزمانے

کے لیے آئی بھئی آزمانے کے لیے آئی جبھی تو علیؑ کو بلا کر رسولؐ اللہ نے کہا کہ بھئی کوئی آ ہی نہیں رہا سوال کرنے یہ سب سمجھ رہے ہیں کہ بہت سارا پیسہ تو یا علیؑ بتاؤ کہ کتنی رقم مقرر کی جائے کہ اتنی رقم صدقہ کر کے سوال کرنے آؤ مجھ سے، حضرت علیؑ نے کہا ایک درہم، رسولؐ اللہ نے کہا یہ بہت زیادہ ہے علیؑ یہ نہیں دے پائیں گے سطح نبیؐ کو معلوم ہے سب کی علیؑ نے کہا آدھا درہم، کہا علیؑ نہیں یہ بھی بہت زیادہ ہے اچھا یہ بتایئے اللہ نے آیت اُتار دی اور اس میں آ گیا حکم، مشورہ کر رہے ہیں دو بھائی آیت میں ان کا مشورہ شرک تو نہیں ہو جائے گا پتہ چلا جب اس کا حکم آتا ہے تو آئین یہ دونوں مل کر بناتے ہیں رسولؐ خود ہی اعلان کر دیتے اتنی رقم علیؑ سے پوچھا کہ یا علیؑ کتنی رقم اب علیؑ کو دیکھئے ایک درہم سے شروع کیا آدھا درہم کہا یہ بھی زیادہ کہا اس کا بھی آدھا کہا یہ بھی بہت زیادہ ہے آخر میں اتنا رسولؐ نے علیؑ سے کہلوایا کہ انہوں نے کہا شعیر یعنی ایک جَو کے دانے کے برابر سونا، کہا علیؑ یہ ٹھیک ہے ایک جَو کے برابر سونا ہے بھئی ایک درہم تو سونے کا خیبر سے سینے سے لگے ہوئے تھے وہ سارے درہم دینار جو یہودیوں سے ملے تھے دینار سب سونے کے تھے آپ کیا سمجھ رہے تھے کہ کانسی کے سکّے دو پیسے کے سکّے جو آپ کے پاس ہوتے وہ تھے سب سونے کے تھے تبھی تو آپ سوچتے کہ کیوں نہیں دیا۔ بھئی دیتے کیسے وہ ایک ایک تولے کا تھا آج کا ساڑھے چار پانچ ہزار کا ایک تھا تو ایک سوال پر چھ ہزار روپے خرچ کرتے ضرورت کیا تھی کون سا سوال انہیں نہیں پتہ تھا تو رسولؐ نے کم کرایا کہ شاید آ جائیں پوچھیں مجھ سے، آپ کو پریشانی کیا ہے نہ پوچھیں یا رسولؐ اللہ یہ نہ آئیں نہ پوچھیں کیوں اتنی کم رقم کراتے جا رہے ہیں ظاہر ہے رسولؐ اللہ کو یہ فکر ہے کہ علم کی توہین ہوگی لوگ کہیں گے کہ سیکھا کیا، علم کا ذوق ہی نہیں ہے اب پتہ چلا کہ یہ آیت آئی کیوں تھی اس لیے کہ

یہ پتہ کریں کہ ان کا ذوق کتنا ہے وہ تو ظاہر ہو رہا ہے وہ تو پتہ چل رہا ہے علم کا ذوق چلا آ رہا ہے کتنی رقم خرچ کر کے علم سیکھا جاتا ہے تو علیؑ کو کیا ضرورت تھی کہ یہ سکّے دس خرچ کریں، آپ کو کیا علم کی کمی ہے یہ آپ کاہے کے لیے دس سوال کرنے جا رہے ہیں آپ کو کیا ضرورت ہے وہ شہرِ علم ہیں آپ دروازہ ہیں، آپ کو کیا ضرورت ہے اگر آپ نے یہاں یہ صحیح سے داد نہیں دی تو میں سمجھوں گا کہ کچھ آپ کی سمجھ میں ہی نہیں آیا، آیت نے اُتر کر بتایا کہ شہر میں جانے کا حق کس کو ہے، آج تک کوئی گیا ہو شہر میں تو ہمیں بتا دیجئے دروازے سے معلوم ہوا ستّر بار آئے اور لوٹ گئے اگر یہ نہ ہوتا تو میں ہلاک ہو جاتا اندر بھی گئے دس بار گئے آئے، آئے گئے تو باہر کھڑے ہیں ایک بات تو یہ ہوگئی کہ آیت آئی کیوں کیا کیا بتانے آئی ذرا سا اسے اُلٹ دیجئے آیت آتی اور کوئی عمل نہ کرتا علیؑ بھی نہ عمل کرتے تو کیا ہوتا، ذہنی آزمائش آپ کی بھی ہو رہی ہے، آیت آئی حکم ہے دو صدقہ اور آ ؤ پوچھو علیؑ بھی نہ جاتے اگر آپ نے غور نہیں کیا جملے پر میں سمجھاؤں گا اب آپ اگر علیؑ بھی عمل نہ کرتے کیا ہوتا قرآن کی آیات کا غرور ٹوٹ جاتا، قرآن کا غرور ختم ہو جاتا دنیا کہتی کوئی اثر نہیں تھا ایک آیت ایسی بھی ہے قرآن میں کہ اللہ کا حکم آیا ماننے والا کوئی بھی نہیں تھا غرور ختم ہو جاتا علیؑ نے عمل کر کے بتایا کہ قرآن کا غرور علیؑ ہیں، کون ہے قرآن کا غرور اب قرآن نے پکار کر کہا ارے کوئی تو ہے اس سرزمین پر کہ میرا حکم آئے اور وہ نہیں ٹالتا تو وہ ایک ہی عمل کر جائے تو وہ ایک پوری اُمت کے برابر ہے، اب وہ ایک کھڑے ہو کر کہے کہ میں ہوں اور کوئی نہ مانے تو وہ کافر، سمجھ ہی نہیں رہے ہیں آپ یعنی ایک ساری اُمت ایک آیت پر عمل نہ کرے میں نے عمل کیا بس قرآن کا غرور قائم کیا، غور کر رہے ہیں آپ..........

کیا ضرورت ہے کسی کو نہیں آپ یہ آغاز میں پہنچ رہے ہیں یہ آیت ہے لیتے جایئے نا کون آئے گا اس امر کے مقابل، پوری امت ڈر کرا الگ بیٹھ گئی کون جائے اس کے مقابل بڑا بہادر ہے، اُونٹ کا بچہ ہاتھ میں اٹھاتا ہے رسولؐ نے کہا یا علیؑ کلِ ایمان بن کر جاؤ سب ایک طرف علیؑ ایک طرف اُنتالیس دن خیبر کا قلعہ فتح نہیں ہوا جاتے رہے اور آتے رہے کون جائے نادِ علیاً ایک جائے اول سے آخر تک، انسان پوری امت اسی فضیلت میں کوئی اور بھی شامل ہے اتنا سا بھی شامل ہے یہ تو قرآن کی آیت ہے علیؑ فرماتے ہیں کہ کیا اس آیت میں کوئی اور بھی شامل ہے، عبداللہ ابنِ عمر فرماتے ہیں کہ علیؑ کو تین فضیلتیں ایسی ملیں کہ اگر مجھے مل جاتیں تو عرب کے سرخ بالوں والے اونٹوں سے میرے لیے افضل تھا۔ ایک فضیلت علیؑ کی جو کسی کو نصیب نہیں ہوئی فاطمہؑ سے شادی یہ بھی سب ترمذی وغیرہ میں جن کے حوالے دیئے ہیں اسی میں یہ آیۂ نجویٰ کی تعریف کرتے ہوئے عبداللہ ابنِ عمر فرماتے ہیں فاطمہؑ سے علیؑ کی شادی، خیبر کے دن عَلَم کا ملنا، آیۂ نجویٰ میں علیؑ کا درہم صدقے کرنا اور سوال کرنے جانا کاش یہ تینوں فضیلتیں مجھے مل جاتیں تو عرب کے سرخ اونٹوں سے میرے لیے بہتر تھا، حدیث مستند ہو گئی سب نے اس کو لکھا اب چل کے دست بستہ پوچھئے خلیفۂ وقت کے صاحبزادے سے کہ اس میں کیا فضیلت ہے کہ فاطمہؑ سے علیؑ کی شادی ہو گئی تین بیٹیاں اور ہیں کسی سے بھی علیؑ کی شادی کر دیجئے، اس میں کیا فضیلت، خیبر کا عَلَم آپ کے والد کو بھی ملا تھا کیا پریشانی یہ کون سی فضیلت ہے، آیۂ نجویٰ ہاں یہاں پر یہاں تو سبھی نہیں یہاں کیا کیا جائے یہاں تو آیۂ نجویٰ میں علیؑ کے علاوہ کوئی اس میں شامل نہیں علیؑ گئے صدقہ دیا اور سوال کیا تو کیا سوال آپ سنیں گے علیؑ کے ایک ایک درہم کا سوال آپ سنیں گے کیا سنیں گے دس سوال سنیں گے اگر مجھے نہ یاد ہوں تو

ہیں یہ نہیں ہوسکتا، اچھا یہ بتایئے کہ موضوع مزیدار ہے یا نہیں، دس سوال کتنا قیمتی سوال ہوگا جس پہ مولاؑ پیسہ خرچ کریں، مولاؑ پیسہ خرچ کر کے پوچھیں اور نبیؐ جواب دیں تو جب دو ماہرِ لسانیات، آپ کیا سمجھ رہے تھے موضوع آج بدل گیا یہاں تک لانا تھا آپ کو اب لسان کا کمال یہ ہے آیت پھر پڑھ لیجئے گا سورۂ مریم کی اور سورۂ شعراء کی چاہے وہ لسانِ صدق سے مراد نبی ہوں یا علیؑ تیسرا تو کوئی نہیں ہوسکتا، ابراہیمؑ نے ایسی زبان مانگی ہے کہ زبان پہ جو لفظ آئے وہ فصاحت اور بلاغت کا شاہکار ہو اب یہ سنانے سے پہلے یہ ساری باتیں سن لیجئے پھر سوال جواب ہوگا نبیؐ نے فرمایا بہترین سوال وہ ہے جو مختصر ہو، بہترین جواب وہ ہے جو مختصر ہو کیا بتایا نبیؐ نے نبیؐ نے بتایا کہ صرف سوال کا جواب دینا کمال نہیں ہے سوال کرنا کمال ہے، سوال کرنے والا علیؑ جیسا جواب دینے والا نبیؐ جیسا اب جو نتیجہ اخذ ہوگا وہ عربی لسانیات میں ایک شاہکار ہوگا مختصر سوال مختصر جواب دس درہم خرچ کر کے دس سوال علیؑ گئے تو یا علیؑ یہ آپ نے صدقہ دیا اور نبیؐ کا علم لے لیا یہ تو بچپن سے آپ کو زبان چسا رہے ہیں آپ کہہ رہے ہیں سارا علم، جب کھجوریں کچل کہ میرے منہ میں دیتے تھے تو ہزاروں باب مجھ پر کھلتے جاتے تھے اور ایک ایک باب سے دس ہزار باب کھلتے گئے کون سا علم کم رہ گیا تھا کہ پیسہ دے کر آپ جا کر نبیؐ سے پوچھ رہے ہیں بغیر پیسے کے بھی آپ پوچھ سکتے ہیں یہ آیت منسوخ ہو جائے اس کے بعد پوچھ لیجئے گا دس درہم دینے کی کیا ضرورت ہے، یہ جملہ کہہ دوں تو پھر آگے بڑھوں، یہ سب لسانیات کے جملے ہیں جب تک زبان پر عبور نہ ہو تو ایسے جملے نہیں آتے یہ کوئی سوچ کر نہیں تقریر ہو رہی ہے یہ تو ابھی بس جو چیزیں آ رہی ہیں وہ میں آپ کو سنا رہا ہوں اور کیا یہ پوری تقریر بنی جا رہی ہے میں سناتا جا رہا ہوں جو آیت پر اعتراض ہو گیا تو تقریر

دوسری ہو گئی موضوع کچھ اور تھا لیکن لسانیات سے نہیں ہٹا علیؑ کو کیا ضرورت ہے صدقہ دے کر یہ زبان کا معاملہ آ گیا جسے زبان نہیں آئے گی وہ ایسا جملہ نہیں کہہ سکتا اللہ نے کہا صدقہ نکالو تب نبیؐ سے علم لو وہ ہے شہرِ علم یہ ہے دروازہ، حکم آیا تھا صدقے کا علیؑ نے بتایا کہ میں نے شہرِ علم کا صدقہ نکالا ہے صدقہ دروازے سے جب صدقہ گھر میں نکالتے ہیں تو گھر میں نہیں رکھتے دروازے سے جاتا ہے، صدقہ یہ ہے زبان کا نکتہ ابھی آ گیا ذہن میں تو میں نے کہا یہ بھی سنا دوں، لسانیات موضوع ہے ہماری خطابت لسانیات پر چل رہی ہے زبان درست نہ ہو تو تقریر مزیدار نہیں ہوتی سوالات شروع کروں آپ کہیں گے کہ سوال تو میں سمجھ نہیں آیا تشریح کرو پہلا سوال اور جواب کر کے دیکھ لیتے ہیں اگر آپ کی سمجھ میں آ گیا تو دسوں سوال کر لیں گے ورنہ تشریح کرنا پڑے گی وقت تو ہے نا، اچھا دیکھئے علیؑ گئے درہم دیا فرماتے ہیں مولا علیؑ میں نے ایک درہم صدقے کیا مسجد میں گیا تنہا رسولؐ میں نے جا کے رسولؐ اللہ کے قریب پہلا سوال کیا، میں نے کہا یا رسولؐ اللہ وفا کیا ہے؟ پہلا سوال بابِ مدینۃ العلم شہرِ علم سے پوچھ رہا ہے یا رسولؐ اللہ وفا کیا ہے؟ کہا یا علیؑ توحید، کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ سوال پہ واہ واہ ہوئی تھی جواب پہ چپ لگ گئی، نہیں سمجھ میں آئی بات، اس کے معنی شرح ہو علیؑ نے پوچھا یا رسولؐ اللہ وفا کیا ہے؟ رسولؐ اللہ نے کہا کلمۂ توحید لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ ایک درہم کا سوال و جواب آپ نے ضائع کر دیا تو میں کیسے سناؤں میں جانتا ہوں آپ کو اچھی طرح سے کہ تشریح ہو اور کہنا نہیں چاہ رہے کہ تشریح ہو یہ بچوں کا کھیل ہے کہ پہیلی بتائی اور کہا ہار مانو تو بتائیں بہت دیر تک وقت خراب ہوگا، اب دوسری پہیلی ہے نہیں ابھی سوچ رہے ہیں، پرانے زمانے سے چلا آ رہا ہے کہ ابھی نہیں ٹھہر ٹھہر کہ ابھی میں سوچ لوں ابھی تو وہی ہو رہا ہے، کہیے نہ کہ نہیں سمجھ میں آیا تو پھر یہ کہیے نا علیؑ

نے پوچھا وفا کیا رسولؐ نے کہا توحید کلمۂ لا اِلٰہَ اِلّا اللہ اب پتہ چلا کہ وفا کا لفظ لسانیات میں جو آیا اس کے معنی عرب والوں کو نہیں معلوم تھے جب علیؑ نے لغتِ عرب میں نبیؐ کے ذریعے اضافہ کروایا کہ ابھی تک تم یہ سمجھتے ہوں کہ ایک دوسرے کے ساتھ ایفائے عہد کرنا یہ ہے وفاداری تم یہ سمجھ رہے تھے کہ وفا ہے دوست کے ساتھ دوست وفاداری کرے، رشتہ دار آپس میں وفاداری کریں نہیں میں پوچھ رہا ہوں رسولؐ سے وفا کیا ہے، رسولؐ نے کہا کلمۂ توحید لا اِلٰہَ اِلّا اللہ ہم نے تمام روحوں کو بلایا اور ہم نے ان سے پوچھا کہ تمہارا رب کون ہے، سب نے پکار کر کہا......تو میرا رب ہے، وہاں سے کہہ کر چلے یہاں آ کر کوئی لات و منات کو ماننے لگا، کوئی ہُبل پوجنے لگا وفاداری کہاں ہے، علیؑ نے پوچھا وفا کیا کہا علیؑ جس کا وعدہ کر کے آئے وفا نبھائی اب سمجھ میں آ گیا نا پہلا سوال تو سارے سوال یونہی چلیں تشریح ہوتی جائے یا خالی سنا کر تقریر ختم، تشریح کریں، توجہ ایک درہم دیا جا کے پوچھا وفا کیا؟ رسولؐ نے کہا توحید لا اِلٰہَ اِلّا اللہ تو توحید اس کے پاس ہے جو وفادار ہے، وفائیں پرکھی جاتی ہیں سیاسیات پر روزانہ تبصرے کرنے والے وفاداریاں پرکھتے ہیں تو آپس میں وفاداریاں پرکھی جائیں ملکی معاملات میں اور پوری کائنات کا مالک مالکِ مُلک وفاداری نہ پرکھے کہ کون کون وفادار ہے پوچھا وفا کیا؟ کہا توحید لا اِلٰہَ اِلّا اللہ علیؑ کہتے ہیں میں نے دوسرا درہم صدقہ دیا اور میں اندر مسجد میں گیا میں نے کہا یا رسولؐ اللہ فساد کیا؟ اب یہ لسانیات کا شاہکار ہے کہ سوال دونوں آپ کو فاصلے کے لگیں گے یعنی وفا سے فساد کا کوئی تعلق نہیں ہے لیکن جواب توحید کے اُلٹ آئے گا یہ ہے لسانیات کا کمال کہ علیؑ نے عربی زبان کی لسانیات کو معراج پر پہنچا دیا تھا اور رسولؐ نے اس کو وہ معراج عطا کی کہ قابَ قوسین اوَ ادنیٰ تک پہنچا دیا، عربی لسانیات کو پہلا

سوال وفا کیا کہا توحید لا اِلٰہ اِلّا اللہ دوسرا سوال علیؑ نے کہا فساد کیا؟ نبیؐ نے کہا یا علیؑ فساد کفر و شرک، توحید کے الٹ کیا بھئی توجہ توجہ قرآن کہتا ہے تفسدو فی الارض زمین پر فساد نہ کرو تو پتہ کیسے چلے کہ فساد کیا ہے اس لیے اللہ نے قرآن میں لکھ دیا جو فساد کرے وہی کافر ہے، وہی مشرک ہے اب یہ آزماؤ کہ کافر ہے کون، جدھر سے فساد ہو اب پتہ چلا کافر کا فیصلہ آپ کر کیسے رہے ہیں جو تابوت اٹھائے وہ کافر، جو علَم اٹھائے وہ کافر، جو ذوالجناح نکالے وہ کافر، جو مجلس کرے وہ کافر نہیں جو فساد کرے، جو فساد کا بیج بوئے کوئی کاغذ لا کر ڈال دے سب کے بیچ میں کہ اس کو مانو فساد کیا کس نے کل جب نبیؐ نے کاغذ مانگا تھا تو دیا نہیں اب کاغذ اسمبلی میں اس کو مانو بھئی فساد شروع بھئی ہوا کیوں اتنا بڑا فساد ایک کاغذ پر ہو گیا تو ہم سے کیا اگر وہ کاغذ نہیں مانا گیا تو ہم سے کیا وہ تو عداوت کی وجہ سے نہیں مانا گیا بھئی ہر جگہ کاغذ فساد، علیؑ نے کہا فساد کیا رسولؐ نے فرمایا کفر اور شرک علیؑ نے تیسرا درہم دیا فرماتے ہیں صدقہ دیا، میں نے تیسرا درہم اور پھر مسجد میں گیا میں نے کہا یا رسولؐ اللہ حق کیا؟ دسوں سوالوں کی ترتیب دیکھتے جایئے گا یا رسولؐ اللہ حق کیا؟ کہا یا علیؑ اسلام، قرآن اور تمہاری ولایت۔ لسانیات کی بحث ہے نہ زبان کی بحث لغاتِ قرآن میں حق کے معنی آپ کو معلوم ہے کہ کیا ہیں سن لیجئے امام راغب ہمارے نہیں ہیں امام، حدیثوں کے امام، تفسیروں کے امام، یہ تو کائنات کا امام ہوتا ہے نا جو ہمارے یہاں ہوتا ہے تو امام کہنے سے گھبرایا نہ کریں لسانیات کی بحث ہے کہ امام امام کہنے میں کیا فرق ہو جاتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ لسانیات پر بڑا عبور ہونا چاہیے کون سا امام، امام صاحب مسجد کے بھی امام صاحب آئمۃ الکفر بھی ہے قرآن میں تو ایسی کوئی بات نہیں اگر کوئی لفظ اِدھر اُدھر چلا جائے گھبرانے کی بات نہیں کافروں کے بھی امام ہوتے ہیں مومنوں کے بھی

امام ہوتے ہیں فرماتے ہیں یا رسولؐ اللہ حق کیا؟ کہا اسلام، قرآن اور تمہاری ولایت، لغتِ قرآن میں امامِ راغب حق کے معنی سب نے یہی لکھے ہیں جو ماہرانِ لسانِ عربی ہیں سب نے حق کے معنی ایک ہی لکھے ہیں تو جہ حق کے معنی بتائے کہ ایک ہے چوکھٹ بازو ایک ہے دروازہ دونوں کو جوڑنے کے لیے ایک قبضہ چاہیے اور وہ دروازہ اس قبضے کے اوپر اِدھر اُدھر گھومتا ہے قبضہ نہ ہو تو دروزہ نہ اِدھر آئے نہ اُدھر جائے نہ کھلے، ہیں دونوں چیزیں اہم بازو چوکھٹ دروازہ دونوں ہیں دونوں جڑ نہیں سکتے قبضے کے بغیر قبضہ نہ ہو تو دروازہ گھومے گا نہیں اپنے محور پر لغتِ عربی میں حق کے معنی ہیں وہ قبضہ جو بازو اور دروازے کو آپس میں جوڑ کر حرکت دے رہا ہو، حق کے معنی سمجھ گئے آپ، نہیں غور کیا، علیؑ نے پوچھا حق کیا؟ رسولؐ نے کہا اسلام قرآن اور تمہاری ولایت، یہ بازو ہے اسلام، قرآن، دروازہ دونوں جڑیں کیسے جب تک ولایت نہ ہو، حق کیا اسلام، قرآن اور تمہاری ولایت، مولا علیؑ فرماتے ہیں میں واپس آیا میں نے اب چوتھا درہم صدقے کیا اور جا کر میں نے چوتھا سوال کیا میں نے کہا یا رسولؐ اللہ حِیلہ کیا؟ یا رسولؐ اللہ مجھے بتایئے حیلہ کیا؟ نبیؐ نے کہا حِیلہ ترک کر دینا، بائیس معنی ہیں حیلے کے اردو میں بھی عربی میں بھی فارسی میں بھی ایک آدھ معنی بتا دوں حیلے کے، حیلے کے معنی سب سے بڑی سیاست، کون سی سیاست دغابازی والی، مکاری والی، عیاری والی سیاست، علیؑ نے کیا کہا جا کر ترجمہ کر دوں حیلہ کیا یا رسولؐ اللہ سیاست کیا رسولؐ اللہ نے کہا سیاست ترک کر دینا، آپ کو بھی سمجھانا ہے کائنات کی سب سے بڑی سیاست کیا سیاست کو ترک کر دینا نہیں غور کر رہے ہیں آپ، آج تک اہلِ بیتؑ کی سیاست کو دنیا نہیں سمجھ سکی، سب سمجھتے رہے حسنؑ نے صلح کر لی ارے جو سیاست چل رہی تھی حسنؑ نے اس کو ترک کر دیا یہ ہے سب سے بڑی سیاست،

بھئی تاج وتخت حسنؑ نے دے دیا یعنی تاج وتخت کوترک کر دیا تخت وتاج پاس ہوتا تو آپ کہتے کہ کیا کہنا حسنؑ بادشاہ تھے لیکن حسنؑ نے کیا کیا، معاویہ نے کہا لاؤ، حسنؑ نے کہا ایسے نہیں دوں گا علامہ اقبالؔ نے کہا ایک بار حسنؑ نے تاج وتخت کوٹھوکر ماری توجہ، کہتے ہیں اقبالؔ ''پشت پا زد برسرِ تاج ونگیں''، اس سے پہلے کہ جنگ کی آگ بھڑکتی ''تانشیند'' ''آتش پیکار وکیں''۔ حسنؑ نے تاج وتخت کو ٹھوکر ماردی، تاج وتخت کوترک کیا بڑی سیاستیں ہیں لے لینا، اس سے بڑی سیاست ہے ٹھکرانا، نہیں غور کررہے آپ، حسنؑ نے ٹھوکر مار کر کہا اب سرپہ تو رکھ، دنیا کہے گی پیر سے ٹھکرایا ہوا یہ تاج سرپہ رکھا ہوا ہے یہ حسنؑ کی جوتی کی نوک پہ، یا رسولؐ اللہ حیلہ کیا؟ کہا حیلے کوترک کردینا آسمانی سوالات آسمانی جوابات، دروازہ سوال کرے شہر بولے توجہ ہے، علیؑ کہتے ہیں میں نے پانچواں درہم صدقے کیا اب پانچواں سوال یہ کیا علیؑ نے یا رسولؐ اللہ مجھ پر کیا فرض ہے؟ رسول اللہؐ نے جواب دیا اللہ اور رسولؐ کی اطاعت اور فرمانبرداری، واضح ہے، تشریح کی ضرورت نہیں یا رسولؐ اللہ مجھ پہ کیا فرض ہے کہا اللہ اور رسولؐ کی اطاعت اور فرمانبرداری رسولؐ کہے تم پر فرض کیا ہے اپنے اوپر لازم کر لینا حکمِ پروردگار پر جو چیز لازم کر لی اب اس میں بال برابر فرق نہ آئے چاہے نماز کا وقت نکل جائے آفتاب غروب ہوجائے اب علیؑ کے زانو پہ اگر نبیؐ کا سر ہے تو اطاعت کا وعدہ ہے حکم الٰہی ہے ایک طرف اللہ کا حکم، ایک طرف نماز، نماز بڑی یا اللہ کا حکم نماز گئی اللہ کا حکم رہ گیا لوگوں نے کہا علیؑ کی نماز قضا ہوگئی حکم تو نہیں قضا ہوا اللہ کی نافرمانی تو نہیں کی سرزانو پہ رکھا تھا نماز تو یہ سب آپ قضا کریں اِدھر لے جائیں یا اُدھر لے جائیں گھمائیں پھرائیں آپ دیکھیں اب وقت آیا نماز ہوئی یہ سب آپ کریں یہاں علیؑ کو نہیں ضرورت ہے یہ دیکھیں نماز ان کے انتظار میں کب پڑھو

گے مجھے، کب ادا کرو گے اچھا لو میں گئی تو جا، لو میں گئی تو جا میں چاہوں تو تجھے بلا لوں، پلٹا لوں پھر ادا کروں اس کو چھوڑ دوں تیرے لیے ارے یہ مذکر ہے تو مؤنث ہے جا، جا، جا اور نکل کر جائے گی کہاں میں نہ ادا کروں تو تیری ادائیگی قیامت تک نہ ہو، میری اولاد نہ ادا کرے تو ادا کہاں ہوگی تیرا حق کہاں ادا ہو یا رسولؐ اللہ مجھ پر کیا فرض ہے جب علیؑ نے کہا تھا کہ مجھ پر کیا فرض کیا لازم کیا واجب کہا نماز اللہ اور رسولؐ کی اطاعت اور فرمانبرداری پتہ چلا عبادت اور اطاعت میں فرق ہے اور فضیلت اطاعت میں ہے جب اطاعت ہی نہیں تو عبادت کیسی، عادت ہے اٹھتے رہو بیٹھتے رہو، کتنے ہو اللہ اور رسولؐ کے فرمانبردار، کتنا عمل ہوتا ہے اس کے حکم پر، یہ حکم ہو رہا ہے کہ درہم صدقے کرو پھر آ کر بات کرو سب باہر کھڑے ہیں یہ اطاعت ہو رہی ہے پڑھتے رہو نمازیں، پڑھتے رہو اللہ کہہ رہا ہے خوفزدہ ہو گئے اچھا جاؤ تم نے خطا کی اللہ نے معاف کیا معاف کرنے کا لفظ بتا رہا ہے کہ خطا ہوئی ہے اسی خطا سے تو معصوم بچا تھا ورنہ علیؑ کیوں پوچھتے ورنہ اس دوسری آیت کی خطا میں علیؑ بھی شامل ہو جاتے معصوم سے خطا ہوتی نہیں اس لیے دس سوال کر لیے ورنہ سوال کی کیا ضرورت یا رسولؐ اللہ مجھ پر کیا فرض اللہ اور رسولؐ کی اطاعت، چھٹا درہم دیا اور آئے، اب چھٹا سوال کیا، کہا یا رسولؐ اللہ میں اللہ سے کیا دعا مانگوں، میں اللہ سے کیسے دعا مانگوں یا رسولؐ اللہ میں اللہ سے کیسے دعا مانگوں، صدق و یقین کے ساتھ''۔ لوگ کہتے ہیں ہم اتنی اتنی دعائیں مانگتے ہیں پوری نہیں ہوتیں بھائی بھائی کو بتا رہا ہے، بھائی بھائی سے پوچھ رہا ہے میں دعا کیسے مانگوں، کہا صدق اور یقین کے ساتھ، جہاں صدق و یقین ہے وہاں دعا قبول ہوتی ہے، سات محرم کو لاہور میں ایک صاحب نے بیٹے کی ولادت کے لئے کہا، ایک سال سے پیچھے لگے ہوئے تھے چار بیٹیاں

ہوگئی تھیں گھبرا رہے تھے کہنے لگے بیٹا نہیں ہو رہا اور اب ولادت قریب ہے تو دعا کیجیے، سات تاریخ کو میں نے کہا یہ حضرتِ قاسمؑ کی مہندی اٹھے گی اس کا معجزہ یہ ہے کہ اس کو پکڑ کر جو دعا مانگے اللہ اسے بیٹا دیتا ہے ابھی گھر سے نکلتے وقت فون آیا تھا کہ میرے گھر بیٹا ہوا ہے، سات محرم اور آج میں کتنا فاصلہ ہے، صدق و یقین سے دعا کرو، اتنا یقین ہے حسینیت پر اب جو عَلَم پکڑ کر مانگا یہ ساری مجلسیں صدق و یقین پر چل رہی ہیں علیؑ نے رسولؐ سے پوچھا میں کیسے مانگوں کہا صدق و یقین کے ساتھ، علیؑ نے ساتواں درہم دیا ساتواں سوال کیا یا رسولؐ اللہ میں اپنے رب سے کیا مانگوں؟ رسولؐ اللہ نے فرمایا یا علیؑ عافیت مانگو دولت نہیں مانگو، پیسے نہیں مانگو، صدارت نہیں مانگو یہ سب ہم دیتے ہیں پیدا کیا ہے روٹی ہم دیں گے، رزق ہم دیں گے، گھر ہم دیں گے، زمین ہم دیں گے، کپڑا ہم دیں گے مانگوں کیا اب آپ غور نہ کریں جس چیز کی آپ کے پاس کمی ہے عافیت کے معنی معلوم ہیں آپ کو سکون، راحت، کیسے شہر میں بیٹھے ہیں بڑے بڑے مکان ہیں، دولت ہے، کھانا ہے، نوکریاں ہیں، کاریں ہیں، جائیداد ہے کیا ہے کیا نہیں ہے آپ کے پاس عافیت نہیں ہے، آرام نہیں ہے، سکون نہیں ہے تو کہتے ہیں یا علیؑ عافیت مانگو اگر سب مانگ رہے ہوتے عافیت تو یہ بلا کیوں آتی پتہ چلا سب کچھ مانگتے رہے شعورِ دعا نہ آیا آیت اس لیے اتری تھی تا کہ یہ بھی بتایا جائے کہ مانگنا کیا ہے، ہر وقت اپنے رب سے سکون و امن مانگو خون ریزی نہ ہو، مسلمان مسلمان کو پریشان نہ کرے، ایک دوسرے کو اذیت نہ پہنچائے عافیت طلب کرو وہی ہے عافیت دینے والا۔ علیؑ نے آٹھواں سوال کیا درہم دیا آئے یا رسولؐ اللہ میں اپنے نفس کی نجات کے لیے کیا تدبیر کروں؟ علیؑ اور پوچھیں میں اپنے نفس کی نجات کے لیے کیا تدبیر کروں، رسولؐ اللہ نے کہا یا علیؑ حلال کھاؤ اور سچ بولو، نفس

کی نجات، علیؑ کہیں میں اپنے نفس کی نجات کے لیے کیا کروں رسولؐ کہے حلال کھاؤ سچ بولوں اگر آپ نے اس چیز پر غور نہیں کیا تو میری ساری محنت بیکار ہوگئی، نفس کی نجات کب ہے جب انسان حلال کھائے اور سچ بولے اور اگر پوری امت کبھی صدیوں میں نہ سچ بولی ہو، نہ حلال کھایا ہو تو کیا ہوگا، آپ نے غور نہیں کیا قرآن کہہ رہا ہے جس نے یتیم کا مال کھایا اس نے حرام کھایا، جس نے یتیم کا مال یہ کہہ کر لیا کہ یہ حق ہمارا ہے اس نے جھوٹ بولا زہراؑ یتیم تھیں، فدک مانگ رہی تھیں یہ فدک میرا ہے، میرے باپ کا ہے حکومت نے کہا فوج کہاں سے کھائے گی، اُمت کہاں سے کھائے گی ارے زہراؑ کا حق یتیم کا مال لے لیا قرآن کہتا ہے کہ جو یتیم کا مال کھائے وہ سب حرام ہے

كَلَّا بَل لَّا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ(١٧) وَلَا تَحَاضُّونَ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ(١٨) وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَّمًّا(١٩) وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا(٢٠) كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا(٢١) وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا(٢٢) وَجِيءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ وَأَنَّىٰ لَهُ الذِّكْرَىٰ(٢٣) يَقُولُ يَا لَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي(٢٤) فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ (سورۂ فجر آیات ۱۷ تا ۲۵)

''حقیقت تو یہ ہے کہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے (۱۷) اور مسکین کو کھلانے کی ترغیب نہیں دیتے (۱۸) اور تم میراث کا سارا مال سمیٹ کر کھا جاتے ہو (۱۹) اور تم مال و دولت کی محبت میں بُری طرح گرفتار ہو (۲۰) یاد رکھو کہ جب زمین کوٹ کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دی جائے گی (۲۱) اور تیرا پروردگار اور فرشتے صف بہ صف آئیں گے (۲۲) اور جس دن جہنم کو لا کر حاضر کیا جائے گا، اُس دن انسان اپنی کرتوتیں یاد کرے گا مگر اب یہ یاد کس کام کی (۲۳) وہ کہے گا ہائے افسوس

مجھ پر، کاش میں نے اپنی حقیقی زندگی کے لئے کچھ آگے بھیجا ہوتا (۲۴) اُس دن وہ ایسا عذاب دے گا جو کسی نے نہ دیا ہوگا۔ (۲۵)

حکومتِ وقت نے فدک جو رسولؐ اللہ کی میراث میں تھا یہ کہہ کر لیا کہ رسولؐ نہ کسی کا وارث ہوتا ہے نہ کسی کو وارث بناتا ہے جو چھوڑ جائے صدقہ ہے، صدقہ سمجھ کر لیا جھوٹ بول کر صدقہ لیا وہ بھی ہو گیا حرام، وہی حکومت بڑھتے بڑھتے پچاس ملکوں میں پھیل گئی، وہی صدقہ چل رہا ہے، وہی جھوٹ چل رہا ہے، نفس کو نجات کیسے ملے اور یہ سارے سوال اور ان کے جوابات اور اس کا نتیجہ سامنے ہے، نواں سوال یا رسولؐ اللہ سُرور کیا؟ جب یہ آٹھوں سوالوں کے جوابات پر عمل ہو جائے تبھی تو سرور آتا ہے نہیں غور کیا کہاں سے بات شروع ہوئی توحید سے نبوت، امامت، ولایت عقاید ہوتے ہوتے یہاں تک بات آئی اب سُرور کیا، نواں درہم دیا نواں سوال علیؑ کرتے ہیں یا رسولؐ اللہ سُرور کیا؟ کہا جنّت یا علیؑ سُرور جنت، علیؑ نے کہا میں نے دسواں درہم دیا اور میں نے دسواں سوال کیا، میں نے پوچھا یا رسولؐ اللہ راحت کیا؟ وہ سُرور یہ راحت، یا رسولؐ اللہ راحت کیا رسولؐ اللہ نے فرمایا مرضئ رب سُرور، جنّت سُرور معرفتِ اہلِ بیتؑ تب ہے جنّت مرضئ رب راحت راحت اس کو ملی جو مرضئ رب پر چلا بھئی یہ ہے پوری داستانِ آلِ محمدؐ کہ جب بھی پوچھا گیا کیا چاہیے لِقائے رب اس لیے کہ اس میں راحت ہے دنیا سمجھی کہ انہیں اذیت پہنچی انہوں نے راحت مانگی، امام سے پوچھا گیا علیؑ کو معلوم تھا انیس رمضان کی صبح محراب میں قاتل چھپا ہوا ہے، کہا ہاں معلوم تھا، کہا پھر کیوں گئے تھے، کہا ملک آیا تھا رات کو اس نے کہا تھا یا علیؑ دنیا کی حکومت بھی تمہیں مل سکتی ہے اور قیامت تک کی زندگی بھی لیکن ایک طرف قیامت تک کی زندگی ہے اور حکومت ہے لیکن دوسری طرف مرضئ رب کیا لو گے، کہا مرضئ رب،

لوگ کہتے ہیں یہ سلطنت، ملک، آلِ محمد کو کیوں نہیں ملا مرضیٔ رب کی حکومت بڑی ہے یا یہ چھوٹے موٹے ملک کی، حسینؑ کو معلوم تھا کربلا میں شہید ہو جائیں گے تو کیوں گئے کربلا، اس لیے گئے کہ ملکِ مقرب نے پوچھا تھا کربلا کا واقعہ ہے ایک طرف اور ایک طرف مرضیٔ رب، حسینؑ تمہیں حکومت چاہیے یا مرضیٔ رب، شبِ عاشور پوچھا گیا کیا تمہیں فتح چاہیے یا مرضیٔ رب کہا فتح نہیں چاہیے مرضیٔ رب کہا اگر فتح چاہیے تو شام تک لڑتے ہوئے نکل جاؤ تمہارا علمدار تمام قلعوں کو فتح کرلے گا پورے عرب پہ تمہاری حکومت ہو جائے گی ملائکہ تمہاری مدد کریں گے لیکن ایک طرف ہے مرضیٔ رب یہ بھی مرضیٔ رب ہے وہ بھی مرضیٔ رب ہے، یہ پوچھا جا رہا ہے کہ یہ بھی اللہ دے سکتا ہے یہ بھی مرضیٔ رب ہے غور نہیں کر رہے ہیں آپ اب کل کی تقریر میں یہ سنائیں گے کہ دو طرح کی مرضیٔ رب کیسے تھی ایک جملے میں سمجھا دوں یہ بھی مرضیٔ رب وہ بھی مرضیٔ رب، ابراہیمؑ بیٹے کو فدا کر دو، گلا کاٹ دو مرضیٔ رب بیٹے کے گلے پہ چھری رکھی دُنبہ آ گیا یہ بھی مرضیٔ رب وہ بھی مرضیٔ رب اب اس سے زیادہ آسان میں کیسے سمجھا سکتا تھا محبت کس میں تھی اس میں بندے کی محبت اللہ دیکھ رہا تھا جواب میں اللہ نے بندے سے اپنی محبت بتائی، حسینؑ کو یہ معلوم ہے کہ یہ ساری سلطنت اللہ عطا کر رہا ہے یہ اس کی محبت مجھ سے ہے گلا میں کٹاؤں یہ میری محبت اس سے ہے، خوب سنی آپ نے تقریر، شبِ جمعہ آپ نے عبادت میں ادا کیا آخری جملے تقریر کے ابھی ہم سفر کا حال سنا رہے ہیں تو حمص اور بعلبک تک قافلہ پہنچا اس کے آگے کی منزل صومعہ راہب آدھی رات تھی قافلہ جو پہنچا تو وہاں ایک راہب کا دَیر تھا تو پتہ چلا کہ صومعۂ راہب کے لوگ حملہ کر کے سر چھین لیں گے گھبرایا سردار اور اس نے دَیر کے قبیلے کا دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ ہمیں خطرہ ہے جان کا قلعے میں ہمیں لے لو

جب اُترا اوپر سے تو یہ کہتا ہوا اترا کہ یہ سر کیسے ہیں یہ اسیر کیسے تو اس نے کہا کہ تمہیں پتہ ہے کئی دن سے میں آسمان کو سرخ دیکھ رہا تھا اور یاد رکھو ہماری انجیل میں یہی لکھا ہے کہ آسمان سے خون جب ہی برستا ہے جب اولادِ انبیاء کو قتل کیا جاتا ہے، تم انبیاء کی اولاد کے قاتل معلوم ہوتے ہو کئی دن سے میں آسمان پہ سرخی دیکھ رہا ہوں ہم تمہیں یہاں ٹھہرنے کی اجازت دیں گے ہاں ہم تمہیں دس درہم دیتے ہیں یہ سر ہمیں ایک رات کے لیے دو، وہ کہتا ہے جب سر وہ لایا راہب تو آسمان سے کچھ سواریاں اتریں اور کسی ندا دینے والے نے کہا کہ راہب تیرے گھر حواؑ آئیں ہیں، سارہؑ مادرِ اسحاقؑ اور مادرِ اسماعیلؑ ہاجرہؑ آئیں ہیں اور یہ مریمؑ آئیں ہیں تجھے پتہ ہے تیرے گھر نبیؐ کے نواسے کا سر آیا ہے پوری رات اس نے تمام عزیزوں رشتہ داروں کو جمع کر کے کہا کہ اس کا ماتم کرو، اولادِ انبیاء کی شہادت پہ ماتم کرنا، گریہ کرنا ثواب ہے، رات بھر عیسائیوں نے ماتم کیا صبح قافلہ جب چلا تو سر کو لے کر چلے آگے بڑھے اور جو رقم راہب نے دی تھی سوچا کہ اس کو آپس میں تقسیم کریں اب جو کھولا تو دیکھا وہ ٹھیکری بن گئے، تھے قافلہ آگے بڑھ گیا عسقلان پہنچا آج میں ساری منزلیں ختم کر رہا ہوں کل شام میں داخلہ پڑھوں گا مصائب میں، اس کے بعد دربار کا حال اور قید خانہ بی بی کی شہادت، قید خانے میں، اسیروں کی قید سے رہائی اور چہلم کے دن کربلا میں داخلہ اور مصائب کی تکمیل۔ عسقلان میں جو وہاں کا سردار تھا اس کا نام تھا یعقوبِ عسقلانی اس کو خط لکھا گیا تھا کہ خارجی کا سر آرہا ہے پورے شہر کو سجا دو، یعقوبِ عسقلانی نے پورے شہر کو سجایا اور ڈھول بجوائے لوگ رقص کر رہے تھے اور اس مجمع میں اسیروں کو لے کہ پورا شہر عید منا رہا تھا، مزیر نامی راوی کہتا ہے کہ جب میں باہر نکلا تو میں نے کہا کہ یہ مسلمانوں کی کونسی عید ہے اس عید کا تو میں نے تذکرہ نہیں

سنا جو آج یہ منا رہے ہیں، رنگین کپڑے پہنے ہیں تو ایک غلام سے جا کر کہا کہ بھائی آج اس شہر میں عسقلان میں کون سی عید ہے اس نے کہا آج کوئی عید نہیں ہے یہ جو سر تم دیکھ رہے ہو یہ فاطمہؑ کے بیٹے کا سر ہے، یہ نبیؐ کے نواسے کا سر ہے، رِقّت آپ کریں گے ایک بار سارے جملے سن لیجئے ایک بار، مزید کہتے ہیں کہ میں نے کہا اور یہ جو قیدی ہیں کہا یہ اس مظلوم حسینؑ کا غریب زہراؑ کا بیٹا ہے سیّدِ سجادؑ اب میں چیخ مار کر رونے لگا، مزید کہتا ہے کہ میں رونے لگا اور میں ان کے قریب پہنچا میں نے کہا اگر آپ کچھ مجھ سے کہنا چاہتے ہیں تو مجھ سے کہیے میں غلام ہوں کہا اس عید میں جہاں لوگ خوشیاں منا رہیں ہیں تُو ایک میرا ہمدرد نکلا، کہا ہمیں معلوم ہو گیا کہ آپ کون ہیں، کہا کیا چاہتا ہے کہا میں آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں کہا ایک کام کر اگر تیرے پاس کچھ رقم ہو تو یہ جو نیزے پہ سر ہے حسینؑ کا جو آدمی نیزہ لیے ہوئے ہے اس کو رقم دے کر یہ کہہ دے کہ سر لے کر آگے بڑھ جائے یہاں سے تا کہ یہ آدمی آگے جائیں لوگ سر کو دیکھنے لگیں جو تلاوت کر رہا ہے، میری پھوپھیوں کے سر کو نہ دیکھیں، میری بہنوں کے کُھلے سر پہ نظریں نہ پڑیں اِدھر لوگ تماشہ نہ دیکھیں، وہ کہتا ہے کہ میرے پاس پچاس درہم تھے میں نے اس نیزے والے کو دیئے کہا آگے بڑھ جاؤ وہ آگے بڑھ گیا مجمع اِدھر چلا گیا جہاں سر تھے اب بیبیاں یہاں تھیں سیدِ سجادؑ نے کہا پھوپھی اماں، پھوپھی اماں یہ ہمارا ہمدرد ہے، کہا اس سے کہو کہ کچھ چادریں لا دے اگر یہ ہمدرد ہے تو اس سے کہو کہ کچھ چادریں لا دے تا کہ ہم اس سے سر ڈھک لیں مزید کہتا ہے کہ میں نے کچھ چادروں کا انتظام کیا اور لا کر بیبیوں کو چادریں دیں بیبیاں جب اس چادر میں سر کو چھپانے کی کوشش کر رہی تھی جب اشقیاء نے چادروں کو دیکھا تو نیزوں کی اَنی سے ان چادروں کو ہٹا لیا گیا، عسقلان سے یہ قافلہ آگے بڑھ گیا

اور یہ ہے آخری منزل سفر کی اور اس جگہ کا نام ہی دَیرِ راہب تھا جتنی منزلیں قافلے
کی آئیں ہیں شام سے پہلے جو آخری منزل ہے اس کا نام ہی دَیرِ راہب یعنی اس
شہر کا نام ہی یہی تھا بہت بڑا دَیر تھا راہب کا، آج یہ تقریر یہاں پر ختم ہوئی
منزلیں تمام ہوئیں کل شام میں داخلہ، ترتیب سے ہم مصائب میں چل رہے ہیں
دَیرِ راہب میں قافلہ پہنچا اس سے پہلے کہ میں آپ کو بتاؤں کہ دیرِ راہب میں
کون سا راہب ہے آپ کو میں دس ہجری کا واقعہ سناؤں، جب حسینؑ سات برس
کے تھے مباہلے کا واقعہ ختم ہوا جتنے راہب آئے تھے جمع ہوئے تھے، مباہلے میں
عیسائی سب رسولؐ سے رخصت ہو کر گئے تھے اس میں ایک نوجوان راہب تھا
اس کی عمر تھی بیس برس بالکل جوان راہب تھا بڑا عبادت گزار وہ جب آگے
بڑھنے لگا تو اس نے رسولؐ اللہ کے قریب آکر کہا یا رسولؐ اللہ میرے لیے دعا
کیجئے کہ اللہ مجھے بیٹا عطا کرے، حسینؑ رسولؐ اللہ کی گود میں بیٹھے ہوئے تھے
رسولؐ اللہ نے کہا اے راہب میں تیری پیشانی کو دیکھ کر تیرے مقدر کا حال بتاتا
ہوں تیرے نصیب میں کوئی بیٹا نہیں ہے جیسے ہی رسولؐ اللہ نے یہ کہا حسینؑ اُٹھ
کر کھڑے ہو گئے کہا نانا میں نے اس راہب کو بیٹا دیا، رسولؐ اللہ نے کہا اے
حسینؑ اس کے نصیب میں کوئی بیٹا نہیں یہ لاولد رہے گا، کہا نانا میں نے ایک اور
بیٹا دیا اب رسولؐ کہتے چلے حسینؑ اس کے نصیب میں بیٹا نہیں حسینؑ کہتے چلے
ایک اور بیٹا دیا سات بار نبیؐ نے کہا اس کی تقدیر میں بیٹا نہیں سات بار حسینؑ نے
کہا میں نے ایک اور بیٹا دیا سات بیٹے راہب کو دیئے، اس کا چہرہ کھلتا جاتا تھا
اس کو یقین تھا کہ مباہلے میں جس بچے نے توحید کی گواہی دی تھی اس کی زبان
لسانِ صدقاً ہے سچی زبان جو حسینؑ کی زبان نے کہا ہو گا وہی، اسے اتنا یقین
تھا کہ حسینؑ مجھے یقین ہے کہ تم نے جو کہا ہے ہو گا وہی تمہارا احسان میں بھول نہیں

سکتا اگر کبھی آنا ہو دمشق تو میرے دَیر میں مہمان ہونا، حسینؑ نے بڑے پیار سے کہا کہ ہم ادھر سے گزریں گے تو تیرے ہاں ضرور آئیں گے حسینؑ کا وعدہ تھا سچا وعدہ تھا لو بس رات آ گئی وہ اپنے زینے سے اترا اس نے دیکھا کچھ بیبیاں سمٹی ہوئی بیٹھی ہیں بالوں کو بکھرائے ہوئے، بالوں سے پردہ کیے ہوئے کچھ سر نیزوں پر ہیں لیکن ایک سر بہت روشن تھا کہا لشکر والوں سے کہ یہ سر ہمیں دے دو درہم و دینار لے لو ہم اس سر سے کچھ باتیں کرنا چاہتے ہیں، اشقیاء نے اس کو سر دے دیا وہ سر لایا گلاب و مشک سے اس کو دھویا دو زانو بیٹھ گیا بے اختیار کہا اے سر میں یہ تو سمجھ گیا تو کسی برگزیدہ کا سر ہے لیکن تجھے اپنے حق کی قسم یہ بتا کہ تو کس کا سر ہے تو اپنا خود تعارف کروا ایک بار ہونٹ ہلے اور آواز آئی میں رسولؐ کا بیٹا محمدؐ کا بیٹا حسینؑ ہوں میں فاطمہ زہراؑ کا چھوٹا بیٹا حسینؑ ہوں میں علیؑ کا بیٹا حسینؑ ہوں، اے راہب تجھے یاد ہے جب نانا کے پاس آیا تھا محمدؐ کی گود میں ایک بچہ تھا کہا ہاں یاد ہے اس نے مجھے سات بیٹے دیئے تھے کہا میں وہی حسینؑ ہوں، اس نے کہا اے حسینؑ خوب آئے ہو وعدہ تو نبھا دیا لیکن اے حسینؑ تم آئے ہو میں کیا مہمان داری کروں، ماتمِ حسین ماتمِ حسین۔

پانچویں مجلس

حُروفِ مقطّعات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ پر

عشرۂ چہلم کی پانچویں تقریر آپ حضرات سماعت فرمار ہے ہیں موضوع ہے ''معصومین کا علمِ لسانیات'' گزشتہ تقریروں میں اُن آیات کو بھی پیش کیا گیا کہ جس میں لسانی گفتگو ہے اور خصوصاً سورۂ مریم کی پچاسویں آیت کہ جس میں اللہ صاف صاف یہ اعلان کرتا ہے کہ ہم نے دنیا میں جتنی بھی زبانیں بنائیں ان تمام زبانوں میں اگر کوئی زبان سچی زبان ہے تو وہ علیؑ کی زبان ہے اور یہ تمام آیتیں جو علیؑ کی فضیلت میں ہیں ان میں صفات کا ذکر ہے اس آیت میں صفت بھی بیان ہوئی ہے اور علیؑ کا نام بھی آیا ہے، یہ کوئی ایک مقام نہیں قرآن میں کہ جہاں علیؑ کا نام آیا ہے سینکڑوں جگہ آیتیں ایسی ہیں جن میں علیؑ کا نام آیا ہے کلیئر (Clear) صاف صاف علیُ العظیم، علیُ الکبیر جیسا کہ کل کہا تو یہاں بھی ارشاد ہوا، لِسَانَ صِدۡقٍ عَلِیًّا وہ علیؑ کہ جس کی زبان سچی زبان ہے، یہاں پر ظاہر ہے کہ لسانی گفتگو ہے واضح کر دوں کہ عبارت عربی کی پڑھی جاتی ہے اور اس آیت پر بھی تفصیلی گفتگو تمام مفسّرین نے کی ہے شیعہ ہو یا سُنّی اور یہی ثابت ہوا ہے صرف ونحو سے چونکہ آیت کے آغاز میں انہوں نے کہا ہے وَجَعَلۡنَا لَهُمۡ لِسَانَ صِدۡقٍ عَلِیًّا ج، ع، ل تو جعل کا لفظ جب آجائے تو آخری لفظ جو آئے

گا وہ صفت نہیں ہوگا بلکہ اسمِ معرفہ ہوگا اب ظاہر ہے کہ عربی گرامر تو مجھ کو نہیں پڑھانی ہے اور اس کی خشکی میں جا کر آپ کے دماغوں کو خشک نہیں بنانا اس سلسلے میں یہاں عرض ہے کہ قرآن کا کوئی بھی لفظ، جب ترجمہ کا قرآن ہوتا ہے، لفظ کے نیچے اس کا ترجمہ لکھا جاتا ہے تمام شیعہ سنّی قرآنوں میں مثلاً اس آیت کا ترجمہ جو ہوگا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا تو ہر لفظ کے نیچے اس کا ترجمہ لکھا جائے گا ہم نے قرار دیا، ہم نے بنایا، ہم نے عطا کیا ایک زبان صدق لِسَانَ کے نیچے لکھیں گے زبان، صِدْقٍ کے نیچے لکھیں گے سچی تو عَلِيًّا کے نیچے کیا لکھیں گے عَلِيًّا کے نیچے ترجمہ میں کیا لکھیں گے عربی میں عَلِيًّا کے کیا معنی ہیں ظاہر ہے کہ اگر معنی لیں گے اعلی سچی زبان تو جب سچی کہہ دیا تو اعلیٰ کہنے کی کیا ضرورت تھی اور اعلیٰ بلندی کا ذکر جب ہوگا قد کے لیے ہوگا بلند قد، اعلیٰ قد، سر بلند ہر چیز کے لیے اردو میں عربی میں فارسی میں الفاظ ہوتے ہیں نامناسب الفاظ جب استعمال کیے جائیں تو غلطی کہلاتی ہے تو قد تو اعلیٰ ہوسکتا ہے، بلند ہوسکتا ہے زبان کیسے بلند ہوگی تو صاف اللہ کہہ رہا ہے عَلِيًّا وہ علیؑ ہے وہ علیہ نہیں ہے وہ عَلِيًّا کلیئر لفظ کہیں پر علیؑ کا نام آیا تو اس کو عَلِيًّا کر دیا عَلِيًّا نہیں کر سکتے یہاں پر تلفظ بھی نہیں بدلا جا سکتا کیوں اس لیے توجہ ہے نا آپ کی اس لیے کہ مثلاً سورۂ رحمان پڑھ رہے ہیں تو ہر آیت نون پر ختم ہوتی ہے، سورۂ رحمان میں ہر آیت کا آخری حرف نون ہے اَلرَّحْمٰنُ ○ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ○ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○ یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ کہاں ختم ہو رہی ہے آیت نون پر تو اب نون سے پہلے لازمی الف آئے گا غور کریں بھئی لسانیات کی گفتگو ہے آج پانچویں تقریر ہوگئی مزاج تو سمجھ گئے نہ آپ لوگ بات چیت کوئی نئی تو نہیں ہے نا سمجھ رہے ہیں نا آپ بھی منہ سے بولیں گے تو

سمجھیں گے ناہاں تو پھر بولیئے نا بھائی گفتگو تو شروع ہوگئی، نون سے پہلے کیا آئے گا الف رحمان، انسان، پتہ چلا قافیے چل رہے ہیں اب نون اور بھی لفظوں میں آتا ہے مثلاً امین میں بھی ہے، رحمان، انسان، امین آگیا حسینؑ آگیا تو یہ تو اللہ بے ترتیبی پسند نہیں کرتا جس پیغمبر پر اتار رہا ہے قرآن کو یہی دعویٰ کر کے دے رہا ہے کہ ایسی ایک آیت بنالاؤ اگر ایسی کوئی خامی ہو جاتی ہے تو عرب کہتے یہ ہے قرآن بھئی ان کی فصاحت اور بلاغت کو باطل کرنے آیا ہے اور وہ بڑے پڑھے لکھے، عالم، فاضل، ماہر لسانیات کے ہیں قرآن ان کی لسانیات کو باطل کرنے آیا ہے، عرب کا شاہکار ہے، قرآن ایسا نہ ہوتا تو معجزہ کیوں بنتا تو اب یہ اَلرَّحْمٰنُ، الْاِنْسَانَ، تُكَذِّبٰنِ، وَالْمَرْجَانُ، الف کی شرط ہے نون سے پہلے سمجھ گئے نا اسی کو شاعری میں کہتے ہیں۔ قافیے کے آخری حرف سے پہلے حرفِ روی ہوتا ہے اگر حرف روی غائب ہو جائے تو اُس کو ایطائے جلی یا ایطائے خفی کہتے ہیں یا شائگان کہتے ہیں کوئی مَیں ثقیل گفتگو تو نہیں کر رہا نا اگر آپ کو ثقیل لگ رہی ہے تو میں بدل دوں کل کی جیسی تقریر کروں یعنی شروع سے ہی حضرت علیؑ کے فضائل شروع کر دوں کیا چاہتے ہیں بولیں، بحث جاری رہے یا بدل دوں موضوع میرے لیے کوئی مشکل نہیں ہے ابھی بدل دیتا ہوں موضوع، تو شاعر آپس میں ایک دوسرے کی خامی نکال کر کہتے ہیں کہ یہ غلطی ہوئی، لسانی غلطی ہوئی تو جہاں عام انسان اپنے کلام میں لسانی غلطی پسند نہیں کرتا اللہ کیسے پسند کر سکتا ہے سمجھ گئے نا آپ سورۂ مریم کی ہر آیت جو ختم ہو رہی ہے الف پر میں نے سورۂ رحمان کی مثال دے دی انسان، رحمان، تکذّبان مرجان سمجھ گئے نا آپ اب سورۂ مریم میں ہر آیت ختم ہو رہی ہے الف پر لیکن الف سے پہلے شرط ہے ي کی اور ي سے پہلے شرط ہے کہ جو حرف ہوگا اس سے پہلے زیر ہوگا اور ''ي'' پر

تشدید ہوگی اب جا کے گھر میں سورۂ مریم پڑھ لیجیے گا اور دیکھیے گا آیتیں کہاں پر ختم ہو رہی ہیں کیسے ختم ہو رہی ہیں نَجِیًّا، نَبِیًّا، عَلِیًّا، عَلِیّہ نہیں یعنی پھر نبیہ ہو جائے گا نجیہ ہو جائے گا تو کیا قافیے بدلیں گے قرآن کے آپ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِیًّا اب اس کو آپ کیسے پتہ لگائیں گے کہ صحیح قافیے کیا ہیں تو الف ہٹا کر سارے قافیے لکھ لیجیے گا گھر جا کر دیکھئے گا سب ایک طرح کے نبی، نجی علی، ولی ہے نا اب اس میں الف لگا دیجیے بن جائے گا ولیاء علیا نبیاء، نجیاء تو یہ ہیں وہ لسانی مسائل جن کی وجہ سے قرآن پر معصومین نے کام کیا کہ غلطی نہ ہو پڑھنے اور سمجھنے میں، یہ چودہ معصومین نے جو قرآن پر گفتگو کی تو ایک ایک حرف کو سمجھانے کی کوشش کی اور یہ کسی صاحب کو بڑا اعتراض تھا کہ صاحب یہ کیا ہے انہیں بڑی حیرانی تھی کہ علیؑ کا نام قرآن میں ہے تو کیا ابھی تک ایسے بھی شیعہ ہیں جنہیں یہ نہیں معلوم کے علیؑ کا نام قرآن میں موجود ہے ایک جگہ نہیں پچاسوں جگہ یہ کیا ابھی باتیں معلوم ہو رہی ہیں، اس ۱۹۹۵ء کے محرم میں یہ تو افسوس ناک باتیں ہیں اگر ایسا ہو، اب رہ گیا یہ کہ صاحب تو حوالہ، تو یہ جو ڈیڑھ گھنٹے کی تقریر ہوتی ہے اس کے ایک ایک لفظ کا حوالہ آپ کہاں تک مانگیں گے بھائی یہ تو پچاس ساٹھ ہزار کتابوں کا خلاصہ ہوتا ہے، مجلس میں ایک لفظ کہیں کا، ایک حرف کہیں کا مطالعہ ہے برسوں کا اب میں حوالے دینے بیٹھ جاؤں تو پھر حوالے پہ ہی تقریر ہو جائے تو یاد رکھیے حوالہ وہاں مانگا جاتا ہے کہ جہاں شک و شبہ ہو قرآن میں علیؑ کا نام ہے، بس ہے کوئی میں تھوڑی کہہ رہا ہوں چودہ معصوم مع علیؑ کے یہ کہہ رہے ہیں کہ قرآن میں علیؑ کا نام ہے تو اب کیا پوچھنا کہ کہاں ہے، میں نے کہہ دیا، منبر سے کہہ دیا ایک تو فرشِ عزا پاک، یہ فرشِ عزا جہاں بچھا ہے وہ مسجد، امام بارگاہ پاک پھر اس میں یہ تخت لگے ہیں یہ پاک پھر اس پہ رکھا ہے منبر

یہ پاک پھر اس کا آخری زینہ پھر سر پہ لگا علَم اور ایک جاہل ذاکر جو اس علَم کے سائے میں بیٹھے، پہنچے اور ذکرِ علیؑ کرے تو اس کی زبان سے کیسے جھوٹ نکلے گا، سچے مقام پر، صدق کے مقام پر سچی آیت پڑھے، سچی کتاب سے کسی سچے مفسر کے ترجمے سے تو یقین کر لیجئے کہ جو پڑھا جا رہا ہے سچ یہاں جھوٹ کا شائبہ کیا انہوں نے کہا نہیں کوئی جواب کیوں، حوالہ کیوں مانگتے ہیں حوالہ اس لیے ذکرِ آلِ محمدؐ میں نہیں مانگنا چاہیے کہ علماء کا حکم یہ ہے کہ عقائد میں ذکرِ عقائد میں سند کی ضرورت نہیں ہوتی فضائلِ آلِ محمدؐ میں سند کی حوالے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی ہے مثلاً کوئی پوچھے حدیث کساء کہاں لکھی ہے بھئی جو چیز چودہ صدیوں سے لاکھوں انسان پڑھ رہے ہیں، اثر اس کا ہو رہا ہے، اس کی شروعات ہو رہی ہے کہ فاطمہؑ فرماتی ہیں تو آپ ہم سے پوچھیں گے کہ یہ کہاں سے آئی اب پوچھیں گے تو لوگ کہیں گے کہ جاہلِ مطلق ہیں، کمبخت انتہائی منحوس و مردود آدمی ہے اس کو ابھی تک یہ نہیں معلوم کے حدیثِ کساء کہاں سے آئی آج پوچھ رہا ہے چودہ صدیوں سے، کروڑوں انسان پڑھ چکے یہ آج پوچھ رہا ہے کہ کہاں سے آئی تو علماء کہیں گے کہ کوئی سند کی ضرورت نہیں ہے سند کی فروعِ دین میں ضرورت پڑتی ہے، ایران کے آیت اللہ، بڑے بڑے علماء سے میں نے جا کے قم میں، مشہد میں پوچھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ حدیثِ کساء کہاں سے آئی، یہ جنابِ سیدہؑ کی کہانی کہاں سے آئی کتاب میں لکھی ہے انہوں نے کہا اس کی سند اور حوالوں کی ضرورت نہیں ہے یہ عقائد کی چیزیں ہیں سند ہمیشہ فروع میں مانگی جاتی ہے، پانچ وقت کی نماز پڑھنی ہے تو کیسے، کس کتاب میں لکھی ہے، کس نے کہا، کس عالم نے، کس معصوم سے بیان کیا، روزہ کس وقت کھولیں، زکوٰۃ کتنی دیں، خمس کتنا دیں، حج کیسے کریں اس کی سند کی ضرورت ہے اب ڈھونڈیں کہاں لکھا ہے، کس

کتاب میں ہے وضو کیسے کریں، طریقۂ وضو کیا ہے فروعِ دین میں سند مانگی جاتی ہے اصولِ دین میں سند نہیں مانگی جاتی کہ اللہ ایک ہے کس کتاب میں لکھا ہے، اللہ عادل ہے کس کتاب میں لکھا ہے، ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی گزرے کہاں لکھا ہے، امام بارہ گزرے کہاں لکھا ہے، قیامت کب آئے گی کہاں لکھا ہے یہ سب کہاں لکھا ہے نہیں یہ اس دن طے ہو گیا جب تم دائرۂ ایمان میں آ گئے تو اب جڑ کے بارے میں نہیں پوچھنا کہ یہ جڑ کہاں سے چل رہی ہے درخت کیسے جڑ پہ ٹکا ہے جڑ ہے بس جڑ ہے درخت کے نیچے جڑ ہے تم کھود کے دیکھو گے درخت کو، جاہل ہو، درخت کی شاخیں دیکھی جاتی ہیں، پھل دیکھا جاتا ہے، ثمر دیکھیں جاتے ہیں جڑ نہیں کھود کر دیکھی جاتی، جڑ کھودو گے تو درخت گر جائے گا اسی لیے پھل بنائے گئے ہیں کہ اگر نہیں معلوم کہ یہ درخت کس چیز کا ہے تو پھل دیکھ کر پتہ لگاؤ کہ درخت کس چیز کا ہے تو اب اصولِ دین میں سند نہیں مانگی جاتی تو کوئی کہے کہاں لکھا ہے اچھا اب بہت ہی آپ سائل بنیں ہیں فقیر بنیں ہیں تو بتائے دیتے ہیں ایک پوری کتاب ہے کتاب کا نام ہے (نامِ علیؑ قرآن میں بہ نسِ جلی) پوری ایک کتاب ہے کہ قرآن میں علیؑ کا نام کہاں کہاں آیا اور شیعہ سنی علماء نے اس کو کس طرح ثابت کیا۔ ایک کتاب موجود ہے پڑھ لیجیے، بات ختم ہوئی آگے بڑھوں، وہ کل میں نے تفصیل دی تھی اسی آیت کی پتہ چلا جب وہ آخری جملہ کہہ رہا تھا وہ صاحب جب آئے اب اس کے لیے کیا کریں اب پتہ نہیں کہ آج وہ آئے کہ نہیں آئے کہ ابھی پتہ لگے کہ صاحب جب آپ کہہ چکے علیا و علیا تو وہ آئے کتاب کا نام آپ کو بتا دیا گواہ ہیں نا آپ لوگ اور اگر وہ کتاب نہ ملے (قرآن میں نامِ علی بہ نسِ جلی) کتاب نہ ملے تو مولانا ظفر حسن صاحب نے پانچ جلدوں میں قرآن کی تفسیر لکھی ہے سورۂ مریم کی پچاسویں آیت کا ترجمہ

انہوں نے یہ کیا ہے صاف صاف کلیئر کہ اللہ نے ایک سچی زبان یعنی علیؑ کو پیدا کیا اور کسی کتاب کی ضرورت نہیں تو مولانا امداد کاظمی کا قرآن قرآنِ مبین لاہور سے چھپا ہے قرآن کی پوری تفسیر سورہ مریم کی پچاسویں آیت کے حاشیے پر مع گرامر مع تاریخی حوالے مع محدثین کے حوالے کے حاشیے پر ثابت کیا ہے کہ ہاں اس آیت میں علیؑ کا نام ہی ہے اور کچھ نہیں ہے اور بھی کتابوں کی ضرورت ہے، پچاس کتابوں کے حوالے دے سکتا ہوں لیکن وہ آپ کو ملیں گی کہاں، کہاں سے پڑھیں گے آپ، تو بھی یہ کافی ہے میں تو ان حوالوں کو بھی ضروری نہیں سمجھتا اس لیے کہ جب معصوم یہ کہہ دے اور ہم آپ سے یہ کہہ دیں کہ معصوم نے کہا تو اب آپ کو کسی حوالے کی ضرورت نہیں، کسی سند کی ضرورت نہیں اب وہ جو روایتوں میں مصائب کی روایت پڑھی یہ پڑھی وہ پڑھی کیا پڑھا یہ بحث ایک الگ ہے، یہ گفتگو ایک الگ ہے منقولات کی یہ دوسرا حصہ ہے کہ صاحب غلط روایت پڑھ دی وہ گفتگو الگ و مبحث الگ اس موضوع پہ تو میں بہت تقریریں کر چکا ہوں اس وقت اس پہ تقریر نہیں کرنی، الگ بحث ہے کسی ذاکر نے ضعیف روایت پڑھ دیا اس کا تعلق اس سے نہیں ہے جہاں معصومین کے فضائل بیان کیے جا رہے ہوں اس کا اس سے موازانہ نہ کیجئے پڑھ دیتا ہے تو پڑھتا ہوگا ہم اس کے ذمہ دار نہیں، ہم نے آپ کو حوالہ دے دیا اور یہ اتنی واضح آیت ہے کہ آج یہ دور ہے کہ ہم اس آیت سے متعارف ہو رہے ہیں تو یہ کیا ہے یہ ہے ذوقِ سماعت میں کمی، یہ حالات کراچی کے اس طرح کے اور ظاہر ہے کہ مجلس ایک عمل ہر وقت جاری رہتا ہے اس میں بریک لگا، پھر نئے طریقے سے شروع کیجئے، سماعت کا عمل مسلسل رہنا چاہیے آج مجلس سنی پھر ایک ہفتے کے بعد پھر سن لی بیس دن کے بعد پھر سن لی سوا دو مہینے مسلسل مجالس سنتے رہنا چاہیے یہ درس گاہِ بابِ مدینۃ العلم کھلا ہوا ہے

اور ایک گھنٹہ اپنے کان کو عادی بنائیں فضائلِ علیؑ سننے کا جب آپ عادی ہو جائیں گے تو ایک منزل وہ آتی ہے کہ جب آپ کا دل کہتا ہے کہ اب تم بھی منبر پر جا سکتے ہو یہ دوسری بات ہے کہ سب نہ آئیں لیکن اس منزل پر سُن سُن کر پہنچ جاتے ہیں کہ دل مچلنے لگتا ہے کہ ہم بھی بولیں اور جو نہیں آتے محفلوں میں وہ اپنے بچوں کو اپنے چھوٹوں کو وہی چیزیں سمجھاتے ہیں خاندان کے لوگوں کو یہ ایسا ہے یہ ایسا ہے اور یوں ذکرِ علیؑ چودہ سو برس سے جاری ہے ہر گھر، ہر خاندان میں زینتِ مجلس بنا ہوا ہے، ذکرِ علیؑ اب جن لوگوں نے عادت ہی بدل لی ہے ان کا کیا شکوہ مسلسل اس عمل کو گھر میں جاری رہنا چاہیے اسی طرح یہ کارواں بڑھتا رہا ہے اور بڑھتے رہنا ہے جو حصہ نہ لے وہ نہ لے لیکن جو حصہ لے گا وہی اس کارواں کو آگے پہنچائے گا ہمارا کام ہے بتا دینا اور لوگوں کا کام ہے عمل کرنا مومنین کا کام ہے، جب معصوم کہہ دے یہ ایسا ہے تو بس ایسا ہی ہے اور اس میں بھی بڑی واضح گنجائش کہ جب ہم کہیں معصوم تو آپ یہ نہ کہیں کہ کون سا معصوم، حکمِ معصوم یہ ہے کہ حدیث بیان کرو اور اگر تمہیں نام نہ یاد آئے تو کسی کا بھی نام لے دو، ہم بارہ میں سے کسی کا بھی نام لے دو، چودہ میں سے کسی کا بھی نام لے کر کہہ دو یہ حدیث فلاں معصوم کی ہے کوئی تم سے پوچھے گا نہیں، کوئی اس میں تمہاری خطا نہیں بلکہ ہم حکم دیتے ہیں کیوں اس لیے کہ ہم سب چودہ کی زبان ایک ہی سچی زبان، زبانیں الگ الگ نہیں ہیں جو ایک کہے گا وہی سب کہیں گے، سب کا عمل ایک ہے، ہر ایک کی آواز ایک، ہر ایک کا بیان ایک، فکر ایک ہے اس لیے کہہ دو معصوم نے فرمایا اب ذکر ہے کہ یہ قرآن جو آپ کے پاس آیا جس کی آپ تلاوت کرتے ہیں جو تمام عالمِ انسانیت کے لیے ایک منارۂ نور ہے، جس کے لیے ارشاد ہے کہ اللہ نے اس کتاب میں تجلّی کی ہے اللہ کا نور اگر دیکھنا ہے تو قرآن

پڑھو، قرآن کو سمجھو تو ہزاروں لوگوں نے تفسیریں لکھیں، معنی لکھے، حاشیے لکھے جس نے جتنا سمجھا اس نے اتنا لکھا کہ قرآن کی آیات کا ترجمہ کرنا اور ہے، قرآن کے لفظوں کو سمجھنا اور ہے، قرآن کے حرفوں کو سمجھنا اور ہے اور سوا معصومین کے، آیت کا ترجمہ تو ہر مفسر نے کیا لیکن حرف کا ترجمہ معصوم نے کیا، کس کی مجال تھی جو حرف کا ترجمہ کرتا اس لیے کہ جب یہ ارشاد ہوا کہ قرآن سات حروف پہ نازل ہوا ہے تو آج تک لکھنے والے یہ نہ بتا سکے کہ سات حروف کا مطلب کیا ہے، وہ بتائے جو قرآن کا حرف ہو قرآن کا لفظ ہو جس کی روح قرآن کی روح ہو وہی بتا سکتا تھا اب یہ ایک لسانیات کی بحث ہے کہ دھیرے دھیرے زبانیں جیسا کہ میں نے کہا سامی زبانوں سے ساری زبانیں بنیں سریانی زبان، نبطی زبان، پھر اس سے عبرانی بنی بابلی زبان تو عربی بنی تو جب عربی بنی اس کے بعد کاغذ پہ عربی لکھی گئی لیکن قرآن کو اللہ کہتا ہے کہ کب سے لوحِ محفوظ میں محفوظ تھا، قرآن کب لکھا جا چکا تھا تو پتہ چلا کہ زبان انسان نے نہیں بنائی تاریخِ لسانیات لکھتی ہے کہ انسانوں نے زبان بنائی، حرف ایجاد کیے، لفظ ایجاد کیے نہیں انسان نے نہیں ایجاد کیے بلکہ حرف اور لفظ سب اللہ کے یہاں سے نازل ہوئے، ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں چند نبیوں کے نام آتے ہیں کہ ان پہ صحیفے اترے، چار تو کتابیں اتریں مثلاً حضرت موسیٰؑ پر توریت، حضرت داؤدؑ پر زبور، حضرت عیسیٰؑ پر انجیل اور ہمارے نبیؐ پہ قرآن نازل ہوا، کتابیں چار اتریں اور انبیاء پہ صحیفے اترے ان صحیفوں میں کیا تھا جب آدمؑ پہ جو صحیفہ اُترا تھا تو کیا اس وقت کے لوگوں کو زبان آتی تھی، ابھی ابھی آدمؑ جنّت سے اُتر کر زمین پر آئے، تھا کون زمین پر کہ آدمؑ پہ جو وحی ہو رہی ہے آدمؑ آئے وحی ہوئی تو ایک حوّاؑ ہیں ان کو آدمؑ نے بتایا ہوگا تو کس زبان میں بتایا ہو، گا کیا زبان ایجاد کی ہو گی اس وقت تب حوّاؑ سے

باتیں کیں ہوں گی نہیں بلکہ سارا راز اسی وحی میں ہے کہ فرشتوں نے کہا ہم میں سے بنا، اللہ نے کہا اگر اپنے دعوؤں میں سچے ہو تو پھر بتاؤ نام سب چپ ہو گئے کہا جتنا تو نے بتایا ہے اتنا ہی جانتے ہیں کہا اب آدمؑ کو دیکھو آدمؑ نے سب سنا دیا اب تفسیر لکھنے والا کہتا ہے کہ اللہ نے آدمؑ کو جو علم عطا کیا تھا، آدمؑ کو جو علم عطا کیا تھا اس میں سات لاکھ زبانیں آدمؑ کو سکھائیں تھیں یہ میں نہیں یہ اہلِ سنّت عالم ہیں...... انہوں نے پرانی کتابوں میں سے یہ واقعہ لیا ہے کہ اللہ نے آدمؑ کو سات لاکھ زبانوں کا علم عطا کیا تو ایک آدمؑ کے اس دماغ میں سات لاکھ زبانیں محفوظ تھیں جب زمین پر آئے تو سات آدمی بھی نہیں تھے تو سات لاکھ زبانوں کا کیا تصور، آبادی نہیں تھی اور آج بھی دنیا کا کوئی اسکالر یہ نہیں لکھے گا کہ دنیا میں کتنی زبانیں بولیں جاتیں ہیں زیادہ سے زیادہ سولہ ہزار، پتہ چلا کہ ابھی سات لاکھ زبانیں بنی نہیں اور دنیا کا پہلا انسان جسے اللہ نے خلق کیا اسے سات لاکھ زبانیں سکھا دیں اور وہ چلے گئے ایک ہزار برس ہے یا اس سے بھی کچھ کم نوسو سال یا اس سے بھی کچھ کم زیادہ سے زیادہ ہزار برس ہزار برس میں کتنی زبانیں بنیں ایک ہی زبان تھی یا سامی زبان تھی یا سریانی زبان تھی سامی ہو نہیں سکتی عبرانی، سریانی ہو نہیں سکتی اس لیے کہ سام ہیں نوحؑ کے بیٹے سامی زبان کا دور نوحؑ کے بعد شروع ہوا آدمؑ اور نوحؑ میں ڈھائی ہزار برس کا فاصلہ ہے کوئی اور زبان تھی جس کا پتہ اب تک اسکالر نہیں لگا پائے۔ نوحؑ جو زبان بولتے تھے وہ آدمؑ سے وراثت میں ملی ہو گی تو ایک ہی زبان ملی ہو گی تو وہ سات لاکھ زبانوں کا علم لے کر آدمؑ چلے گئے تو فائدہ کیا ہوا سکھانے سے، سات لاکھ زبانیں آدمؑ کو کیوں دیں تو آدمؑ کو نہیں سات لاکھ زبانوں کا علم دیا تھا وہ پیشانی میں جو نور چمک رہا تھا اس نور کو یہ علم ملا تھا نور کو آگے جانا تھا آدمؑ کو واپس آنا تھا اب جہاں جہاں وہ نور جائے وہ علم وہاں وہاں

جائے تو اب جیسے جیسے ارتقاء ہوتا جائے گا قوموں کا، زبانوں کا ویسے ویسے علم بڑھتا جائے گا تو وہ نورانی کمپیوٹر جس میں سات لاکھ زبانوں کا علم ہے وہ کہیں تو رکھا ہے اگر آج سولہ ہزار زبانیں بولی جارہی ہیں تو کل تیس ہزار بولی جائیں گی پھر پچاس ہزار بولی جائیں گی پھر ایک دور ایسا آئے گا دنیا کا کہ پوری کائنات میں سات لاکھ زبانیں بولی جا رہیں ہوں گی تو اس وقت اللہ کا ایک ایسا نمائندہ ہونا چاہیے کہ جس کو سات لاکھ زبانوں کا علم معلوم ہو اس لیے کہ علم کا ارتقاء ہے علم کو آگے جانا ہے وہ نور ہمارے نبیؐ تک آیا وہ آدمؑ کو جو عطا کیا گیا اس علم کے وارث ہمارے نبیؐ ہیں چونکہ ہمارے نبیؐ کے دور میں ستّر بہتّر ہزار زبانیں ظاہر ہو چکی تھیں اس لیے ہمارے نبیؐ کو کم از کم بہتّر ہزار زبانوں میں بولنا بھی آتا تھا زبان کو بول بھی سکتے تھے لکھ بھی سکتے تھے بہتّر ہزار زبانیں پڑھ بھی سکتے تھے نہیں بولے جہاں لوگوں نے سنا تو روایت لکھی بھی، ساری دنیا کی زبان عربی تو نہیں تھی بھائی صرف عرب میں عربی بولی جاتی تھی پیغمبرؐ کے زمانے میں افریقہ میں عربی نہیں بولی جاتی تھی، روم میں عربی نہیں بولی جاتی تھی عربی کے ساتھ ساتھ رومی زبان کا بھی ایک ارتقاء تھا، یونان میں یونانی زبان بولی جاتی تھی، حبش میں حبشی، ایران میں فارسی زبان بولی جاتی تھی یا پہلوی زبان یا کوئی اور ہر ملک سے چل کر آیا نبیؐ کے پاس صحابی تو کیا سب عربی بولتے ہوئے آئے تھے ذرا سا سامنے کی بات ہے صہیبِ رومی روم سے آئے تھے مشہور صحابی ہیں رومی بولتے ہوئے آئے تھے تو کیا پیغمبر عربی بولے اور صہیب رومی وہ اپنی کہہ رہے ہیں وہ اپنی کہہ رہے ہیں یہ اپنی کہہ رہے ہیں نہ وہ ان کی سمجھ رہے ہیں نہ یہ ان کی سمجھ رہے ہیں۔ حبش سے بلالِ حبشی آئے، ایران سے سلمانِ فارسی آئے تو کیا یہ عربی کے ماہرین تھے ان سب کو عربی آتی تھی یہ کیا جانیں عربی کیا ہوتی ہے کافروں نے

رسولؐ اللہ پر یہ الزام لگایا تھا کہ سلمان فارسی اور صہیب رومی اس کو قصے سناتے ہیں اور محمدؐ اسی کو قرآن بنا کر سناتے ہیں۔ اللہ نے ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ (سورہ نحل آیت ۱۰۳)

اور تحقیق ہم جانتے ہیں کہ وہ (کافر) کہتے ہیں اِسے ایک بشر تعلیم دیتا ہے جس کی جانب وہ غلط بیانی سے اشارہ کرتے ہیں اُس بشر کی زبان تو عجمی ہے اور یہ واضح عربی زبان ہے''۔

یہاں بھی اللہ نے لسانی دلیل دی ہے "اَعْجَمِيٌّ" اور "لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ" زبان کے معاملے میں ہر آدمی تعصبی ہوتا ہے وہ اپنی زبان پر کسی کو فوقیت نہیں دیتا کوئی بھی نہیں دیتا۔ آپ زبان کی بات کر رہے ہیں زبان کے مقابلے میں علاقائی بولیاں بولنے والے پڑھیں لکھیں گے انگریزی لیکن چار اپنے ملے تو اپنی بولی بس یہیں سے پتہ چل جاتا ہے تعصب۔ یہ زبانوں کا تعصب پوری دنیا میں ہے اور اگر میں آپ کو بتاؤں زبان کے معاملے میں کس کس مُلک میں خوں ریزیاں ہوئیں یورپ تو بھرا پڑا ہے داستانوں سے کہ زبان پر کتنی لڑائیاں ہوئیں امریکہ میں، افریقہ میں ہندوستان میں کئی ہزار فساد بپا ہو چکے، مدراس میں مسلسل فساد ہوتے ہیں کس بات پہ انگریزی اور ہندی پہ، سارے مدراسی انگریزی بولتے ہیں، انگریزی کھاتے ہیں، انگریزی پیتے ہیں ہندی سے نفرت کرتے ہیں جو ہندوستان میں زبان رائج ہے فساد ہو رہا ہے، لسانی فساد پوری دنیا میں تو پتہ چلا کہ زبان کے معاملے میں انسان حسّاس ہوتا ہے تو کاہے کو مسلمان نے عربی سیکھی ہوگی بھئی اس زمانے میں ابھی تو نیا اسلام شروع ہوا تھا نہ مُلّا تھے نہ قاری نہ حافظ جی کس نے ایران میں جا کے عربی یا قرآن سکھایا سلمان کیا جانیں عربی کیا ہے

اور اگر کوئی پہنچ بھی گیا ہے ایران تو روم میں کون پہنچا صہیب رومی کو عربی سکھانے تو اب کس سے پوچھیں کہ ہوا کیا جب ہر ملک کی بولی بولنے والا پہنچا تو کیا ہوا ابھی تو بتانے والے بھی نہیں پہنچے ہیں راوی وغیرہ تو سب مدینے میں بنے ہیں۔ یہ جو آپ پڑھتے ہیں کہ فلاں راوی یہ کہتا ہے تو وہ راوی کہے کیسے مکّے میں تو کوئی راوی ہی نہیں ابو ہریرہ ابھی سات ہجری آئے گی تب آئیں گے میں اسلام کے آغاز کی بات کرر ہا ہوں سات ہجری میں، علیؑ کی عمر ستائیس برس کی ہوگئی میں اس وقت کی بات کر رہا ہوں کہ جب علیؑ دس برس کے ہیں، خیبر جب ہوئی تب ابو ہریرہ آئے تو راوی تو ہیں تو ان سے پوچھیں کہ بھئی یہ نبیؐ جب باہر کے لوگ آئے تھے تو نبیؐ کون سی بولی بولتے تھے تو کہا ہمیں کیا معلوم ہم وہاں تھوڑی تھے جب یہ سب باہر کے اصحاب آئیں ہیں، اچھا پھر کس سے پوچھیں کوئی مشہور راوی ذہن میں ہے، کہا وہ تو ان لوگوں کی تو شادیاں ہی نہیں ہوئیں اس وقت تو ایک ہی بیوی خدیجہؑ تھیں اور ان کی ہوگئی وفات اب کس بیوی سے پوچھیں تو راوی ہی نہیں ہے یہ بتانے کے لیے تو پھر ہم مجبور ہیں کہ گھر والوں سے پوچھیں اسی لیے تو پیغمبرؐ نے کہا تھا کہ گھر کی باتیں گھر والوں سے بہتر باہر والے نہیں جانتے، یہ ہے حدیثِ پیغمبرؐ تو پھر گھر والوں سے پوچھنا پڑے گا تو گھر والے ہر دور میں موجود ہیں تو اب گھر والوں میں یہ نہیں ہے کہ ہم کس کے پاس جائیں بارہ میں سے کسی ایک کے پاس جا کر پوچھو کہ پیغمبرؐ کے پاس باہر کی بولیاں بولنے والے آتے تھے تو پیغمبرؐ کیا کرتے تھے تو معصوم نے بتایا کہ ہر باہر سے آنے والا اپنی زبان بول رہا تھا لیکن اللہ نے پیغمبرؐ کے کانوں کو یہ معجزہ عطا کیا تھا کہ اس کی آواز پیغمبرؐ کے کان میں عربی بن کر جاتی تھی اور جب پیغمبرؐ بولتے تھے تو اس کی زبان بول رہے ہوتے تھے، امام جعفرِ صادقؑ پانچویں چھٹے ساتویں امام ارشادات موجود

ہیں، تو اس طرح پیغمبرؐ ہر ایک کی زبان بولتے تھے ہندوستان کا آیا سنسکرتی زبان بولے پیغمبرؐ، یونان کا آیا یونانی زبان بولے پیغمبرؐ تو ان لوگوں کو پتہ نہ چلا مدینے میں آ کر یہ مسئلہ ختم ہو چکا تھا اس لیے کہ آئے ہوئے ان کو دس بارہ برس ہو چکے تھی تو جب مکے میں آ گئے تو سب عربی بولنے لگے بھئی دو برس آپ لندن میں جا کر رہیے جو لوگ نوکریاں کرنے پان والا بھی مسقط جاتا ہے تو دو برس بعد لوگ کہتے ہیں کہ کیا نجف سے آیا ہے کیا عربی بول رہا ہے، ایک چھوٹا سا ملازم دکان دار جاتا ہے اُس ملک میں دو سال رہا بول رہا ہے دھڑا دھڑ عربی تو بھئی مکے میں دس بارہ سال سب آ کر رہے یونان کے، روم کے تو جب مدینے آئے تو یہ مسئلہ ہی نہیں تھا اس لیے کسی کو معلوم ہی نہیں ہو سکا سب یہی سمجھے کہ پیغمبرؐ کو ایک ہی زبان آتی ہے اور وہ ہے عربی، کسی کو نہیں پتہ کہ پیغمبرؐ کئی زبانیں جانتے ہیں، کون بتائے کہ پیغمبرؐ کو کتنی زبانیں آتی ہیں تو جب ہندوستان کا ایک حکیم وید آ گیا کس کے پاس، دربارِ امامت میں امام علی نقیؑ کے پاس دسویں امام کی خدمت میں وہ گفتگو کرنے لگا امام اسی کی زبان میں گفتگو کرنے لگے یہ دُور سے چل کر آنے والوں کو کتنی معرفت تھی وہ سوچ نہیں رہے ہیں کہ عربی آتی ہے ان کو اور ہم اپنی زبان بول رہے ہیں تو ان کو تو یہ زبان نہیں آتی ہو گی کتنی معرفت ہے جو پیدل چل کر آئے ہیں تو یہ بھی پتہ ہے کہ ایسا امام ہے کہ جو میں بولوں گا وہ سمجھے گا، دیکھئے یہ باہر سے آنے والے بہتر تھے ان کی معرفت زیادہ تھی، ہندی میں باتیں کرنے لگا تو امام بھی باتیں کرنے لگے اس سے، جب وہ چلا گیا تو ابو ہاشم امام کے صحابی تشریف فرما تھے وہ امام کے صحابی ہیں اور حضرت محمد حنفیہ کی نسل میں ہیں اور امام کے مشہور صحابی ہیں اور علمِ رجال علم کلام صَرف و نحو اور فقہ کے بڑے ماہر اپنے وقت کے عالم ہیں ابو ہاشم اور امام کے صحابی ہیں علم امام سے سیکھا ہے وہ کہنے لگے

امام سے مولا آپ کو ہندی زبان بھی آتی ہے، یہ ہند کی زبان بھی آپ کو آتی ہے تو
اب امام نے جواب نہیں دیا بلکہ سامنے ایک چھوٹی سی ٹھیکری پڑی تھی امام نے کہا
ذرا وہ ٹھیکری اُٹھانا کنکر ابو ہاشم نے اٹھا کر امام کو دیا امام نے اٹھا کر وہ ٹھیکری اپنی
زبان پر رکھی اور کہا اس کو اپنی زبان پر رکھ لو، ابو الہاشم نے اس ٹھیکری کو اپنی
زبان پر رکھ لیا کہتے ہیں میں اس دن سے دنیا کی بہتر (۷۲) زبانیں بول سکتا تھا
فر فر، لکھ سکتا تھا، پڑھ سکتا تھا۔ رسول اللہ کے بیٹے نے بتایا کہ اگر میں اپنا لعابِ
دہن کسی عام انسان کو ذرا سا دے دوں تو وہ بہتّر زبانیں بول سکتا ہے تم میرے
دادا کو کہتے ہو اُمی تھا، ذرا دیکھو اولاد نے بتایا کہ پیغمبرؐ لسانیات کے ماہر تھے اور
ذرا سوچیے اس سے پہلے کے جو پیغمبر ہیں کہ انہیں کون کون سا علم دیا گیا۔ حضرتِ
سلیمانؑ کے لیے اللہ تعالیٰ نے کہا کہ منطق الطّیر ہم نے تو پرندوں کی بولیوں کا علم
بھی سلیمانؑ کو دے دیا تھا تو پرندوں کی بولیوں سے انسانوں کی بولیاں افضل ہیں
اور سلیمانؑ کے پاس جو علم ہے اگر وہ ہمارے نبیؐ کے پاس نہیں تو سلیمانؑ افضل یا
ہمارے نبیؐ، اب آنے والی تقریروں میں انشاء اللہ لسانیات میں جانوروں کی
بولی، پرندوں کی بولی، جنوں کی بولی، حشرات الارض کی بولی اس کی بھی بولی جس
کی بولی آپ نے نہیں سنی مثلاً کبھی کسی نے چیونٹی کی آواز سنی نہیں سنی قرآن کہتا
ہے سلیمانؑ چیونٹی سے بھی باتیں کرتے تھے تو ہمارے پیغمبروں کو چیونٹی کی بھی
زبان سکھائی گئی ان کے پاس اس کا بھی علم تھا ایسے ماہرِ لسانیات تو اب آپ خود
سوچیے کہ قرآن کا علم کیوں کسی اور سے لیں ہمیں کیا ضرورت ہے، ہم معصوم سے
کیوں نہ پوچھیں، جہاں آپ گئے اِدھر اُدھر اور بھٹکے آپ نے کہا بھئی یہ قرآن
سات حروف پر ہے تو پہلے حرف پہنچائیں، مفسرین نے کہا حرف یہ حرف جو ہیں
نہ ان میں نہ پڑیے ہر مفسّر نے کہا اس میں نہ پڑیئے انہوں نے کہا الم، الف،

ل، م سے قرآن شروع ہو رہا ہے کہا بھئی اسے چھوڑ دیجئے اور آگے بڑھیے ارے بھئی پھر اگلا سورہ آ گیا سورۂ آلِ عمران بھئی یہ الم، ا، ل، م چھوڑ دیجئے چلتے چلتے گیارھویں سورے سورۂ ھود تک پہنچ گئے بارھویں سورے سورۂ یوسف تک، ا، ل، ر، الٓرٰ نہیں اسے چھوڑ دیجئے بھئی شروع ہو رہا ہے سورۂ ا، ل، ر، الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ کہا ہاں بھئی یہ اگلی آیت پڑھیئے اسے چھوڑ دیجئے یہ حروف چھوڑ دیجئے آگے بڑھیئے انیسویں سورے تک پہنچے، ک، ہ، ی، ع، ص، اسے چھوڑ دیجئے آگے چلیے اور آگے بڑھ گئے، ن، والقلم، حٰمٓ، سجدہ انہوں نے کہا اسے چھوڑ دیجئے آگے بڑھیئے ن والقلم میں وَمَا يَسْطُرُوْنَ ہاں یہ صرف ن کو چھوڑ دیجئے آگے بڑھیئے تمام قرآن کسی زبان کا انہوں نے کہا حروفِ مقطعات چھوڑ دیجئے اور آگے بڑھ جایئے بھئی کیوں چھوڑ دیں نازل کیوں ہوئے بھئی ہمارے لیے، انسانوں کے سمجھنے کے لیے قرآن اُترا ہے کیوں چھوڑ دیجئے کہا یہ متاشبہ ہے، یہ محکم نہیں ہے متاشبہ میں نہ پڑیئے اچھا لیجئے چھوڑ دیا نہیں سمجھنا چاہیے لیکن انہیں حروف پر تو قرآن ہے جب بنیاد ہی مستحکم نہ ہوگی تو لفظ کیسے سمجھ میں آئیں گے پہلے تو ابجد پڑھا جائے گا ا، ب، پ، اب، پ اس کے بغیر آپ بچے کو لفظ کی پہچان کیسے کرائیں گے، آپ کہہ رہے ہیں کہ چھوڑ دیجئے حروف کو ڈائریکٹ لفظ پہ آ جایئے، جہاں بنیاد ہی کمزور ہو تو تعلیم کیسے ہوگی تو بنیاد تو کر دی کمزور حرف نہ پڑھیئے لفظ پڑھیئے تو پھر ہم ایسے سے کیوں نہ پوچھیں......

کچھ کچھ جانتے ہیں ہمارے لیے نہیں کہ کچھ جانیں اور کچھ نہ جانیں سب جانتے ہیں پوچھو ہم بتاتے ہیں تو جو امام سے پوچھے گا تو امام بتائیں گے ہم تمہیں الف، لام، میم بھی بتاتے ہیں ہم تمہیں ''الف، لام، را'' بھی بتاتے ہیں ہم تمہیں ''کاف، ہا، یا، عین، صاد'' بھی بتاتے ہیں حٰمٓ بھی بتاتے ہیں طٰسٓمٓ بھی بتاتے

ہیں سب بتاتے ہیں تمہیں ہم سب بتائیں گے ہم پہلے تمہیں حرف کا علم بتائیں گے پھر لفظ بتائیں گے اس لیے کہ یہ لسانیات کی کمزوری ہے کہ حرف کی روح نہ معلوم ہو اس کو چھوڑ کر آیتوں پر پہنچ جائیں، امام نے کہا نہیں حرف کو سمجھو کہا دیکھو انتیس سورے کلامِ پاک کے ایسے ہیں جو حروف مقطعات سے شروع ہوتے ہیں چار بار، ''الف، لام، میم''، چار بار ''الف، لام، را'' (الرٰ) ایک بار ''کاف، ہا، یا، عین، صاد'' اس طرح یہ انتیس سورے کیا انتیس سوروں کا آغاز چھوڑ دیں نہ سمجھیں، جمع کر لو دیکھو کتنے ہیں کُل کے کُل جمع کر لو اب جو گنے تو بہتر تھے فرمایا امام نے مکرّر رہنا دو مثلاً ''الف، لام، میم'' چار بار ہے تو ایک لے لو، ''الف، لام، را'' چار بار ہے تو ایک لے لو'' کاف، ہا، یا، عین، صاد'' لے لو، ''ن'' لے لو، ''ص'' لے لو، ''ق''، لے لو، جب ایک ایک لیا تو کہا گنو اب کتنے ہیں چودہ، بہتر میں مکرّرات کو نکال کر اب جو گنا تو چودہ، قرآن میں سورے ایک سو چودہ ہیں، حروفِ مقطعات کو دیکھا تو مکرّر نکال کر چودہ بچے گویا یہ چودہ کی مبارک گنتی اس میں راز ہے، اب یہ گنتیوں میں بھی راز ہے بتادوں آپ کو ڈاکٹر راشد خلیفہ مصری عالم ہیں امریکہ میں اور ریسرچ اسکالر ہیں اُن کی کتاب ہے ''قرآن کے محیّر العقول شماریات'' انہوں نے کئی لاکھ ڈالرز خرچ کر کے پورا قرآن کمپیوٹر پر کمپیوٹرائز کیا اور حروفِ مقطعات کو کمپیوٹر پر پرکھنے کے لیے تین سال ان کے لگے، یہ چودہ حروف جو میں آپ کو سنا رہا ہوں ان چودہ حروف کو سمجھنے میں انہیں تین برس لگے اور اب تک ان کے پچاس کے قریب انٹرویو آ چکے ہیں، لوگ ان سے پوچھتے ہیں کہ صاحب آپ نے جب کمپیوٹر پر یہ دیکھا ہوگا تو کیا کیا ہوگا اس پہ اب کتابیں آ گئی ہیں اور وہ کمپیوٹرائز قرآن بھی آ گیا ہے تو عجیب عجیب راز پتہ چلے صاحب، ظاہر ہے کہ اگر ایک انسان بیٹھ کر حساب

لگا تا تو ہزاروں برس لگ جاتے کمپیوٹر آ گیا آسانی ہوئی اور کھٹ کھٹ ہو گئی جلدی سے حساب باہر نکل آیا تو انہوں نے حساب لگایا انہوں نے تمام سوروں کے حروف گن ڈالے کمپیوٹر کے ذریعے، آرام سے گن لیا انہوں نے شروع کیا انہوں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم سے اور بسم اللہ کے حروف گنے تو انیس تھے اب انہوں نے تمام سوروں کے لفظ گنے انہوں نے کہا سورۂ ق، ق سے شروع ہوتا ہے، سورۂ ''ص''، ''ص'' سے شروع ہوتا ہے انہوں نے کہا پورے قرآن میں کیا ایورتج ہے ''ص'' کا اور سورۂ ''ص'' میں کیا ایورتج ہے، ''ق'' قرآن میں کتنے آئیں ہیں اور خود سورۂ ''ق'' میں کتنے ''ق'' آئیں ہیں اور سورۂ ''فلق'' میں سب سے زیادہ ''ق'' کا ایورتج آخر تک نکالا ہے، اب یہ پوری ان کی بحث ہے اب میں لسانیات میں گفتگو نہیں لے جانا چاہتا یہ سب پڑھنے ہی میں مزہ آتا ہے سننے میں اتنا نہیں، پڑھنے کی تو ظاہر ہے عادت ہے نہیں ہم کو ورنہ سننے میں بڑا مزہ آتا ہے اگر آپ پڑھ کر سنیں، تو کہتے ہیں انیس حروف، جتنے سوروں کے حروف گن کر جب انہیں ضرب دیا یا تقسیم کیا تو عدد اُنیس آتے ہیں، یہ اُنیس جو ہے ہر عدد کو کاٹ کر اُنیس بنا دیتا ہے انہوں نے کہا کہ یہ سارا قرآن جو ہے اس کا سارا راز اُنیس میں ہے، اب دیکھئے ہم بہتر (۷۲) اور چودہ (۱۴) کی بات کر رہے تھے اور چودہ میں جناب غور کیجئے گا ہمارے یہاں جو حساب چلتا ہے وہ پانچ، بارہ، چودہ، بہتر، تین سو تیرا یہ حساب ہے ہمارے یہاں زیادہ تر، اب اسی چودہ حروف جو مکررات کو چھوڑ کر ہم نے نکالے قرآن سے حروف مقطعات میں تو ان چودہ میں پانچ، اچھا چودہ پہلے آپ کو سنا دوں کہ وہ چودہ کون سے ہیں جو حروف مقطعات میں سے نکلے، (ص، ر، ا، ط، ع، ل، ي، ح، ق، ن، م، س، ک، ہ، گول والی، کُل ہیں چودہ گن لیے نا آپ نے۔ چودہ میں نے گنوا دیئے یہ

ہیں چودہ حروف جو مکرّر رات نکال کر بچے اب پھر سے سن لیجئے ''ص، ر، ا، ط، ع، ل، ی، ح، ق، ن، م، س، ک، ہ'' پورے چودہ ہیں ''ی، ق، ن میں پانچ نقطے ہیں'' میں نے کہا تھا پانچ، بارہ، چودہ، بہتّر کا سلسلہ ہے بہتّر سے بات شروع ہوئی اب میتھ میٹکس میں جب آپ کم کرتے جائیں گھٹاتے جائیں کسی ایک گنتی پر آکر گنتیاں ٹھہر جاتیں ہیں تقسیم کرتے جائیں آپ اس کو عربی میں جُمل کہتے ہیں پانچ نقطے ہیں بہتر میں بھی کوئی اشارہ، چودہ میں بھی کوئی بات اور پانچ میں بھی کوئی بات، بھئی چودہ سمجھ گئے آپ اب یہ چودہ میں پانچ نقطے ہیں چودہ آپ نے سُن لیے نا اس میں بتادوں کون کون سے نقطے والے ہیں، ص میں نقطہ نہیں ہے، ر، میں، ا، ط، ع، ل، ی میں ہے نقطہ، ح میں نہیں ق میں ہے نقطہ ن میں ہے نقطہ ہے نا تین حرف ایسے جن میں پانچ نقطے ہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان چودہ میں پانچ ایسے ہوں گے کہ جو ایک ہی وقت میں یکجا ہوں گے اشارہ پانچ معصوم ایک ہی وقت میں کساء میں آئے، اب ان چودہ حروف کو لوگوں نے کہا اس کو ملا کر کوئی لفظ بنائیں مولانا مقبول احمد صاحب نے اپنے قرآن میں تفسیر میں ضمیمے میں مقدمے میں لکھا ستاسی ہزار جملے بنائے گئے ترتیب بدل بدل کہ کبھی ص ادھر، کبھی ط ادھر کبھی ''ق'' ادھر بدل بدل کر، سوچیے ستاسی ہزار کتنے مہینے لگے ہوں گے، کمپیوٹر کا دور ہوتا تو منٹوں میں بن جاتے، ستاسی ہزار کیا کروڑوں بن جاتے اربوں بن جاتے کمپیوٹر نہیں تھا اس زمانے میں، اتنے جملے بنے ایک بھی جملہ معنی کے ساتھ نہ بن سکا بامعنی نہ بن سکا بنا تو ایک ہی جملہ چودہ حروف سے صراطُ علیٍّ حقٌّ نمسکہ، علیؑ کا راستہ سب سے سیدھا راستہ ہے جس سے ہم منسلک ہوتے ہیں، اب دیکھا آپ نے کہ حروفِ مقّطعات میں کیا راز ہے یہ چودہ حروف، جملہ بنا ایک، اس جملے کے علاوہ کوئی دوسرا جملہ نہ بن سکا، پانچ، چودہ،

بہتّر ڈاکٹر راشد خلیفہ کہتے ہیں کہ سارا راز قرآن میں اُنیس میں ہے اور ہم کیا کہہ رہے ہیں پانچ، چودہ، بارہ، بہتّر وہ کہہ رہے ہیں اُنیس اب جناب ان کی ریسرچ جب سامنے آ گئی کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم میں انیس حروف ہیں اُنیس حروف ہیں تو آلِ محمدؐ کا علم کہیں رُکتا نہیں، قرآن کا آغاز اُنیس حروف سے ہو رہا ہے گن لیجیے گا گھر جا کر ''ب، س، م، ا، ل، ل، ہ، ا، ل، ر، ح، م، ن'' تک رحیم تک اُنیس حروف اور پورا قرآن اُنیس حروف ہے، میں اب جناب علماء نے جو غور کیا تو انہوں نے دیکھا محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ حسینؑ اب جو گنا محمدؐ میں چار، علیؑ میں تینؑ، فاطمہؑ میں پانچ، حسنؑ میں تین حسینؑ میں چار ان کو جوڑا انیس حروف، پتہ چلا وہ ہے قرآن کا آغاز، یہ ہیں اسمائے پنجتنِ پاک تو صحیح ہے قرآن کا حساب اُنیس، اُنیس حروف میں، ہی پنجتن کا نام ہے چار محمدؐ کے، تین علیؑ کے، پانچ فاطمہؑ کے، تین حسنؑ کے، چار حسینؑ کے کُل اُنیس، بسم اللہ الرحمن الرحیم میں بھی اُنیس تو کہیں اللہ یہ نہیں چاہتا کہ قرآن اور اہلِ بیت کا پلّہ گھٹ جائے یا بڑھ جائے پلّہ برابر رہے گا اس لیے کہ جب پیغمبرؐ نے کہا کہ دو برابر کی چیزیں تم میں چھوڑ رہا ہوں ثقلین برابر کی چیزیں گھٹیں بڑھیں گی نہیں مرتبے میں برابر اور یہ ساتھ ہیں، کوئی قرآن ان سے ہٹا کر ریسرچ کرنا چاہے قرآن اپنی گنتیوں کے ذریعے بتا دیتا ہے کہ ہم ان سے جدا نہیں، یہ ہے پیغمبر کی حدیث کا معجزہ کہ یہ دو برابر کی چیزیں گراں قدر تم میں چھوڑ کر جا رہے ہیں تو یہ ریسرچ آگے بڑھی اب وہ ریسرچ کرتے آگے بڑھتے جا رہے ہیں کمپیوٹر کے ذریعے اور اُدھر مفسّرین کہہ رہے ہیں ان حروف کو چھوڑ دیجیے، ہمارے معصوم کہہ رہے ہیں چھوڑو نہیں ان کی ماہیت دیکھو ان حروف کی روح تو دیکھو، ہم سے پوچھو ہم تمہیں بتائیں گے کہ دنیا کی تمام زبانوں میں جب راز کی گفتگو ہوتی تھی تو چند حروف مقرر کر لیے گئے تھے اور ان مقرر کردہ

حروف کے ذریعے راز پہنچا دیا جاتا تھا وہ دستور آج بھی ہے، جب اللہ پیغمبر سے کوئی راز کی بات کرنا چاہتا تھا تو بس اتنا کہہ دیتا تھا، ''ا، ل، م، ا، ل، ر، ک، ھ، ی، ع، ص، ط، س، م، مولائے کائنات سے کسی نے پوچھا'' ط، س، م،'' میں اللہ نے کیا راز کہا، اللہ نے کہا ط سے طوبیٰ، س، سے سدرہ، م سے محمد، معراج ہے، ط، س، م میں معراج کا راز بھی پوچھو گے یہ راز ہے اس نے کہا، ک، ھ، ی، ع، ص، کہا کربلا کا واقعہ ہے، اس میں کہاں، کہاں خود محمدؐ ہیں، کہا قلم، کہا وہ میں ہوں تو اب یہ ظاہر ہے کہ ہم قرآن کی لسانیات تک آ گئے تقریر کا وقت ختم ہوا اب کل انشاء اللہ عرض کریں گے، غور طلب بات یہ ہے حروف سمجھ میں نہ آ رہے ہوں وہاں لفظ کیسے سمجھ میں آئیں گے اور جب سمت بدل گئی ہو اور بابِ مدینۃ العلم سے قرآن نہ سیکھا جا رہا ہو تو چاہے آپ حافظ بن جائیں چاہے آپ قرآن پہ لاکھوں کتابیں لکھ دیں چاہے آپ قرآن کے نعرے لگائیں جب قرآن سمجھ میں ہی نہ آیا تو قرآن کا نعرہ کیا لیکن آلِ محمدؐ نے بتایا کہ سر بھی جدا ہو جائے قرآن سے نہیں جدا ہوں گے، ہمارا تو سر بھی کٹ جائے تب بھی قرآن سے جدا نہ ہوں گے۔ زید بن ارقم کہتے ہیں کہ وہ جو نیزہ لے کر آگے آگے چل رہا تھا جس نیزے پر سرِ حسینؑ تھا مسلسل سورۂ کہف کی تلاوت کر رہا تھا کلامِ پاک کا اٹھارواں سورہ بڑی حیرانی تھی، مولانا سبطِ حسن صاحب ایک واقعہ بیان کرتے تھے اپنی مجلس میں کہ جب محرم کا چاند ہوتا تو میری ماں امام بارگاہ سجاتی تھیں تو میں اپنی ماں کو دیکھتا رہتا تھا، امام بارگاہ سجاتے ہوئے جب وہ سب علم پٹکے سجا دیتی تھیں، تابوت سجا دیتی تھیں، تعزیہ لا کر رکھ دیا جاتا سب سے آخر میں رحل لا کر اس رحل کو تعزیے کے سامنے رکھ کر قرآن کھول کر امام بارگاہ میں رکھ دیتی تھیں تو ایک بار میں نے پوچھا کہ جہاں سے بھی قرآن کھل جاتا ہے اتفاقیہ آپ وہاں

سے رکھ دیتی ہیں یا کوئی خاص سورہ ہے جسے ہر سال کھول کر رکھتی ہیں، کہا بیٹے دیکھ لو میں ہر سال ایک مخصوص سورہ ہے جسے کھول کر رکھتی ہوں تو مولانا کہتے ہیں کہ میں نے جا کر دیکھا تو سورۂ کہف کھلا ہوا تھا امام بارگاہ میں تعزیے کے سامنے تو میں نے کہا والدۂ گرامی یہی سورہ کھول کر آپ ہر سال کیوں رکھ دیتی ہیں امام بارگاہ میں، کہا بیٹا قرآن اور اہلِ بیت کا ساتھ ہے اس لیے رکھتے ہیں امام بارگاہ میں قرآن تو کہا یہی سورہ کیوں؟ تو کہا بیٹا دراصل حسینؑ کا سر شام تک اسی سورے کی تلاوت کرتا رہا اس لیے یہی سورہ ہم کھول کر امام بارگاہ میں تعزیے کے سامنے رکھتے ہیں، یہ فکری باتیں ہیں یہ امام بارگاہ، یہ علَم، یہ تابوت، یہ تعزیہ بلکہ وہ ماں جو اپنے بچے کو عزاداری سکھاتی ہے وہ ماں قابلِ سلام ہے، وہ عورت آپ کی قوم کی قابلِ مبارکباد ہے جو اپنے بچوں کو عزاداری کا دستور سکھائے، وہ ماں کربلا کی ان ماؤں کے قدم بہ قدم چل رہی ہے کہ جن ماؤں نے اپنے بچوں کو سجا کر مقتل میں بھیج دیا تھا قربان کرنے تو آج نصرتِ امام میں تو سچ پوچھیئے تو ہماری عزاداری قائم ہے ان ہی حسینؑ کی چاہنے والی ماؤں سے کہ جو اپنے بچوں کو حسینیت کا درس دیتی ہیں کہ یہ ماں تھی کہ اتنا بڑا خطیبِ اعظم اپنی ماں کا حوالہ منبر پہ دے رہا ہے کہ میں نے عزاداری ماں سے سیکھی، ورثے میں ماں سے ملی اور ماں ہی سکھاتی ہے اس لیے کہ پورا واقعۂ کربلا اس کا مرکز جو ہے وہ ایک ماں ہے، یہ جو کچھ ہو رہا ہے یہ سب کچھ جو کچھ آپ سب دیکھ رہے ہیں پہلی محرم سے آٹھ ربیع الاوّل تک یہ ماں کی آرزو ہے، یہ ایک ماں کی دعا ہے کہ بابا میرے بچے کو روئے گا کون، یہ ایک ماں نے کہا تھا پکار کر کہ بابا جب نہ ہم ہوں گے نہ آپ ہوں گے نہ ابوالحسن ہوں گے نہ حسنؑ ہوں گے تو میرے بچے کو روئے گا، کون کہا فاطمہؑ اللہ ایک قوم کو پیدا کرے گا اس قوم کے افراد کربلا کے بوڑھوں کو روئیں گے، جوان جوانوں کو،

عورتیں عورتوں کو روئیں گی تو کتنا اطمینان ہو گیا تھا اس ماں کو کہ میرے حسینؑ پہ رونے والے قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے تو ماں نے پہچان چاہی کہ اس قوم کی پہچان بتائیں بابا تو رسولؐ نے پہچان بتائی کہ وہ قوم روئے گی جو قوم روئے وہی ہے، حسینؑ کی قوم وہی ہے، فاطمہؑ کی قوم وہی ہے، ان کی پسندیدہ قوم وہی ہے اور فاطمہؑ کی ایک ہی تمنا کہ بس ہم مجلس میں آتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ کون میرے بچے کو روتا ہے، کون میرے بچے کو رو رہا ہے کیوں اس لیے کہ آپ مجلسِ عزاء میں آتی ہیں، فرشِ عزا پہ آتی ہیں، عزاخانوں میں جاتی ہیں لیکن جب قافلہ کربلا سے کوفے تک جا رہا تھا اور جب مدینے سے قافلہ نکلا تھا اور جب زینبؑ گئی تھیں ماں کی قبر پہ تو ماں نے یہی صدا دی تھی کہ زینبؑ میں تنہا نہیں چھوڑوں گی میں اپنے بچوں کو تنہا نہیں چھوڑوں گی، میں بھی چل رہی ہوں کربلا، مدینے سے قافلے کے ساتھ تھیں زہراؑ اور جب شبِ عاشور آئی راوی کہتا ہے کہ آدھی رات میں حسینؑ نشیب میں گئے میں بھی پیچھے گیا تو میں نے صدا سنی کہ حسینؑ کسی سے باتیں کر رہے تھے تو کہا اماں میں آ گیا، ہلال کہتے ہیں میں نے صاف آواز سنی کہ تاریکی میں تنہائی میں حسینؑ نے آواز دی اماں میں آ گیا، ہلال کہتے ہیں کہ میں نے صاف آواز سنی کہ جواب میں کہا گیا کہ میرے لال تیری ماں پہلے آ گئی ہے اور تیرے مقتل کو اپنے بالوں سے صاف کر رہی ہے بس آج کی تقریر میں ہم یہی بتائیں گے شام تک کہ زہراؑ کہاں کہاں تھیں قافلے کے ساتھ، عصرِ عاشور بہت سے لوگوں نے دیکھا کہ صحرا میں ایک بی بی کبھی علی اکبرؑ کی لاش پر، کبھی عباسؑ کی لاش پر، کبھی نشیب میں حسینؑ کی لاش پر، کبھی جلتے ہوئے خیمے کے پاس، مدینے میں سید سجادؑ سے پوچھا کہ ایک بی بی کی صدا رونے کی عصرِ عاشور تھی، کہا وہ میری دادی فاطمہ زہراؑ تھیں جو کربلا میں عصر کے وقت موجود تھیں، جب شامِ

غریباں آئی، خیمے جل چکے، بیبیاں خاک پر بیٹھ گئیں، صحرا میں سناٹا چھا گیا رونے کی صدا تھی ربابؑ نے کہا سکینہؑ نہیں ملتی اولادِ عقیل میں ایک بی بی نے کہا ہمارے بھی بچے نہیں ملتے سعید ابن عقیل کی زوجہ نے کہا ہمارا بچہ نظر نہیں آتا تو دو بہنیں دکھیا بار بار کہتیں ہم ڈھونڈ ڈھونڈ کر لائیں گے ایک بہن مقتل میں گئی سکینہؑ کو لے آئیں دوسری بہن گئی مقتل میں صحرا میں دور تک آواز دیتی گئی کہ اس مظلومہ کے بچے کو پکارے کچھ دور چلی تھی دیکھا ایک بی بی سیاہ چادر اوڑھے ایک چھوٹے سے بچے کی انگلی پکڑے ہوئے آئیں، کہا زینبؑ یہ ہے نا تمہارا بچہ بچے کو تو گود میں لیا اور کہا اے بی بی ہم میں سے تو کوئی یہاں آ نہیں سکتی ساری بیبیاں صحرا میں ہیں اور لشکرِ یزید کی کوئی عورت یہاں نہیں اس صحرا میں تم کون ہو جس کو مجھ پر اتنا رحم آیا اور میرے بچے کو مجھ تک پہنچایا آواز آئی زینبؑ اگر چاند کو گہن نہ لگ چکا ہوتا اور اندھیرا نہ ہوتا تو چادر ہٹا کر چہرہ دکھاتی کہ میرے چہرے پر میرے لعل حسینؑ کا لہو ہے، میری آغوش میں میرے بچے کا سر کٹا ہے میں تیری ماں فاطمہؑ ہوں سنتے جایئے روتے جایئے کہ یہ پورا کربلا کا واقعہ ہے جس پر، ایک ماں اب تک رو رہی ہے اور آپ کو دعا دے رہی ہے، جب خولی کے گھر میں حسینؑ کا کٹا ہوا سر تنور میں رکھا گیا زوجہ خولی کہتی ہے رات کو آنکھ کھل گئی مجھے کچھ پتہ نہیں تھا لیکن میں نے دیکھا کہ تنور سے ایک نور ساطع ہوا، آسمان سے ایک عماری اُتری چند بیبیاں ایک بی بی کا بازو تھامے ہوئے اور وہ بی بی بالوں کو بکھرائے ہوئے عماری سے یہ کہتی نکلی (ولدالحسین) ارے میرا لعل حسینؑ میں نے بڑھ کر پوچھا یہ بی بی کون ہے آواز آئی ارے یہ حسینؑ کی ماں فاطمہؑ ہیں، تیرے گھر حسینؑ مہمان ہوا ہے اس تنور میں میرے لعل کا سر رکھا ہے فاطمہؑ پکار رہی تھیں قافلہ چلا، کل آپ نے سنا آخری منزلِ صومعہ راہب ہے اس کے بعد دمشق میں قافلہ داخل ہو

گیا کل عرض کروں گا مصائب میں دَیرِ راہب کے منزل تک پہنچنے سے پہلے ایک مقام ایسا آیا کہ جہاں اونٹ پر کہ جس پر سکینہؑ تھیں ایک بار چیخ کر رونے لگی نیچے سے جو رسی سکینہؑ کے گلے میں تھی اس رسی کو کھینچ کر کہا کیوں روتی ہو، کیوں پریشان کرتی ہے بچی نے رو کر کہا دُر چھین لیے، میرے بابا کو مارا، میرے چچا کو مارا، منہ پر طمانچے مارے اب رونے بھی نہیں دیتے کہ بابا کا سر سامنے ہے اور سکینہؑ نہ روئے جب بہت روئی بچی تو اس رسی کو کھینچا بچی ناقے سے زمین پر گر گئی، قافلہ تیز چلا گیا صحرا میں بچی رہ گئی چلتے چلتے دَیرِ راہب سے چلتے چلتے قافلہ رکا، تازیانہ لے کر سیدِ سجادؑ کے پاس آیا اور اس نے آ کر کہا کہ تمہارے باپ کا سر آگے کیوں نہیں بڑھتا یہ نیزہ زمین میں کیوں گڑ گیا زنجیروں کو سنبھالے ہوئے کہا بابا اب تازیانے نہیں کھائے جاتے آپ کی سواری آگے کیوں نہیں بڑھتی، کہا بیٹا سیدِ سجادؑ میری بچی ناقے سے گر گئی ہے قافلہ آگے آ گیا، سکینہؑ صحرا میں رہ گئی وہاں دہل نہ جائے ایک بار شمر آگے بڑھا میں بچی کو لاؤں گا ایک بار پھوپھی نے آواز دی تُو نہ جا میری بچی تجھے دیکھ کر خوفزدہ ہو جائے گی اے سیدِ سجادؑ میں خود بچی کو لینے جاؤں گی اس صحرا میں جب زینبؑ پہنچی تو ایک بی بی بچی کو آغوش میں لیے بیٹھی تھی زینبؑ نے بڑھ کر کہا لاؤ یہ میری بچی ہے لیکن تم کون ہو بی بی نے کہا زینبؑ تیری ماں فاطمہؑ قافلے کے پیچھے پیچھے چل رہی ہے، تقریر ختم ہو گئی جب دمشق میں قافلہ داخل ہوا تو ایک رسی لائی گئی اور تمام اسیروں کو ایک ہی رسی میں باندھ لیا گیا کہ سیدِ سجادؑ کہتے ہیں کہ جس طرح جانوروں کو...... باندھا جاتا ہے کسی کا ہاتھ، کسی کا شانہ اور جب کھینچتے ہوئے چلے تو جب زینبؑ کے ہاتھ بالوں تک پہنچتے تو ایک آواز آتی زینبؑ فاطمہؑ تیرے ساتھ ہے، ارے بد دعا نہ کرنا ماں تیرے ساتھ ہے، بارِ الٰہی ان آوازوں پہ اپنی رحمت فرما، کوئی غم نہ دے سوا غمِ حسینؑ کے، ماتمِ حسینؑ۔

چھٹی مجلس

محبّت کی زبان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ پر

عشرۂ چہلم کی چھٹی تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں ''معصومین کا علمِ لسانیات'' اس موضوع پر ہم غور و فکر کر رہے ہیں کل ذکر تھا کلامِ پاک میں جن حروف میں اللہ اپنے نبیؐ سے باتیں کرتا ہے ان حروف کا تذکرہ تھا کہ وہ لسانیات میں ایسے حرف کہ جسے مقطّع کہتے ہیں قرآن میں وہ مقطّع اور مقطّعات جمع یعنی حروف کے ٹکڑوں میں اللہ اپنے پیغمبرؐ سے باتیں کرتا ہے اور وہ حروف قرآن میں موجود ہیں اور انسانوں کے لیے تاکہ اسے سمجھیں اور دوسروں کو سمجھائیں۔ قرآن دعوتِ فکر دیتا ہے کہ تم فکر کیوں نہیں کرتے، تم تدبیر کیوں نہیں کرتے، تم عقل سے کام کیوں نہیں لیتے، تم سوچتے کیوں نہیں تو یہ دعوتِ فکر قرآن کے ہر ایک ایک لفظ میں ہے اور اس کو معصوم نے ہر عہد میں سمجھانے کی کوشش کی کہ یہ حروف قرآن میں جو نازل ہوئے ہیں ان کا مطلب کیا ہے، اللہ ان سے کیا بتانا چاہتا ہے کل ہم کہہ رہے تھے انتیس سورے کلامِ پاک میں ایسے ہیں جو ان ہی حروف سے شروع ہوتے ہیں ''الم، ا، ل، م، ا، ل، ر، (حٰم) ح م، (طسم) ت، س، م، ا، ل، م، ص، (المص) ن، ص، ق، ان حروف سے شروع ہونے والے

سورے انتیس ہیں تعداد میں جو شروع ہوتے ہیں آغاز سورہ ان حروف سے ہوتا ہے، قرآن پر پوری دنیا میں غیر مسلموں نے اب تک بڑی ریسرچ کی، بڑی کتابیں لکھیں، دنیا کی ہر زبان میں قرآن کا ترجمہ ہو چکا ہے قدیم ترین قرآن ہمارے ایسے موجود ہیں جو دنیا کے ہر ملک کی زبان میں موجود ہیں، ترجمے ہو چکے ہیں، ان ترجموں میں جن اسکالرنے، دانشوروں نے تفاسیر لکھیں اور حاشیے لکھے انہوں نے بھی بہت کچھ سمجھانے کی کوشش کی جیسے جیسے زمانے کا ارتقاء ہو رہا ہے بہت سی زبانیں آپس میں قریب ہو رہی ہیں تو ان الفاظ کے سفر کا پتہ چلتا ہے کہ یہ الفاظ کہاں سے چلے تھے، کن کن قوموں کے پاس، ان کا تلفظ کچھ بدلا، کیسے لغت میں یہ لفظ اپنے استعمال کی وجہ سے کچھ سے کچھ بن گئے، ان کی حقیقت کیا تھی، یہ لفظ جب اپنے اصل مقام سے چلا تھا جب فلاں مقام پر پہنچا تو کیسے اس لفظ کو بولا گیا فلاں قوم نے کیسے اس لفظ کو اپنایا تو کیا ہوا ایک لفظوں کی کہانی، ایک لفظوں کی سرگزشت ہے یہی ہے علم لسانیات ہمارے پاس، چونکہ قرآن دنیا کی ہماری نظر میں سب سے بڑی کتاب ہے، قرآن سے اعلیٰ ہمارے پاس کوئی کتاب نہیں ہے یہ ہم نے اس کے ہر لفظ کو تبرک سمجھا، عبادت سمجھا، اس پر ریسرچ کی اور جو لوگ قرآن کی دعوت کو قبول کرتے ہیں ان کی کوشش ہوتی ہے کہ ہم قرآن کے ہر لفظ کو سمجھیں، ہر آیت کو سمجھیں، ہر زیر وزبر پیش وتشدید و جزم کو سمجھیں، ان کے تلفظات کو سمجھیں تا کہ ہم قرآن سے اپنی سماجی زندگی میں کوئی روشنی حاصل کر سکیں اور ہمارے لیے مشکل اس لیے نہیں کہ ہم کو چودہ رہنما ایسے ملے کہ جو نور تھے اور ان کے نور کی روشنی قرآن پر ایسی پڑی کہ ہر حرف ہمیں چمکتا ہوا نظر آ رہا ہے، ہمارے لیے کوئی پریشانی نہیں ہوئی کہ ہم کسی اور کے در پر جا کر پوچھتے کہ قرآن کا یہ لفظ کیا ہے، زمانہ ہم سے پوچھے ہم کسی سے

کیوں پوچھیں کیوں کہ ہم تو مدینۃ العلم کے بھکاری ہیں، ہم تو اسی در سے مانگتے ہیں، ہم ایک سے مانگتے ہیں ہر ایک سے نہیں مانگتے، ہم ایک کو مانتے ہیں، ہر ایک کو نہیں مانتے تو ہم نے تو یہ فکر دی ہے اور دیکھئے کبھی آپ نے ایسا واقعہ شیعوں کا نہیں پڑھا ہوگا، نہیں سنا ہوگا محبانِ علیؑ کا نہیں سنا ہوگا کہ کوئی کام کبھی ہمارا غلط ہو گیا تو ہم نے کسی اور سے جا کر مانگا کبھی سننے میں آیا لیکن ہم آپ کو کئی ہزار واقعات ایسے سنا سکتے ہیں، مولانا اشرف علی تھانوی قرآن کے مفسّر بھی ہیں، ترجمہ بھی کیا ہے اور اہلِ سنّت والجماعت کی مشہور احکامات کی کتاب بہشتی زیور، جیسے آپ کے پاس تحفۃ العوام ہے ویسے ہی سنّی مسلمانوں کے پاس بہشتی زیور ہے اور وہ ان کی لکھی ہوئی کتاب ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی بہشتی زیور میں ایک واقعہ لکھتے ہیں کتاب بازار میں چھپی ملتی ہے اہلِ سنّت والجماعت اپنی بیٹیوں کو جہیز میں یہ کتاب دیتے ہیں، تاج کمپنی نے اس کے کئی ہزار ایڈیشن نکالے ہیں ہر وقت بکتی رہتی ہے جیسے تحفۃ العوام بکتی ہے اس سے کہیں زیادہ وہ کتاب بکتی ہے اس لیے کہ سنی زیادہ ہیں شیعہ کم ہیں، تحفۃ العوام کم بکے گی بہشتی زیور زیادہ بکے گی اور جتنی اچھی وہ کتاب چھپی ہے آپ کی تحفۃ العوام چھپ بھی نہیں سکتی سنہری گولڈن جلدیں چھپی ہیں آرٹ پیپر پہ کلرڈ الفاظ ہیں اس کے تو اس میں ایک واقعہ وہ لکھتے ہیں کہ ہمارے باپ مولانا عبدالحق وہ بھی مفسّر ہیں، وہ بھی عالم ہیں انہوں نے بھی قرآن کا ترجمہ کیا ہے ان کا ذکر کرتے ہیں کہ ہماری والدہ کے یہاں بہت سے بچے ہوئے لیکن بچے نہیں جب ہماری نانی کو پتہ چلا کہ بچے نہیں بچتے تو انہوں نے اپنے پیر سے کہلوایا کہ ہماری بیٹی کے یہاں بچے نہیں بچتے، مر جاتے ہیں تو پیر صاحب نے کہلوایا کہ بات یہ ہے دیکھئے بہشتی زیور سے پڑھ رہا ہوں بازار میں کتاب ملتی ہے ہماری کتاب نہیں ہے بہت غور سے

سنیئے گا سب اس کو پڑھتے ہیں، ہر فرقہ پڑھتا ہے مسلمانوں کا، بڑی عام کتاب ہے، ہر دکان پر آپ کو ملے گی جہاں مذہبی کتابیں بکتی ہیں تو پیر صاحب نے کہلوایا ان کی نانی سے پیغام میں کہ دراصل تمہارے یہاں، تمہاری بیٹی کے یہاں جو بچے ہوتے ہیں وہ عمر اور علیؑ کی کشاکش میں مر جاتے ہیں یہ اشرف علی تھانوی کا جملہ ہے تو یہ پیغام پہنچا اشرف علی تھانوی کے باپ کو تو انہوں نے کہا عجیب ہیں پیر صاحب ہماری تو سمجھ میں بات نہیں آئی انہوں نے کیا کہا، تو اشرف علی تھانوی کہتے ہیں کہ میری والدہ نے میرے والد کو سمجھایا کہ پیر صاحب کا جملہ یہ ہے جب تمہارے یہاں بچہ ہوتا ہے تو تم اس کا نام عمر رکھتے ہو یا فاروق اس لیے مر جاتا ہے تو اب ان سے پچھواؤ کہ کیا نام بچے کا رکھا جائے تو یہ جملہ وہاں تک پہنچا کہ اشرف علی تھانوی کی والدہ نے یہ کہا تو وہ کہنے لگے کہ وہ لڑکی بہت ذہین ہے میرے جملے کو سمجھ گئی بات دراصل یہی ہے پیر صاحب نے کہلوایا کہ بات دراصل یہی ہے اور اب میں تمہیں اطلاع دیتا ہوں کہ دو بچے ہوں گے مولوی عبدالحق کے یہاں ایک کا نام اشرف علی رکھنا ایک کا نام اکبر علی رکھنا اشرف علی میرا ہے اکبر علی دنیا کا کام کرے گا، یہ دین کا کام کرے گا وہ کہتے ہیں کہ ہم دونوں پیدا ہوئے ایک کا نام اشرف علی ایک کا نام اکبر علی جب علی یہ نام رکھا گیا تب دونوں بھائی زندہ رہے تو اب آپ خود غور کیجیے تو کبھی کوئی ایسا واقعہ آپ کے یہاں بھی ہوا کہ کسی نے کہا کہ حسین نام رکھا، عباس نام رکھا، علی نام رکھا نام بدل دو دنیا نے ان ناموں سے مدد لی تو گویا یہ نام بھی علم لسانیات میں معجزہ ہیں اور ہر فرقے میں یعنی لسانیات کا علم مذہب میں نہیں بٹا ہوا ہے زبان کا علم سب کے پاس ہے یعنی لسانیات کا علم نہ شیعہ ہوتا ہے نہ سنی، نہ ہندو ہوتا ہے نہ عیسائی جو لفظ بولے تو لفظ پہ یہ نہیں لکھا کہ یہ لفظ شیعہ ہے یا سنی ساری دنیا اردو بولتی ہے، ساری

دنیا میں عربی بولی جاتی ہے، فارسی بولی جاتی ہے، انگریزی بولی جاتی ہے لیکن جس لفظ کو آلِ محمدؐ اپنا لفظ کہہ دیں، جس لفظ پر، جس حرف پر معصوم انگلی رکھ دے اب علمِ لسانیات میں اس حرف کو اس لفظ کو شکست نہیں ہوسکتی کسی منزل پر کسی شعبے میں وہ لفظ جگمگاتا رہے گا، علمِ لسانیات میں ہمارے معصومین کا کتنا حصہ ہے ہم اسی پر گفتگو کر رہے ہیں یہی ہمارا موضوع ہے یہ کہ کہاں تک موضوع کا حق ادا ہو جائے یہ بہت مشکل کام ہوتا ہے کل ہم کہہ رہے تھے کہ اٹھائیس حروفِ تہجی عربی زبان میں ہیں، حروفِ مقطّعات بہتّر ہیں بہتّر میں مکرّر جو بار بار آئیں ہیں ان کو نکالا، کل کی بحث اگر یاد ہے الم، ا، ل، م، چار بار آیا چار بار نہیں لکھنا کاغذ پر ایک بار لکھ لیجئے، الم، ا، ل، م، آیا چار بار ہے لکھیں گے ایک بار، ا، ل، ر، مثلاً چار پانچ چھ جتنے بار بھی آیا ہوا ایک بار لکھ لیا، ا، ل، ر، ص ایک بار آیا ہے، ق ایک بار آیا بھئی شروع میں حروفِ مقطعات میں ہوئے تو ایک ایک جو آیا ہے وہ ایک ایک لکھ لیں، جو دو دو بار آیا ہے اس کو بھی ایک بار لکھ لیں اب کُل بچے چودہ حروفِ تہجی عربی کے ہیں اٹھائیس، چَودہ اور چَودہ اٹھائیس تو کُل میں سے چودہ قرآن نے استعمال کیے، نہیں غور کیا آپ نے، اُتارے اٹھائیس حروف اللہ نے، انتخاب کیے چودہ نہیں غور کر رہے آپ آلِ عمران میں آیت ہے اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ہم نے پوری عالمین کائنات میں سے آدمؑ کو چُنا، نوحؑ کو چُنا آلِ ابراہیمؑ کو اور آلِ عمران کو مصطفیٰ بنایا برگزیدہ کیا چُن لیا، انتخاب کر لیا ایک لاکھ چوبیس ہزار بھیجے ان میں سے چُنے چند، تو انتخاب ان کا ہے کوئی اعتراض نہیں کر سکتے کہ اتنے کم کیوں چُنے یہاں تو آدھوں آدھ کا مسئلہ ہے حروف اُتارے اٹھائیس چُنے اس نے چَودہ اور انہیں حروفِ مقطّعات بنا کر قرآن میں اُتار دیا، ان چودہ میں کل بحث تھی کہ تین حرف

ایسے کہ جن میں نقطے چودہ حروف میں نے آپ کو سنا دیئے تھے کون کون سے
ص، ر، ا، ط، ع، ل، یہ بڑی ہ، ق، ن، م، س، چھوٹی ح گول ح یہ چودہ حروف
میں تین حرف ایسے ہیں جن میں نقطے ہیں کون کون سے چھوٹی ی، ق، ن چودہ میں
تین ہی حرف ایسے ہیں جن میں نقطے ہیں کون کون سے ق، ی، ن نقطے ذرا گنیے
''ي'' کہ نیچے دو نقطے ''ق'' میں دو نقطے ن میں ایک نقطہ کل کتنے یعنی چودہ حروف
میں نقطے ہیں پانچ، یہ تو ہے نقطے کی بات پانچ ہیں نقطے اب توجہ نہیں کی آپ نے
ذرا سا توجہ کرتے اگر آپ ان حروف کے ساتھ ساتھ چلیں آپ کو بڑا لطف آئے
چودہ حروف چودہ میں تین نقطے والے تین کون کون سے ہیں ''ن، ق، ي'' کیا بنا
نقی کون بولا دیکھئے ایک بولا تو سب کہاں مجلس سن رہے ہیں نقی بنا نقی تین حرف
ایسے نقطے والے ن، ق، ي چودہ میں تین نقطے پانچ اب نقی کے معنی کیا نقی کے معنی
انتخاب کرنا برگزیدہ بنانا، منتخب کر لینا، پسند کر لینا، پسندیدہ تو اب پانچ اور چودہ
اللہ نے پسند کر لیے چُن لیے نقی بنا دیا غور کیا آپ نے معصوم معصوم کا نام رکھتا ہے
خود نہیں رکھتا کون رکھتا ہے معصوم معصوم کا نام رکھتا ہے آپ بھی اپنے بچوں کے
نام رکھ دیں تاریخی نام نکالتے ہیں، قرآن سے نکالتے ہیں، بزرگوں کے نام
رکھتے ہیں کہ بچے کے دادا کا نام یہ یہ نام رکھ دو لیکن یہاں بچہ پیدا ہو نبیؐ کی گود
میں جائے نبیؐ علیؑ سے کہیں بچے کا نام رکھا، کہا میں آپ پہ کیسے سبقت کر سکتا
ہوں، آپ پہ کیسے سبقت کر سکتا ہوں تو نبیؐ کیا کہے یا علیؑ تم مجھ سے سبقت نہیں کر
سکتے، میں اللہ سے سبقت نہیں کر سکتا اب انتظار ہے کہ جبریلؑ آئیں تو بچوں کے
نام رکھے جائیں، جبرئیلؑ آ گئے کہا حسنؑ نام رکھ دیجئے پھر نواسہ ہوا، کہا حسینؑ نام
رکھ دیجئے کس نے نام رکھوائے یعنی سامنے کی بات ہے کہ حسنؑ اور حسینؑ کے نام
اللہ رکھے، توجہ نہیں کر رہے، جن بچوں کے نام اللہ خود رکھے تو وہ بچے اللہ کی نظر

میں کیسے ہوں یعنی اب نہ کسی حدیث کی ضرورت، نہ کسی دلیل کی ضرورت، نہ کسی آیت کی ضرورت اب ایک مشہور سامنے کی بات صرف علمِ لسانیات سے بچوں کی فضیلت اگر ثابت کرنا ہو اب کسی سہارے کی ضرورت نہیں بحث کیجئے اللہ نے نام رکھا، اللہ نے دونوں بچوں کے نام رکھے، اللہ کو بچے پسند تو کیا اس کو یہ نہیں معلوم تھا کہ یہ بچے معاذ اللہ ایک صلح کرے گا ایک جنگ کرے گا اس کو یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ حسنؑ کس کے مقابل آئے گا اور وہ کاتبِ وحی ہوگا اس کا احترام کرنا پڑے گا پھر مشکل پڑ جائے گی کہ کاتبِ وحی کا احترام کریں، حسنؑ کا احترام کریں پھر ایک اور مسئلہ آ جائے گا کہ یزیدؑ حاکم تھا حسینؑ اس سے ٹکرا جائیں گے مسئلہ آ جائے گا کہ یزید کو رحمۃ اللہ کہیں یا نہیں کہیں اب اللہ کو یہ سب باتیں معلوم نہیں اور مسلمانوں کو معلوم علمِ لسانیات سے فضیلت کیوں رکھ رہا ہے، ان بچوں کے نام اور ایسے نام رکھ رہا ہے تجھ کو علمِ غیب نہیں ہے کیا، چلو نبیؐ کے پاس تو علمِ غیب نہیں کیا اللہ تعالیٰ کے پاس بھی علمِ غیب نہیں، انہیں پتہ نہیں ہے کہ حسنؑ کے معنی ہیں سب سے بہترین، بچے کا نام رکھ رہا ہے تُو سب سے بہترین جس کو بنا رہا ہے، سب سے بہترین یہ کام کیا کرے گا یہ تو تھک کر بیٹھ جائے گا یہ کہہ رہا ہے یہ سب سے بہترین ہے یہ تو سات سو شادیاں کرے گا تاریخ میں لکھا جائے گا طلاقیں دیتا تھا شادیاں کرتا تھا تجھ کو پتہ نہیں کہ معاملہ شادی میں یہ بہترین نہیں ہے، گھریلو زندگی میں بہترین نہیں ہے پھر ایسا نام ہمہ صفت موصوف کیوں رکھا تو اللہ آواز دے گا دیکھ کر نام رکھا پیدائش میں بہترین، خاندان میں بہترین، ماں میں بہترین، نانا میں بہترین، صورت میں بہترین، شکل میں بہترین، آواز میں خُلق میں، قد میں، صبر میں، علم میں، سخاوت میں بہترین، پوری حیات میں بہترین، پوری حیات دیکھ کر بچے کا نام رکھا ہے جاہل ہو تم، تم کیا جانو حسنؑ کیا ہیں، ہم

جانتے ہیں کہ اس کی حیات کیسے گزرے گی، اس کی ٹکر پہ اسلام میں کوئی بچہ پیدا ہی نہیں ہوگا ایسے دو بچے دنیا کے کسی رہنما کو ملیں گے ہی نہیں جیسے یہ بچے حسینؑ نام رکھ رہا ہے ہاں ہمیں معلوم ہے نا کیوں رکھ رہا ہے حسینؑ نام ہمیں معلوم ہے کہ احسان کرے گا تمہارے اوپر، تم کیا اور تمہارے اوپر احسان کرنا کیا ہم نے رکھا ہے نام تم نے نہیں رکھا توجہ نہیں کر رہے ہیں آپ میں نے اس کا نام رکھا ہے احسان تو یہ ماں پہ احسان کرے گا، یہ باپ پر احسان کرے گا، یہ نانا پہ احسان کرے گا، یہ مجھ پر احسان کرے گا میں نے رکھا ہے نام میں نے رکھا ہے اگر تمہارے اوپر احسان کرتا تو مجھے کیا ضرورت تھی کہ میں نام رکھتا جب یہ انبیاء پر احسان کرے گا تو اس کے پرتو سے تھوڑا سا احسان تم پر بھی ہو جائے گا ورنہ تم کیا اور کس قابل اس لیے کہ تم تو احسان فراموش ہو، دیکھئے لسانیات کی تقریرین ہیں محاورے تو آئیں گے اچھا تو ہوگئی نا گفتگو آپ نے غور نہیں کیا کہ میں نے علم لسانیات میں ناموں کو حسنؑ اور حسینؑ سے کیوں اٹھایا، چُپ نہ ہوا کریں مزہ خراب ہو جاتا ہے آپ چُپ ہوں گے تو پھر تقریر ہم بھی ایسے ہی کریں گے غور کیا آپ نے ارے بھائی حسنؑ اور حسینؑ یہی دو بچے تو اسلام آنے کے بعد نام رکھے گئے نا کہاں سے شروع کرتا بھئی اب جا کے آپ نے غور کیا اگر ہم محمدؐ سے بحث کرتے آپ کہتے کب کی بحث کر رہے ہیں کہ اللہ نے محمدؐ نام رکھا تب تو اللہ کسی سے بات ہی نہیں کرتا تھا نہیں غور کر رہے کچھ بھی آپ تو غور نہیں کر رہے، چالیس برس کا جب نبیؐ ہوا تو پہلی وحی آئی اللہ نے بات کرنا انسان سے شروع کی عرب میں، بھئی پہلی وحی اقراء، نبیؐ ہے چالیس برس کا، اس سے پہلے نام رکھا گیا محمدؐ اس سے پہلے نام رکھا گیا علیؑ اس سے پہلے نام رکھا گیا فاطمہؑ اللہ کہہ رہا ہے کہ محمدؐ نام بھی ہم نے رکھا علیؑ نام بھی ہم نے رکھا فاطمہؑ نام بھی ہم نے رکھا کب رکھا وحی تو

پہلی آئی اقراء پتہ چلا پہلی وحی اللہ کی محمدؐ دوسری وحی علیؑ تیسری وحی فاطمہؑ تو وحی کسی پر آتی ہے نا بھئی کسی پر آتی ہے نا اور یہ طے ہے کہ بچے کا نام بزرگ رکھتے ہیں محمدؐ کا نام کس نے رکھا بھئی دادا نے رکھا یا چچا نے، باپ کا انتقال ہو گیا اگر دادا موجود ہے تو چچا کو ہٹا دیجیے دادا نے نام رکھا عبدالمطلبؑ نے، نام آیا ہے آسمان سے لغت کا نام نہیں ہے نام تو لغت میں لسانیات میں جب داخل ہو گا جب یہ محمدؐ بنیں گے، چودہ معصوم وہ ہیں کہ پیدا ہوں تو ایک ایک لفظ علمِ لسانیات میں بڑھائیں القاب کو چھوڑ دیجیے القاب کئی کئی ہزار ہیں صرف اتنا سوچ لو کہ معصومین کے القاب جمع ہوں تو ایک لغت بنے، کیا کیا کہتا چلا جا رہا ہوں میں، محفوظ تو بہر حال ہو رہا ہے آپ ضائع بھی کر دیں گے تو محفوظ ہو رہا ہے، ایک لغت علمِ لسانیات پر بن جائے صرف ناموں پر تو عبدالمطلبؑ نے نام رکھا محمدؐ اس سے پہلے کوئی عرب میں محمدؐ نام کا تھا، نہیں تھا، پہلی بار یہ لفظ استعمال ہوا دو صورتیں ہیں اگر عبدالمطلبؑ کی زبان پر یہ لفظ آیا تو آج کائنات کا سب سے بڑا لفظ اللہ کے بعد یہی ہے نہیں غور کیا اگر یہ تخلیقِ عبدالمطلبؑ ہے تو کائنات کا سب سے ماہرِ لسانیات عبدالمطلبؑ جس نے لفظ محمدؐ عربی لغت کو دیا اور اگر یہ اللہ نے نام رکھوایا جیسا قرآن میں کہتا ہے کہ ہم نے اس کا نام انجیل میں احمد رکھا، قرآن میں محمدؐ رکھا، نام رکھا گیا پیغمبرؐ کی پہلی وحی سے چالیس برس پہلے اور جب قرآن آیا تو اللہ نے کہا کہ نام محمد ہم نے رکھا تو عبدالمطلبؑ اللہ ہیں کیا، قرآن میں کہہ رہا ہے کہ نام ہم نے رکھا ہے احمد اور محمدؐ تاریخ کہہ رہی ہے کہ عبدالمطلبؑ نے رکھا تو عبدالمطلبؑ اللہ میاں ہیں کیا، نہیں اللہ کہتا ہے کہ جب معصوم کوئی عمل کرتا ہے، ہم ہمیشہ اس کو اپنا عمل کہتے ہیں کیوں اس لیے کہ معصوم یہ کہتا ہے کہ اِدھر ہم نے ارادہ کیا اُدھر اللہ نے بھی ارادہ کیا تو پتہ چلا کہ چودہ معصوم تو وہ ہیں جو عصمتِ کبریٰ پر فائض

ہیں اس کے علاوہ کچھ اور معصوم ہیں اب جو پیچھے مڑ کر دیکھا تو فاطمہ بنتِ اسدؑ، آمنہؑ، عبداللہؑ، ابوطالبؑ، عبدالمطلبؑ، قصیؑ، عبد مناف ؑ، ہاشمؑ سب معصوم، اللہ جن سے باتیں کرے وہ سب معصوم، نام رکھ دو اس کا محمدؐ، اچھا اب ہو گیا عبدالمطلبؑ کا انتقال، محمدؐ آٹھ برس کے تھے، نبیؐ کے دادا کا ہو گیا انتقال، محمدؐ اب ہیں تیس برس کے تو خانۂ کعبہ میں علیؑ پیدا ہوئے، محمدؐ پہ ابھی وحی آئی نہیں آپ کہہ رہے ہیں کہ چالیس کی عمر میں وحی آئی اور خانۂ کعبہ پہنچ گئے تو چچی سے کہا کہ کیا آپ نے اس بچے کا نام رکھ دیا کہا ہاں رکھ دیا، کہا کیا نام رکھ دیا، کہا حیدر، ماں نے حیدر نام رکھ دیا باپ سے پوچھا کہا نام رکھ دیا، کہا ہاں رکھ دیا، کیا اسد، کہا آپ اسد کہیے آپ حیدر کہیے مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں اس کو علیؑ کہوں، اللہ نے حکم دیا ہے آپ نے توجہ نہیں کی، ماں نے اپنا نام رکھا باپ نے اپنا نام رکھا اللہ نے کہا میں نے جو نام دیا ہے محمدؐ وہ نام رکھو، ابھی محمدؐ نے خود نام نہیں رکھا محمدؐ نے کیا کہا محمدؐ نے کہا ابوتراب جب بھی پکارا ابوتراب علیؑ کو تمام کنیتو میں یہ کنیت سب سے زیادہ پسند تھی اچھا محمدؐ نے اگر ابوتراب کہا تو اپنی مرضی سے کہا یا اس کی مرضی سے کہا اس کے معنی اللہ نبیؐ کی زبان سے اس لفظ کو ادا کروانا چاہتا تھا، علیؑ کے نام دیکھ جایئے علیؑ سے پہلے، میں عجیب عجیب باتیں کہتا چلا جا رہا ہوں یہ سب ابھی آ رہی ہیں اگر آپ نے غور نہیں کیا تو مزہ نہیں آئے گا، علیؑ سے پہلے عرب میں حیدرؑ کسی کا نام نہیں تھا، علیؑ نام کا کوئی نہیں گزرا علیؑ سے پہلے ابوتراب بھی کوئی نہیں گزرا اور کتنے نام ہیں جنابِ فاطمہؑ کے اور حضرت علیؑ کے میں آپ کو گنواؤں ابھی تذکرہ ہوگا تو یہ نامِ علیؑ پتہ چلا کسی ندا دینے والے نے ندا دی ایک شعر پڑھا اس میں آیا تھا لفظِ علیؑ، ابوطالبؑ نے اس شعر کو چاندی کی تختی پہ لکھوا کر خانۂ کعبہ میں لٹکا دیا، تاریخ کہتی ہے کہ عبدالملک بن مروان کے دور تک کعبے

میں وہ تختی لٹکی تھی کہ علیؑ کا نام علیؑ کیسے رکھا گیا اس کے بعد وہ تختی غائب ہوگئی، چیزیں غائب ہوجاتی ہیں بہت سی چیزیں غائب ہوجاتی ہیں کعبے میں سے بہت سی چیزیں غائب ہوگئیں اب وہ نہیں ملتیں جن کا تذکرہ ہے کیوں غائب ہوئیں یہ بحث الگ ہے وہ تحریر تھی ہم تو نامِ علیؑ کی بات کررہے ہیں تحریریں اب کہاں ملتی ہیں اور اگر کوئی تحریر غائب ہوگئی تو کیا جب ہمارے پیغمبرؐ کو تحریر لکھنے ہی نہیں دی گئی تو اب تحریر کی کیا بات کریں تقریر کی بات کیجئے تقریر کی باتیں کررہے ہیں تقریر کی بات تو اللہ نے بھی کی ہے قرآن میں کہا کہ ہم نے منطق الطیر کا علم سلیمانؑ کو دیا سورۂ نمل میں اللہ نے کہا کہ ہم نے منطق الطیر کا علم سلیمانؑ کو دیا، ساڑھے سات سو برس ان کی حکومت رہی اللہ کہتا ہے کہ ہم نے دنیا کی ہر زبان انہیں سکھا دی تھی حد یہ ہے کہ پرندوں کی، چرندوں کی، جنوں کی، شیاطین کی زبانیں بھی اُنھیں بتادی تھیں، اس کے معنی یہ الگ الگ زبانیں ہیں یہ جمع ہوں تو علم لسانیات بنے، اللہ کہہ رہا ہے کہ ہم نے سلیمانؑ کو ان ساری زبانوں کا علم دے دیا کہ حضرتِ سلیمانؑ جب میدانِ جنگ میں جنگ کرتے تھے، میدانِ جنگ میں ہوتے تو فارسی میں گفتگو کرتے تھے، جب گھر میں آتے تھے حرم سرا میں تو سریانی زبان میں گفتگو کرتے، جب چیف جسٹس کے عہدے پر ہوتے تھے عدالت میں آتے تھے تو رومن یعنی انگریزی زبان میں گفتگو کرتے تھے، جب عبادت گاہ میں آتے تو عربی میں عبادت کرتے، جب دور پہاڑ کے ملکوں میں آتے تھے تو عبرانی میں گفتگو کرتے تھے غور نہیں کیا آپ نے جہاں بہت سی زبانیں بولی جائیں تو وہاں جب ایک زبان بولی جائے تو اسے کہیں گے لشکری زبان، ترکی زبان میں لشکر کو کہتے ہیں اردو آج یہ ثابت ہوچکا ہے کہ اردو زبان حضرتِ سلیمانؑ کے عہد میں بن چکی تھی، بحثیں بہت ہوں گی پریشان ہونے کی

ضرورت نہیں ہے علم لسانیات ہے جتنا بھی دماغ پہ بار پڑے، سوئیں، جاگیں، اٹھیں پھر سوجائیں اور سنتے رہیں اس میں سے جتنا بھی مل جائے اس کو کافی سمجھے گا ویسے محفوظ ہے دوبارہ کیسٹ سن کے سمجھ میں نہیں آیا پھر سُن لو اب یہ منبر کا موضوع بہرحال آپ کے لیے پہلی بار ہے ہونا تو چاہیے تھا اس کو اس لیے کہ دنیا کے ہر علم کی بنیاد زبان پر ہے جب یہ پختہ نہیں بچے کی تو پھر کیا اس کا پس منظر، سب کچھ بیان ہو تو کتنا اچھا ہے اور وہ بھی آلِ محمدؐ کے فضائل کے حوالے سے تو سلیمانؑ کو اتنی زبانوں پر عبور تھا جو فخرِ سلیمانؑ ہو اس کے پاس کتنی زبانوں کا علم ہوگا، اور یہ جو میں نے آپ کو سنایا سلیمانؑ میدانِ جنگ میں فارسی بولتے تھے، عدالت میں کورٹ میں آتے تو رومن یعنی انگریزی بولتے، گھر میں جاتے تو سریانی، وفود آتے تو عبرانی، عبادت گاہ میں جاتے تو عربی یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں، حضرت امام جعفرِ صادقؑ فرماتے ہیں کہ اس کے علاوہ درندوں، چرندوں، پرندوں ملائکہ وشیاطین وحشرات الارض کی زبانیں بھی سلیمانؑ کو آتی تھیں اس کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ ساری زبانیں ہم کو بھی آتی ہیں اور اس کے علاوہ جن زبانوں کی ہوا بھی سلیمانؑ کو نہیں لگی تھی ہمیں وہ زبانیں بھی آتی ہیں اور اس کے بعد مولائے کائنات سے لے کر گیارھویں امام تک ہر امام نے یہ فرمایا کہ کائنات میں صوت کہتے ہیں آواز کو یعنی اگر لکڑی سوکھ کر چٹخے اور اس میں سے چٹ کی آواز آئے تو یہ بھی زبان ہے یعنی جہاں ساؤنڈ آجائے وہاں آواز، جہاں آواز ہے وہاں حرف ہے، جہاں حرف ہے وہاں لفظ ہے، جہاں لفظ ہے وہاں لسان ہے، امام کہتے ہیں دنیا کی کوئی ساؤنڈ ایسی نہیں جس کی آواز ہم نہ جانیں، صحیفۂ کاملہ میں چوتھے امام فرماتے ہیں کہ وہ پہاڑ کی اونچی چٹان پر جو چیونٹی چھوٹا سا ننھا سا کیڑا چل رہا ہے اس کے قدموں کی چاپ بھی میرا رب سنتا ہے اور جتنی

آوازیں اللہ سنتا ہے اتنی آوازیں ہم سب سنتے ہیں انہیں جانتے ہیں، پہچانتے ہیں، پتا نہیں ہل سکتا نہیں مولا فرماتے ہیں، ملک بال برابر اپنی جگہ نہیں چھوڑ سکتا بغیرِ ہمارے اِذن کے مولائے کائنات فرماتے ہیں دنیا کی کوئی زبان ایسی نہیں جو ہم نہیں جانتے تم تصور بھی نہیں کر سکتے کہ وہ زبانیں ہیں بھی یا نہیں اُن زبانوں کا تعلق انسان کی زبان سے نہیں ہے اس لیے کہ جو جانور زبانیں نکالتے ہیں وہ مہمل لفظ ہوتے ہیں لیکن امام فرماتے ہیں کہ تمہارے لیے وہ مہمل الفاظ ہیں لیکن یہ ان کی زبان ہے اور ہم وہ بھی سمجھتے ہیں اچھا یہاں تک تو غنیمت ہے کہ سلیمانؑ درندوں، چرندوں، پرندوں سب کی آوازیں، انسانوں کی تمام قوموں کی زبانیں سمجھتے ہیں لیکن ہمارے مولائے کائنات مظہر العجائب غور کریں آپ ذرا یعنی اللہ نے نا معلوم کتنے مقام پر یہ کہا ہے غور سے سنیے گا ہم نے پہاڑوں سے یہ کہا پہاڑوں نے یہ جواب دیا، ہم نے دریاؤں سے یہ کہا دریاؤں نے یہ جواب دیا، ہم نے زمینوں سے یہ کہا زمینوں نے یہ جواب دیا، ہم نے درختوں سے کہا اچھا کیا یاد دلا دوں ہم نے اپنی امانت جن و انس و درندں و چرندوں پرندوں جمادات نباتات و کائنات کی ہر شے پر ہم نے اپنی امانت کو پیش کیا سب گھبرا گھبرا کر یہ کہہ کر ہٹ گئے ہمیں نہیں چاہیے انسان آگے بڑھا اور اس امانت کو اٹھالیا اور وہ تھی عقل تو اللہ نے جب سب سے کہا اور سب نے جواب دیا تو پتہ چلا کہ پہاڑوں کی بھی کوئی زبان ہے، دریاؤں کی بھی زبان ہے، زمینوں کی بھی زبان ہے، درختوں کی بھی زبان ہے، اللہ بات کرتا ہے، دنیا کی ہر مخلوق جواب دیتی ہے، مولائے کائنات فرماتے ہیں کائنات کی ہر شے سے ہم گفتگو کرتے ہیں اور وہ ہم کو جواب دیتی ہے ایک خزانہ ہے، ایک پھیلاؤ ہے اس پورے سبجیکٹ میں کیسے آپ کو سمجھاؤں سلیمان کو ہوا پر حکومت دی گئی، تختِ

سلیمانؑ چلتا تھا، ہوا تیز چلی ایک بڑھیا کا ہاتھ ٹوٹ گیا وہ حضرتِ سلیمانؑ کے پاس شکایت لے کر آئی ہوا کی، آپ حاکم ہیں ہوا پر، ہوا نے آج میرا ہاتھ توڑ دیا، حضرت سلیمانؑ نے ہوا کو بلایا، کہا تو نے اس کا ہاتھ کیوں توڑا واقعہ قرآن میں ہے حاشیے پہ پڑھ لیجئے گا تفسیر میں تو اس ہوا نے کہا کہ مجھے تیز پہنچنا تھا، ایک بچے کو بچانا تھا یہ بیچ میں آ گئی اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا میں نے جان کر نہیں توڑا یہ جو ہوا بولی کون سی زبان ہے ہوا کی بھئی آپ بھی تو ہوا کی آوازیں سنتے ہیں دیکھا تو نہیں ہے ہوا کو شوں شاں، طوفان کی آوازیں سنتے ہیں نا سب دیکھا تو نہیں ہے آپ نے آوازیں تو آپ سنتے ہیں نظر نہیں آتی سمجھ میں نہیں آتی ہوا کیا بول رہی ہے، اچھا ایک بزرگ تھے ہمارے سلطان صاحب میر نفیس میر انیسؔ کے بیٹے کے شاگرد مرثیہ کہتے تھے، مرثیہ کہہ رہے تھے ہوا جو تیز آئی تو سارے ورق ان کے اُڑ گئے اب بوڑھے آدمی غصہ آیا کاغذ چُنتے جاتے تھے کہتے جاتے تھے کمبخت حضرتِ آدمؑ کے دور سے چل رہی ہے اب تک چلنے کی تمیز نہیں آئی، یہ علم لسانیات کے نقطے ہیں اب کہاں پر یہ پتہ چلے میں مصائب نہیں پڑھتا بیچ فضائل میں دلیل ضرور مصائب سے دیتا ہوں، امام حسینؑ نے جب هَلْ مِنْ نَاصِرٍ يَنْصُرُنَا کی آواز بلند کی ہے کوئی میرا ناصر تو دنیا کی ہر مخلوق نے جواب دیا۔ زمین و آسمان، ہوا، پانی، زمین سب نے جواب دیا۔ یہاں تک غنیمت، زلزلہ آیا لوگوں نے کہا یا علیؑ زمین گھوارہ بن گئی علیؑ نے زمین سے کہا تیرا باپ تجھ سے کہتا ہے کہ خاموش ہو جا بوتراب کی آواز سُن کر زمین ساکت ہو گئی، بھئی وہ آفتاب غروب ہوا، راوی کہتا ہے ایسے کلمے کہے جیسے ابابیلیں بولتی ہیں ہم وہ زبان نہیں سمجھے ادھر وہ کلمہ زبان سے نکلا آفتاب پلٹا، سورج سے کسی اور زبان میں باتیں ہوتی ہیں، زمین سے کسی اور زبان میں باتیں ہوتی ہیں، پانی میں بسنے والوں سے کسی اور

زبان میں اور اگر کسی اور کو بتادیں نُصیر تو جا دیکھ یہ نہروان کا پانی کہاں تک کم ہے، کہا کیسے میں کیسے بتاؤں، کہا آواز دیتا جا کہ جُم جُمہ وہ گیا اس نے آواز دی کیکڑے نکل آئے، کہا ہمیں کس نے آواز دی، کہا مولا علیؑ سے میں سیکھ کر آیا تھا میں نے آواز دی، کہا کس سے بات کرنی ہے، کہا جُم جُمہ سے، کہا ہم سب جُم جُمہ ہم سب کے نام جُم جُمہ ہیں وہ واپس گیا، کہا یا علیؑ وہ تو بہت سے کیکڑے نکل آئے نہروان کی نہر سے کہہ رہے ہیں ہم سب جُم جُمہ، کہا جا جا کے آواز دے جُم جُمہ ابنِ گُرگُرہ، اس نے آواز دی اس سے بڑے کیکڑے نکل آئے، کہا مولا علیؑ نے بھیجا تھا کہ کہنا جُم جُمہ ابنِ گُرگُرہ کو آواز دینا، کہا ہم سب جُم جُمہ ابنِ گُرگُرہ ہیں، مولا نے کہا اب جا کے پکار جُم جُمہ ابنِ گُرگُرہ ابنِ مُرمُرہ، گیا اس نے آواز دی جُم جُمہ ابنِ گُرگُرہ ابنِ مُرمُرہ ایک بڑا سا کیکڑا، پانی پر آیا اور کہا کہ کس نے ہمیں پکارا، اب کیکڑا آدمی کی طرح پکار کر کہے کس نے ہمیں پکارا ذرا سوچیے وہ بول رہا ہے نُصیر نے کہا ہم نے کہا، کس کے حکم سے پکارا، کہا علیؑ نے تیرا نام بتایا تھا ہم نے پکارا، کہا کیا پوچھنے آیا ہے، کہا مولا علیؑ نے پوچھا ہے کہ نہر کا پانی کہاں سے کم ہے تا کہ لشکر وہاں سے آرام سے گزر جائے، کہا کیکڑے نے اکڑ کر کہا کتنا جاہل ہے تُو تو علیؑ کے ساتھ رہتا ہے جو علیؑ ہمارے باپ دادا کے نام جانتا ہے اس کو یہ نہیں پتہ کہ پانی کہاں کم ہے کہاں زیادہ۔ آج اتنے ٹیلی فون آئے کہ ذرا واقعات پڑھ دیں مزہ اس میں آتا ہے آپ تو خالص علمی گفتگو کل کر گئے وہ خشک گفتگو تھی بیچ بیچ میں آپ واقعے بھی سنایئے، بچوں کو بھی شکایت ہوگئی، معجزے سنایئے، واقعے سنایئے فرمائش ہے فرمائشی مجلس ہوگی زمین کی آواز، ہوا کی آواز، پانی کی آواز، آپ کی آواز، کلیم اللہ جہاں لفظِ کلیم اللہ لکھا ہے قرآن میں وہاں مفسرین نے بحث کی ہے کہ کلیم اللہ کے کیا معنی، چھوٹے چھوٹے لفظ ہیں یہ لسانیات کے

اگر آپ غور کریں اور محفوظ رہ جائیں تو بھئی کیوں موسیٰؑ ہی کلیم اللہ کیوں بھئی اس لیے کلیم اللہ کہ اللہ سے باتیں کیں تو کیا نوحؑ نے اللہ سے باتیں نہیں کی تھیں بھئی توجہ ہے نا حضرت ابراہیمؑ نے اللہ سے باتیں کیں تھیں یا نہیں صاف صاف باتیں یاد ہیں ابراہیمؑ کی باتیں اللہ سے یاد ہیں ارے شروع ہی مجلس یہاں سے ہوئی تھی ہمیں حج کی جگہ بتادے آنے والی نسل میں ایک پیغمبر کو پیدا کر لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا آخرین میں ایک علیؑ کو پیدا کر سچی زبان والا، باتیں ہو رہی ہیں اللہ نے کہا ہاں پیدا کر دیا انہوں نے کہا لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا انہوں نے کہا لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا تم آخرین میں ایک سچی زبان والا مانگ رہے ہو ہم نے علیؑ کو پیدا کر دیا، سوال جواب قرآن میں بات ہو رہی ہے تو ابراہیم خلیل اللہ کیوں نہیں قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي باتیں یاد ہیں نا مسلسل یعنی اگر پورے قرآن میں ڈھونڈیں گے تو ابراہیمؑ سے اللہ نے زیادہ باتیں کیں، باتیں ابراہیمؑ سے زیادہ کیں اللہ نے کلیم اللہ ہو گئے وہ عیسیٰؑ سے ہوئیں باتیں سورۂ مائدہ پانچواں سورہ پڑھ لیجئے مسلسل عیسیٰؑ سے اللہ باتیں کر رہا ہے، کیا تم نے پرندہ مٹی کا بنا کے نہیں اڑایا تم جب جھولے میں، گہوارے میں پڑے تھے ہم نے اس وقت تمہارے اوپر وحی کر کے یہ نہیں کہا کہ کہہ دو کہ کتاب لے کر آیا ہوں، اور یہ وہ کتنے احسانات ہم نے تم پر کیے باتیں ہوئیں ہاں ہاں ہر نبی سے باتیں اللہ کرتا ہے اور کلیم اللہ موسیٰؑ ہو گئے یہ تو بحث کی مفسرین نے کہ کلیم اللہ کیوں ایک کے ماہرِ لسانیات تھے نہیں غور کیا آپ نے اور مثال میں واقعے دو ہی چار ہیں دیکھئے سلیمانؑ موسیٰؑ کے بعد کے نبی ہیں ہوا سے بات، چرند سے درند، پرند سے یہ واحد نبی ہے توجہ یہ واحد نبی ہے ابراہیمؑ کی نسل میں اور کوئی نبی نہیں جس نے آگ سے بات کی، ہوا ہو گئی، پانی، مٹی سب ہو گئی موسیٰؑ واحد نبی جس نے آگ سے بات کی

اور قرآن میں موجود ہے کہ ہم نے درخت..........

بھی سنتِ الٰہی اسی لیے ہم آگ کا ماتم کرتے ہیں، پہلے آگ جلاتے ہیں پھر پیروں سے یا حسینؑ کہہ کر بجھاتے ہیں، جلانے میں بھی نبوت کا راز، بجھانے میں بھی نبوت کا راز، سارے کام ہم انبیاء کے کر رہے ہیں، کوئی عزاداری میں چیز نبوت سے ہٹ کر نہیں، مرتبۂ نبوت پر ہیں، عزادار کارِ نبوت کر رہے ہیں، عزادار پھر عزاداری میں بات چلی جائے گی ورنہ زنجیر کا ماتم، یہ ماتم ہاتھ کا ماتم یہ سب ابھی آجاتا لسانیات میں آجاتا بہت جلدی جلدی آگے بڑھ رہا ہوں کلیم اللہ، آگ سے باتیں کیں تو آگ کی بھی کوئی زبان ہے، وہ زبان جس کو آتی ہوگی ارے پہنچ کیوں نہیں رہے آپ وہاں تک جس کو وہ زبان آئے گی وہی صراط پہ موجود ہو۔ امامِ رضا سے مامون نے پوچھا کہ کیسے پتہ چلے گا کہ کون علیؑ والا ہے، جنت کی تقسیم کیسے ہوگی کہا انا قسیم جنّت والنّار علیؑ نے کہا کہ علیؑ وہاں ہوں گے کہیں گے کہ یہ میرا چاہنے والا، یہ تیرا یہ میرا ابراہیمؑ نے کہا ایک زبان، زبان کی دعا اس لیے مانگی آخرین میں ایک زبان، ایسی زبان جو فصیح بھی ہو بلیغ بھی ہو جس کی کتاب کا نام "نہج البلاغہ" ہے، بلاغہ یعنی بلاغت، نہج معنی راستہ۔ علیؑ نے بلاغت کا راستہ بتایا، لسانیات کی اصطلاح میں فصاحت کیا ہے اور بلاغت کیا ہے دونوں کی مثال میں آپ کو سمجھا دوں ایک مصرع انیسؔ کا پڑھتا ہوں ایک دبیرؔ کا اور یہی مثال کافی ہے ورنہ پوری تقریر ہو جائے گی، فصاحت کیا ہے اور بلاغت کیا ہے، دبیرؔ کہتے ہیں "زیرِ قدمِ والدہ فردوسِ بریں ہے" یہ ہے بلاغت حدیث ہے "ماں کے پاؤں کے نیچے جنّت ہے" حدیث کو دبیرؔ نے یوں نظم کیا یہ ہے بلاغت، اب میر انیسؔ کا مصرع یہ فصاحت ہے:-

سنتے ہیں "ماں کے پاؤں کے نیچے بہشت ہے"

دیکھیے فرق کیا ہے تاکہ فرق تو آپ سمجھ جائیں فصاحت اور بلاغت میں، فصاحت یہ ہے کہ فوراً سمجھ میں آئے یعنی اگر مصرع بھی ہو تو اس کی نثر نہ ہو سکے خود ہی نثر ہو" سنتے ہیں ماں کے پاؤں کے نیچے بہشت ہے" اسے نثر نہیں کیا جائے گا یہ خود ہی نثر ہے مرزا دبیر کا مصرع ہے:-

"زیرِ قدمِ والدہ فردوسِ بریں ہے"

اس کو نثر کیا جائے گا، "والدہ کے قدموں کے نیچے فردوسِ بریں ہے" یہ نثر ہوگئی جس کی نثر بنانا پڑے سمجھنے کے لیے وہ ہے بلاغت اور جو مصرع ہی نثر ہو وہ ہے فصاحت یہی انیسؔ اور دبیرؔ میں فرق ہے، رسولؐ نے اپنی زندگی میں جتنی باتیں کیں سب فصاحت تھیں تاکہ جلدی بات سمجھ میں آئے اس لیے قرآن کے دور کی ضرورت تھی جب فصاحت سمجھ میں آ گئی تو اب بلیغ باتوں کی ضرورت تھی اب مدینہ اور مکہ چھوڑ کر علیؑ کوفے آئے اب بلاغت کی ضرورت ہے "نہج البلاغہ" اب بلاغت کا راستہ، بلاغت کا راستہ مطلب یہ کہ اب بات میں کچھ باریکی ہے اب تم تلاش کرو جنگِ جمل کے موقع پر حضرت علیؑ نے جو خطبے ارشاد فرمائے اُن میں یہ خطبہ بھی ہے کہ "اے بصرہ والو کبھی تمہارا شہر نہیں پنپے گا تم نے عورت کی اطاعت کی، یاد رکھنا جس نے عورت کی اطاعت کی اور عورت کو حاکم بنایا وہ ذلیل وخوار ہوا اب تشریح کرتے رہو، پوچھتے رہو کتنا بلیغ جملہ ہے، کیا شرح کریں اگر علیؑ کی بلاغت نہ سمجھ میں آئے تو چودہ صدیوں میں وقت خود سمجھا دے گا کہ علیؑ کی بلاغت کے نکتے کیا تھے، اے بصرہ والو کبھی پنپ نہ سکو گے، کبھی تمہارا ارتقاء نہیں ہوگا کبھی ترقی نہ ہوگی اب مسلسل عورت کی مذمت "نہج البلاغہ" میں کیوں ایک جنگ سے پہلے کبھی علیؑ نے عورت کی مذمت نہیں کی ایک دَور عورت کی تعریف کا ہے، اب علیؑ کو اذیت پہنچی تو علیؑ کیا بتانا چاہ رہے ہیں، علیؑ یہ بتانا چاہ رہے ہیں میری

زندگی کے دو عہد ہیں ایک عہد وہ ہے جس میں فاطمہؑ جیسی بیوی مجھے ملی، ایک عہد ایسا ہے جس میں ایسی بھاوج ملی اب کیسے سمجھاؤں کیا کہوں تو علیؑ کیا بتانا چاہ رہے ہیں کہہ رہے ہیں کہ میری زندگی کے دونوں رُخوں کو دیکھنا ایک فصاحت کا دور ہے ایک بلاغت کا دور ہے علیؑ یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ ہر انسان کے لیے دنیا میں دو طرح کی عورتیں ہیں ایک اچھی عورت ایک بُری عورت چاہے نبی کیوں نہ ہو ہر نبی کے لیے اچھی عورت بھی ہے اور بُری عورت بھی ہے، پورا قرآن دیکھ جاؤ قرآن میں سولہ عورتوں کا ذکر ہے اس میں اچھی عورتیں بھی ہیں بُری عورتیں بھی ہیں کیا مطلب یعنی نبیؐ کے عہد میں خدیجہؑ بھی ہیں اور سارے عہد ہیں بڑھتے جایئے بڑھتے جایئے تو علیؑ کے ادا کیے ہوئے لفظ اور بلاغت کو سمجھانے کے لیے یہ گفتگو ہے، لفظ چھوٹا سا ہوتا ہے مقولہ چھوٹا سا ہوتا ہے شرح میں تاریخ، علم کلام، جنگیں، گھر، باہر، میدان، راستہ سب آ گیا، اسی کو کہتے ہیں بلاغت کہ علیؑ کا ایک جملہ سمجھانے کے لیے، کہاں سے چلے آپ بصرہ سے جمل پہنچے پھر یہاں تک پہنچے یہ ہے بلاغت کہ چودہ صدیاں سمٹیں تو علیؑ کا ایک جملہ بنے یہ لسانیات کا شاہکار ہے، اس لیے ابراہیمؑ نے کہا تھا ایک زبان چاہیے لِسَانَ صِدۡقٍ عَلِيًّا علیؑ کی سچی زبان کہ اگر کہہ دے کہ عورت کی اطاعت کرنے والا ذلیل ہوگا تو چودہ صدیوں کے بعد بھی صداقت کی حقیقت وہی رہے، اب چاہے وہ ہندوستان ہو، برطانیہ ہو اور چاہے اسرائیل ہو، سب جگہ کی یاد ہے عورت حکمراں آپ کو تو علیؑ کا ایک جملہ ''نہج البلاغہ'' کوفے کا انتخاب تاکہ علم لسانیات میں جو دعا مانگی ہے ابراہیمؑ نے اس دعا کو شاہکار بنا کر علیؑ پیش کریں یہی وجہ ہے کہ اب علیؑ جو زبان بولیں وہ قرآن کی تفسیر بنے، پیغمبرؐ کے اقوال کی تفسیر بنے علیؑ نے جو ارشاد فرما دیا، جو کہہ دیا بتا دیا کہ ہمیں کتنی زبانیں آتی ہیں، آفتاب سے ہم یوں باتیں کرتے

ہیں، ستارے سے ہم نے یوں باتیں کی ہیں، درختوں سے ہم یوں باتیں کرتے ہیں، کنوئیں میں ہم یوں باتیں کرتے ہیں، پانی سے ہم یوں باتیں کرتے ہیں، زمینوں سے ہم یوں باتیں کرتے ہیں، نجف گئے تو اس زمین سے کوئی اور بات، کربلا گئے تو اس زمین سے کچھ اور بات، مدینے کی زمین سے کچھ اور بات، مکّے کی زمین سے کچھ اور بات، خیبر کی زمین سے کچھ اور بات، خیبر کے قلعے، دروازے، دیوار و در بھی علیؑ کی آواز سُن رہے تھے، جن کو نہیں آتی تھی ہر شے زبان وہ واپس آ گئے جسے زبان آتی تھی دیواروں نے بھی زبان سمجھی، در نے بھی زبان سمجھی، کڑیوں نے بھی زبان سمجھی، لوہا بھی علیؑ کی زبان سنتا ہے سمجھتا ہے ذرّہ ذرّہ نبی اور امام کی آواز جانتا اور پہنچانتا ہے اور اس کی زبان نبیؐ اور امام جانتے ہیں، ذرّہ ذرّہ زبان رکھتا ہے اگر ذرّہ ذرّہ زبان نہیں رکھتا تو نبیؐ کے ہاتھ پر آ کر کنکر کلمہ کیسے پڑھتے ہیں، پتہ چلا ہر ذرّے کے دل میں لسانیات ہے اگر لسانیات کا علم ذرّے کے دل میں، زبان پر نہ ہوتا میں بولوں اگلہ جملہ اگر ذرّے کے دل میں اندر زبان نہیں ہے تو ایٹم کہاں سے آیا اب یہ سائنس کی تھیوری آ گئی ظاہر ہے سب کو تو فزکس نہیں آتی سب نے تو آئن اسٹائن نہیں پڑھا یعنی ایٹم توڑتے جائیں اس میں سے کچھ نکلتا جائے یعنی ذرّا بولتا جائے اور جتنا چھوٹا ہوتا جائے بول کر کہے میں ایٹم ہوں، میں تباہی ہوں، اب پتہ چلا زبان تباہی ہے اس لیے علیؑ نے کہا ہر زبان درندہ ہے زبان ایک درندہ ہے جس نے کھلا چھوڑ دیا تو قتلِ عام مچا دیا جس نے بند کر کے کٹہرے میں رکھا اس نے زبان کی حفاظت کی، زبان کو درندہ نہ بناؤ کہنے کو جو چاہا کہہ دیا لیکن زبان درندہ ہے علیؑ بتا رہے ہیں چودہ صدیوں میں ایک ایک جملہ علیؑ کا دعوتِ فکر دے رہا ہے، زبان درندہ ہے کھول دیا گویا عورت کو آزاد چھوڑ دیا، زبان عورت ہے، ارے درندہ ہے

زبان ایک مرد ہی تو درندے کو سنبھال سکتا ہے، ارے یہ درندہ ہے علیؑ کہہ رہے ہیں پکڑ کر رکھو مردٌتو سنبھال درندے کو، زبان عورت ہے، اس کو سنبھالنا ہے لیکن جو خود ہی کُھل جائے زبان کو کیوں نہ کھولے جب اپنا پردہ گیا تو زبان کا پردہ کیسے رہے، اب کیسے میں سمجھاؤں لسانیات کے جملے چلے آ رہے ہیں، علم ہے لسانیات علیؑ نے کہا حسنؑ جاؤ کہہ دو اصل زبان میں باتیں ہو رہی ہیں وہ کہہ دیں گے غور کیجئے گا سب لسانیات کا علم ہے، علیؑ نے کہا جاؤ حسنؑ کہہ دو وہ کہہ دیں گے جو نانا کہہ گئے ہیں، اب سننے والوں کو کیا پتہ حسنؑ نے کیا کہا گویا ایک زبان ایسی بھی معصوموں کی ہے جو عورت کسی کی نہ سنے وہ نبیؐ کے نواسے کی سن لے، کیا کہہ دیں گے کچھ پوچھا تھوڑی اچھا علیؑ کا پیغام ملتے ہی مدینے روانہ ہو گئیں، ناقے کے ساتھ علیؑ نے چالیس آدمیوں کو پہرے پہ روانہ کر دیا۔ چالیس آدمی ساتھ مدینے کی سرحد پر پہنچے اب پھر زبان کا درندہ کھل گیا میدان میں کھلا تھا اب وطن قریب آیا پھر درندہ کھل گیا، چالیس نامحرموں کے مجمعے میں علیؑ نے ناموسِ نبیؐ کو بھیج دیا، جو ماہرِ بلاغت ہے جو صاحبِ سلونی ہے اس سے زبان لڑانے کا نتیجہ دیکھا چالیسوں نے اپنا عمامہ اُتار کر کہا ہم سب عورتیں ہیں، لسانیات وہ کل میں یہ سمجھ گیا تھا آپ یہ سب سننا چاہتے ہیں سمجھ گیا تھا میں اور میں جانتا ہوں لیکن میں چاہ رہا تھا کہ خالص علم محفوظ ہو جائے بیچ میں ایسی بھی تقریر آ جائے گی ہمارا امام ہر زبان جانتا ہے، حضرت فاطمہؑ فرماتی ہیں ایک رات میں نے دیکھا کہ علی ابنِ ابی طالب سے زمین ہم کلام تھی، علیؑ زمین سے باتیں کر رہے تھے۔ زمین اُنھیں جواب دے رہی تھی، میں صبح کو اپنے بابا رسولِؐ خدا کے پاس گئی اور اُن سے رات کا واقعہ سنایا، رسولؐ اللہ نے یہ سُن کر ایک طویل سجدہ کیا اور مجھ سے فرمایا: اللہ نے تمہارے شوہر کو اپنی باقی مخلوق پر فضیلت دی ہے اور اللہ نے زمین کو حکم دیا ہے

کہ وہ اپنے حالات سے علیؑ کو آگاہ کیا کرے، مشرق سے مغرب تک جو کچھ بھی زمین پر ہوتا ہے زمین علیؑ کو اس سے آگاہ کرتی ہے"۔

حضرت فاطمہؑ سے ایک دوسری روایت بھی ہے آپ فرماتی ہیں بعدِ وفات رسولؐ اللہ مدینے میں بہت سخت زلزلہ آیا، لوگ میرے شوہر علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کے پاس پناہ لینے جمع ہوے، علیؑ سب کو لے کر باہر آئے، علیؑ نے اپنے لبوں کو حرکت دی اور زمین پر ہاتھ مار کر اس سے فرمایا:- زمین! سکون میں آجا، زمین فوراً پُرسکون ہوگئی، لوگ یہ دیکھ کر تعجب میں آگئے، آپ نے اُن سے فرمایا:- تمہیں تعجب کیوں ہو رہا ہے، میں ہی تو وہ انسان ہوں جس کے متعلق اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے:

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝ وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ۝ وَقَالَ الْإِنسَانُ مَا لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا

"جب زمین سخت طریقے سے ہلائی جائے گی اور زمین اپنی اندرونی اشیا باہر نکال دے گی اور انسان کہے گا اسے کیا ہوگیا ہے، اس دن وہ اپنے حالات اس سے بیان کرے گی"۔

(سورۂ الزلزال، آیت ۱ تا ۴)

زمین سے باتیں کرنے والا انسان میں ہی ہوں۔

ابوسعید خدری بیان کرتے ہیں "میں نے بچپنے میں امام حسن مجتبیٰؑ کو دیکھا کہ وہ چل رہے تھے اور ایک پرندہ ان کے سر پر سایہ فگن تھا اور وہ جب بھی پرندے کو آواز دیتے تو پرندہ اُنہیں جواب دیتا تھا"۔

اسامہ بن زید بیان کرتے ہیں کہ یمن کے ایک گروہ نے دو کالے پتھروں کے درمیان توریت کا ایک نسخہ پایا تھا، وہ کتاب رسولؐ اللہ کو پیش کی گئی، حضورؐ

اکرم نے حضرت علیؑ سے فرمایا اس کتاب میں تمہارے اجداد اور تمہارا اور تمہاری اولاد کا ذکر موجود ہے، حضورؐ اکرم نے وہ کتاب توریت جیسے ہی حضرت علیؑ کو دے کر فرمایا دیکھو! جیسے ہی حضرت علیؑ نے کتاب کو لیا وہ عبرانی سے عربی میں ہوگئی۔

آج ہم کمپیوٹر کے ذریعے کسی بھی زبان کو دوسری زبان میں آسانی سے منتقل کرسکتے ہیں۔ لیکن معصومینؑ کسی کتاب کو ہاتھ میں لے کر ارادہ کرتے تھے اور ہر کتاب دوسری زبان میں منتقل ہو جاتی تھی۔

حضرت علیؑ کو اللہ نے حضرت داؤدؑ سے افضل معجزہ عطا کیا تھا آپ پرندوں اور وحشی چوپایوں کی بولیاں سمجھتے تھے۔ زرارہؔ بیان کرتے ہیں مولا علیؑ ''منطق الطیر'' جانتے تھے جس طرح سلیمانؑ بن داؤدؑ جانتے تھے بلکہ مولا علیؑ ہر خشکی و تری میں چلنے والے کی زبان سمجھتے تھے اور اُن کی زبان میں جواب دیتے تھے۔

ایک بار مُلک چین سے ایک چینی شخص آیا حضرت علیؑ نے اُس سے چینی زبان میں پوچھا تمہارے مُلک والے ہمارے بارے میں کیا جانتے ہیں، اُس چینی نے کہا کہ ہمارے مُلک میں صبح سویرے ایک پھول کھلتا ہے جس پر لا اِلٰہ الاّ اللہ محمد الرّسول اللہ علیاً ولی اللہ لکھا ہوتا ہے۔

نبطی زبان بولنے والے افراد نے قطقطا کے مقام پر حضرت علیؑ سے ملاقات کی اور خراج کی زیادتی کی شکایت کر کے کہا اُن کے پڑوسی زمین زیادہ رکھتے ہیں اور خراج کم دیتے ہیں، انھوں نے خراج کی کمی چاہی، حضرت علیؑ نے نبطی زبان میں اُن کو جواب دیا کہ ''غلّے کا چھوٹا دانہ بڑے دانے سے بہتر ہوتا ہے''

شہنشاہِ ایران یزدجرد کی صاحبزادی حضرت شہر بانوؑ جب حضرتِ علیؑ کی بارگاہ میں تشریف لائیں حضرت علیؑ نے اُن سے عجمی زبان میں گفتگو فرمائی اور عجمی زبان کا نام ''شہر بانو'' کا خطاب عطا فرمایا۔ امام حسینؑ کی ولادت پر ایک لاکھ چوبیس

ہزار فرشتوں کا نزول ہوا حضرت علیؑ یہ تعداد بیان فرمائی، رسولؐ اللہ نے حضرت علیؑ سے پوچھا، یا علیؑ تم کو فرشتوں کی تعداد کا علم کس طرح ہوا؟ حضرت علیؑ نے فرمایا یا رسولؐ اللہ میں ایک لاکھ چوبیس ہزار زبانوں میں اُن سے گفتگو اس طرح مجھے اُن کی تعداد کا علم ہوا۔ یہ روایت امام جعفر صادق علیہ السلام بیان فرمایا کرتے تھے، معصومینؑ کے علم لسانیات کا احاطہ ناممکن ہے کہ انھیں کائنات کی کتنی زبانیں آتی ہیں۔

امام حسینؑ سے پوچھا گیا کہ درندے، چرندے اور پرندے عبادت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا اللہ کی ہر مخلوق اپنے ربّ کی تسبیحات کرتی ہیں پھر آپ نے مختلف جانوروں کی آوازوں میں جو تسبیحات ہیں وہ بیان کی ہیں۔

امام حسینؑ نے فرمایا:- جب ''گدھ'' چیختا ہے تو کہتا ہے کہ ''اے فرزندِ آدم چاہے جس طرح کی زندگی بسر کرے انجام ہر حالت میں موت ہے'' پھر ایک دوسری آواز لگاتا ہے اس میں یہ کہتا ہے کہ ''اے پوشیدہ باتوں کے جاننے والے اور اے بلاؤں کے دفع کرنے والے

(۲) مور کہتا ہے کہ ''میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا اپنے بناؤ سنگھار پر غرور کیا اب تو میرا گناہ بخش دے۔

(۳) تیتر کہتا ہے الرحمٰن علی العرش استویٰ۔ خدائے تعالیٰ عرش یعنی کل اجسام پر حاوی ہے۔

(۴) ''جنگلی مرغ کہتا ہے خدایا تو برحق ہے اور تیرا قول حق ہے''

(۵) باشہ کہتا ہے ''میں تیری خدائی پر قیامت کے دن ایمان لایا''

(۶) کرکرہ کہتا ہے ''خدا پر توکل کر کہ وہ تجھے روزی دے''

(۷) عقاب کہتا ہے۔ ''جو خدا کا مطیع ہے وہ بدبخت نہیں ہوتا''

(۸) شاہین کہتا ہے "سبحان اللہ حقا حقا۔ حق بات تو یہ ہے کہ اللہ کی ذات پاک و پاکیزہ ہے"

(۹) اُلّو کہتا ہے "لوگوں سے علیحدہ رہنے میں زیادہ انس پیدا ہوتا ہے"۔

(۱۰) جنگلی کوّا کہتا ہے "اے روزی دہندہ حلال روزی دے"

(۱۱) کُلنگ (کُونج) کہتا ہے "خداوند مجھے میرے دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھ"

(۱۲) سارس کہتی ہے "جو لوگوں سے الگ رہے گا ان کے آزار سے نجات پائے گا"

(۱۳) آردک کہتا ہے "اے خدا میں تجھ سے بخشش کا طلب گار ہوں"

(۱۴) ہُد ہُد کہتا ہے "جو شخص خدا کی نافرمانی کرتا ہے وہ سخت بد بخت ہے"

(۱۵) قُمری کہتی ہے "اے پوشیدہ باتوں کے جاننے والے اے خدا"

(۱۶) ٹوٹرو کہتا ہے "اے خدا تُو ہی مالک ہے تیرے سوا کوئی مالک نہیں"

(۱۷) چڑیا کہتی ہے "جو باتیں خدائے تعالیٰ کو غضب میں لاتی ہیں ان سب کی نسبت خدا سے مغفرت مانگتی ہوں"۔

(۱۸) بلبل کہتی ہے "لا اِلٰہ اِلّا اللہ حقا حقا (حق بات یہ ہے سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں")

(۱۹) چکور کہتا ہے "حق نزدیک ہے حق نزدیک ہے"۔

(۲۰) سمانا کہتا ہے "اے فرزندِ آدمؑ تو موت کو کس قدر بھولا ہوا ہے"۔

(۲۱) فاختہ کہتی ہے "یا واحد یا احد یا احد یا صمد یا فرد"

(۲۲) سبز قبا کہتا ہے "اے مرے مولا مجھے آتش جہنم سے آزاد کر"

(۲۳) قنبرہ کہتا ہے "اے میرے مولا تمام گنہگاروں کی توبہ قبول کر"

(۲۴) پالتو کبوتر کہتا ہے "اگر تو میرے گناہ نہ بخشے گا تو میں بد بخت و بد نصیب رہوں گا"

(۲۵) شتر مرغ کہتا ہے "سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں"

(۲۶) ابابیل سورہ الحمد پڑھتی ہے اور یہ کہتی ہے "اے تمام گنہگاروں کی توبہ قبول کرنے والے اے خدا حقیقی تعریف تیری ہے"۔

(۲۷) بھیڑ کا بچہ کہتا ہے "نصیحت حاصل کرنے کے لئے موت کافی ہے"

(۲۸) بکری کا بچہ کہتا ہے "میری موت نے مجھے جلد آلیا اور میرے گناہ بہت زیادہ اور بہت سخت ہیں"۔

(۲۹) شیر کہتا ہے "عبادتِ خدا کے کام میں بہت کچھ اہتمام کرنا چاہیئے"

(۳۰) بیل کہتا ہے "گناہوں سے باز رہ کیونکہ تو ایسے خدا کے سامنے ہے جس کو تو نے نہیں دیکھا ہے اور وہ تمام مخلوقات کا مالک ہے"

(۳۱) ہاتھی کہتا ہے "کوئی طاقت اور کوئی تدبیر موت کے دفعیہ میں کارگر نہیں ہوتی"

(۳۲) چیتا کہتا ہے "یا عزیز یا جبار یا متکبر یا اللہ

(۳۳) اونٹ کہتا ہے "خدائے تعالیٰ ظالموں اور زبردستوں کو ذلیل کرنے والا پاک و پاکیزہ ہے، میں اس کی پاکی بیان کرتا ہوں"

(۳۴) گھوڑا کہتا ہے "ہمارا پروردگار منزّہ اور مبّرا ہے"

(۳۵) بھیڑیا کہتا ہے "جس چیز کا خدا حافظ ہے وہ کبھی ضائع نہیں ہوتی"

(۳۶) گیدڑ کہتا ہے "ان گنہگاروں کے لئے بڑا افسوس اور سخت عذاب ہے جو اپنے گناہوں پر اصرار کرتے ہیں"۔

(۳۷) کتا کہتا ہے "ذلیل ہونے کے لئے خدا کی نافرمانی کافی ہے"

(۳۸) خرگوش کہتا ہے "اے خدا حقیقی تعریف تیری ہی ہے مجھے ہلاک نہ کر"

(۳۹) لومڑی کہتی ہے "دنیا مکر کا گھر ہے"

(۴۰) ہرن کہتا ہے "مجھے آزار سے نجات دے"

(۴۱) گینڈا کہتا ہے ''میری فریاد کو پہنچ ورنہ میں ہلاک ہو جاؤں گا''

(۴۲) تیندوا کہتا ہے ''خدائے تعالیٰ جو محض اپنی قدرت سے سب پر غالب ہے پاک و پاکیزہ ہے، میں بھی اس کی پاکی بیان کرتا ہوں۔

(۴۳) سانپ کہتا ہے ''اے رحیم خدا جو تیری نافرمانی کرتا ہے وہ کیسا بد بخت ہے''

(۴۴) بچھو کہتا ہے ''بدی ڈراؤنی چیز ہے''

اس کے بعد حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ مخلوقِ خدا میں ایک بھی ایسا نہیں ہے جو کوئی نہ کوئی تسبیح نہ کرتا ہو۔

شانِ رسولؐ اور آلِ رسولؐ اسی سے ممتاز و ممیّز ہے کہ وہ مخلوقات کی زبانوں کو بفیض الٰہی جانتے اور سمجھتے تھے انسانوں کی زبانوں کے سلسلے میں بھی کافی شواہد موجود ہیں کہ محمد و آلِ محمدؐ دنیا کی مختلف زبانوں سے اچھی طرح واقف تھے ان میں کچھ مقدس ہستیوں نے حسب ضرورت تقریباً بہتر (۷۲) انسانی زبانوں میں گفتگو کی ہے۔

امام موسیٰ کاظمؑ سے ابو بصیر نے پوچھا کہ امام کیونکر پہچانا جاتا ہے آپ نے چند علامتیں بتائیں جن میں ایک یہ بھی خاص علامت تھی کہ امام وہ ہے جو ہر زبان میں لوگوں سے کلام کر سکتا ہے۔ اطمینانِ ابو بصیر کے لئے یہ سامنے ہی دکھلا دیا۔ ایک تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ اہلِ خراسان میں سے ایک شخص حاضرِ خدمت ہوا اس نے حضرت سے عربی میں کلام کرنا شروع کیا آپ نے فارسی میں اس کی باتوں کا جواب دیا اس نے عرض کی کہ میں نے عربی میں کلام کرنا شروع کیا آپ نے فارسی میں اس کی باتوں کا جواب دیا اس نے عرض کی کہ میں نے عربی میں اس لئے گفتگو کی کہ شاید آپ فارسی نہیں جانتے ہوں گے۔ ارشاد فرمایا کہ اگر میں تیری زبان کو نہ سمجھوں اور اس میں جواب نہ دے سکوں تو مجھے تجھ پر کون سی فوقیت ہوگی۔ اس کے بعد امام نے ابو بصیر سے ملتفت ہو کر ارشاد فرمایا اے

ابو محمد امام پر کسی مخلوق کا کلام مخفی نہیں ہو سکتا۔ چاہے وہ بنی آدم میں سے ہوں یا طائر یا چار پائے یا کوئی چیز ایسی ہو جس میں روح ہوں۔ امام ہر مخلوق کے کلام کو سمجھتا ہے جس شخص میں یہ خصلتیں نہ ہوں وہ امام نہیں۔ اسحاق بن حمار خدمت باسعادت امام موسیٰ کاظم میں حاضر تھے کہ اتنے میں ایک شخص خراسان کے رہنے والوں میں سے اذن حضوری طلب کرنے کے بعد حاضر خدمت ہوا اور اس نے امام سے اس طرح کی باتیں کی جو کبھی کانوں نے نہ سنی تھی۔ بالکل یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی پرندہ بول رہا ہے امام نے بھی اسی طرح باتیں کرنا شروع کیں۔ یہاں تک وہ اپنے ضروری مسئلوں سے فارغ ہو کر رخصت ہوا۔ اسحاق نے تعجبانہ انداز سے عرض کیا کہ ایسا کلام میں نے آج تک نہیں سنا تھا۔ فرمایا چین والوں میں سے ایک قوم اسی طرح باتیں کرتی ہے۔ مگر تمام اہلِ چین کی زبان ایسی نہیں۔ پھر فرمایا کہ کیا تمہیں میرے اس طرح کلام کرنے سے کچھ تعجب ہوا۔ اسحاق نے عرض کیا کہ یہ تعجب کا مقام ہی ہے۔ فرمایا میں تمہیں اس سے زیادہ تعجب خیز بات بتاتا ہوں۔ امام پرندوں کی زبانیں اور ہر ذی روح کی زبان جانتا ہے اور امامِ وقت پر کوئی شے مخفی نہیں رہتی۔

اگر یہی ایک صفت زباندانی ہی کو دیکھا جائے تو دنیا کا کوئی انسان ان کے مقابلے میں ٹھہر نہیں سکتا۔ اسی ایک ہی صفت کی بنا پر ہی یہ حقیقی مستحق خلافتِ الٰہیہ قرار پاتے ہیں چہ جائیکہ ان کا راسخون فی العلم ہونا اور ان کا خُلقِ معظم پر فائز ہونا جس پر نصِّ قرآنی علی الاعلان اور صاف صاف شاہد ہے اور پھر اس کے علاوہ ان کی صفت عصمت اور کرامت الگ ممیّز ہے۔

حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ جس امام سے جمادات کلام نہ کریں وہ امام نہیں ہو سکتا۔ امام وہی ہو سکتا ہے کہ جس سے جمادات بھی گفتگو کریں۔

دلیل یہی ہے کہ حجرِ اسود نے آپ سے گفتگو کی آپ جمادات کی زبان جانتے تھے بلکہ اللہ کی ہر مخلوق کی زبان سے واقف تھے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ اپنے دادا حضرت امام زین العابدینؑ کے فضائل میں بیان فرماتے تھے کہ "امام ہر زبان سے واقف ہوتا ہے" دلیل میں یہ واقعہ سنایا کہ جب امام زین العابدینؑ کو دربارِ یزید میں قیدی بنا کر لایا گیا تو ایک بوسیدہ قید خانے میں مقید کیا گیا تو کچھ کہنے والوں نے کہا کہ ہمیں اس گھر میں اس لئے قید کیا گیا ہے کہ یہ گھر ہم پر گر پڑے اور ہم سب اِس کے نیچے دب کر مر جائیں جس پر قید خانے کے ایک رومی محافظ نے اپنی زبان میں اپنے ساتھی سے گفتگو کی کہ ان لوگوں کو مکان کے گر جانے کا خوف ہے حالانکہ کل یہ اس گھر سے نکال کر قتل کر دیئے جائیں گے۔ حضرت امام زین العابدینؑ چونکہ رومی زبان سے واقف تھے انھوں نے دربانوں کی بات سب کو بتائی اور پھر فرمایا کہ حاکم ہرگز ایسا نہ کر سکے گا، وہ کبھی بھی ہم لوگوں کے قتل پر دسترس نہیں رکھتا اس کے امکان میں یہ اقدام نہیں ہے۔

معصومینؑ کو پرندوں کی بولیوں کا علم ہوتا ہے، ابوحمزہ ثمالی بیان کرتے ہیں کہ میں امام زین العابدینؑ کے ساتھ آپ کے گھر میں بیٹھا ہوا تھا وہاں ایک درخت تھا جس پر کچھ چڑیاں چہچہا رہی تھیں۔ امام میری طرف مخاطب ہوے اور فرمایا، اے ابوحمزہ تم جانتے ہو یہ کیا کہہ رہی ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے معلوم نہیں، آپ نے ارشاد فرمایا، یہ اپنے پروردگار کی تسبیح کر رہی ہیں اور اُس سے اپنے لیئے آج کی روزی مانگ رہی ہیں، پھر فرمایا، اے ابوحمزہ! ہمیں جانوروں کی بولیوں کا علم عطا ہوا ہے اور ہم ہر چیز کے عالِم مِن عِندِ اللہ ہیں۔ اِسی طرح ابوبصیر کا بیان ہے کہ حضرت امام زین العابدینؑ کے ساتھ میں خانۂ کعبہ کا سفر کر رہا تھا،

جب ہم مقامِ ابوائ سے چلے تو امامؑ سواری پر تھے اور میں پیدل سفر کر رہا تھا، ہم نے ایک بکری کو دیکھا جو گلّہ سے جدا ہوگئی تھی اور زور زور سے چلّا رہی تھی اُس کے پیچھے اُس کا بچّہ بھی جو اپنی ماں کی وجہ سے شور مچا رہا تھا۔ جب وہ بچّہ تھک کر رُک جاتا تو بکری چلّانے لگتی تھی اور بچّہ اُس کے پیچھے ہو جاتا تھا۔ امام نے راوی سے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ بکری نے کیا کہا؟ راوی نے عرض کیا! کہ خدا کی قسم میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آیا۔ امام نے فرمایا کہ وہ یہ کہتی ہے کہ مجھے گلّہ سے مِلا دیجئے، کیونکہ میری بہن بھی اسی مقام پر گذشتہ سال گلّہ سے بچھڑ گئی تھی تو اُسے بھیڑیئے نے کھالیا تھا'' امام زین العابدینؑ تمام جانوروں کی زبان سمجھتے تھے۔

علیؑ نے کہا قبر میں ہم آئیں گے اگر ہم سے محبت ہے، مودّت ہے، ولایت ہے عربی آتی ہو یا نہ آتی ہو ہم ہیں ماہرِ لسانیات تم کسی قوم سے آ رہے ہو گھبرانا نہیں ہمیں ساری زبانیں آتی ہیں اس جملے پر تو آپ کو جھوم جانا چاہیے ورنہ نئی تقریر پھر شروع ہو جائے گی سوا گھنٹے ہوگئی تقریر گیارہ بجے تو ہم تقریر ختم کر دیتے ہیں سوا گیارہ پہ تو مصائب ختم ہو جاتے ہیں۔ میرے مولا ماہرِ لسانیات ذرا یہ بتایئے بہت غور سے یہ ایک موضوع ہے جو کل چھیڑیں گے آج صرف اشارہ دے رہے ہیں آخری جملہ فضائل کا کل اس پر گفتگو کریں گے ذرا یہ بتایئے آپ نے سینکڑوں لوگوں سے اپنے دوست احباب، رشتے دار بزرگوں سے سنا ہوگا فلاں نے مولا کو خواب میں دیکھا کتنے واقعات سنیں ہوں گے آپ نے، انہوں نے کہا کہ مولا نے یہ کہا تو میں نے یہ کہا کسی نے کبھی آپ کو یہ بھی بتایا مولا آئے تھے عربی بول رہے تھے میں بھی خواب میں عربی بول رہا تھا گھوڑے پہ سوار آئے تھے، امام حسینؑ کو ہم نے خواب میں دیکھا اچھا یہ تو آپ کے بزرگوں نے بتایا اب عراق جایئے خدّام عربی میں بتائیں گے آپ کو مولا آئے تھے عربی

میں بات کی وہ عربی میں بتا رہا ہے یہ تو ہوگئی عربی اب ایران جایئے ساری کتابیں پڑھیئے مولا آئے تھے، امامِ زمانہ سے ملاقات ہوئی انہوں نے کہا یہاں مسجد بنالو اس نے مسجد بنوانی شروع کر دی تو اردو میں اس سے مولا نے کہا تھا یا عربی میں یا فارسی میں جس ملک میں جاؤ وہ بتائے گا مولا سے ہماری بات ہوئی سارے واقعات جمع کرلو مولا ہیں ماہرِ لسانیات طے ہوگئی بات اب اس سے انکار نہیں اب تمہیں آخر میں یہ چیز سنا رہے ہیں اب کل اسی موضوع پہ گفتگو کروں گا۔ قدرت اللہ شہاب نام سنا ہے ان کی کتاب ہے ''شہاب نامہ'' سی ایس ایس کورس میں چلتی ہے جو طلباء اسکالر سی ایس ایس کرتے ہیں ان کے یہاں کورس میں چلتی ہے، ''شہاب نامہ'' حکومت کے بڑے عہدوں پہ رہے یہ اُن کی بڑی مقبول کتاب ہے، دسیوں ایڈیشن نکل چکے ہیں، آپ بازار میں جائیں گے مل جائے گی، کتاب ہے ڈیڑھ ہزار صفحے کی، پوری کتاب میں کوئی مذہبی واقعہ نہیں لکھا یعنی قدرت اللہ شہاب نے مذہب پر کوئی بحث نہیں کی ایک جگہ اتنا سا ٹکڑا ہے وہ سنا رہا ہوں آپ کو جو بات کہی ہے نا لسانیات کی وہ ذہن میں رہے واقعہ تو سنیئے لیکن اس سے پہلے جو بات کہی ہے وہ یاد رہے کہتے ہیں کہ میں سرکاری دورے پہ تھا، راستے میں اذان کا وقت ہوگیا ایک مسجد تھی چھوٹی سی اس میں چلا گیا نماز ہوئی، پیش امام نماز پڑھا کر تقریر کرنے لگے یہ اُن ہی کے جملے ہیں، وہی جاہلانہ گفتگو، جاہل مُلّا جو کرتے ہیں اسی طرح وہ بھی کر رہا تھا لیکن میں نے کہا واعظ ہے تو سُن لو میں بیٹھ گیا لیکن جاہلانہ باتوں کے درمیان ایک بڑی اچھی بات اس نے کہہ دی جس کا مجھ پر اثر ہوگیا کہنے لگے کہ اب میں وہیں بیٹھا رہ گیا اس نے بات کرتے کرتے یہ بات کہہ دی کہ جب حضور سرکارِ دو عالم ہمارے پیغمبرؐ سارے صحابہ سے ناراض ہو جاتے، میں ذمہ دار نہیں ہوں لکھنے والا سنّی

ہے، بازار میں ملتی ہے بند روڈ کی جس دوکان میں جائیں گے مل جائے گی اب چاہے وہ تین سو کی ہو پانچ سو کی ہو آپ کی ذمے داری یا دوکان پہ کھڑے کھڑے صفحہ الٹ کر دیکھ لیجئے گا کہیں پانچ سو سترہ وغیرہ پر ہے واقعہ الٹ پلٹ کر دیکھ لیجئے گا مل جائے گا واقعہ، کہتے ہیں کہ جب صحابہ سے حضورؐ ناراض ہو جاتے، تمام صحابہ سے تو حضورؐ سب سے بات کرنا چھوڑ دیتے، مولوی بیان کر رہا ہے قدرت اللہ سن رہے ہیں اور کتاب میں لکھ رہے ہیں ''شہاب نامے'' میں تو حضورؐ جب بات کرنا چھوڑ دیتے تو سب کی عرضیاں، سب کے کام اٹکے ہوتے تھے کسی کا کوئی کام کسی کا کوئی کام کسی کی ہمت نہیں کہ حضورؐ سے جا کر کہلوائے سب تھر تھر کانپ رہے ہیں تو جب حضورؐ ناراض ہو جاتے لوگوں کے کام رُک جاتے ضروری ضروری تو پھر وہ سب یہ کرتے صحابہ کہ جنابِ فاطمہؑ کے دروازے پر پہنچتے اور پھر بی بی سے کہتے کہ سیّدہ ہمارا یہ کام ہے بابا سے یہ کہہ دیجئے ہمارا یہ کام بی بی جاتیں کہتیں فلاں آیا ہے فلاں یہ کہہ رہا ہے حضورؐ کام کرتے جاتے اب پتہ چلا کہ صاحبِ وحی کا مجمع دروازے کا مجمع اب یہاں آ گیا کہتے ہیں کہ واقعہ ختم ہو گیا، تقریر ختم ہو گئی، میں وہیں بیٹھا رہ گیا، وہیں بیٹھے بیٹھے میں نے اپنے دل میں کہا یا جنابِ سیدہؑ فاطمہ زہرؑا قدرت اللہ صاحب کہتے ہیں یا جنابِ سیدہؑ صحابہ اور پیغمبرؐ کے درمیان میں جب آپ وسیلہ تھیں، جب بڑے بڑے صحابہ کی ہمت نہ تھی اور بغیر آپ کے وسیلے کے پیغمبرؐ تک کسی کی بات نہ آ سکتی تھی نہ جا سکتی تھی تو آج چودہ سو برس کے بعد آپ کو وسیلہ بنا کر میں یہاں آپ سے دعا مانگتا ہوں کہ اسلام کا ہر فرقہ میری نظر میں غلط ہے میں کس طرف چلوں، کس کی فقہ پہ چلوں ہاں مجھے ایک طریقہ پسند ہے صحابہ میں اویسِ قرنی کا، اگر یہ طریقہ سچا ہے اویسِ قرنی کا تو جنابِ سیدہؑ آپ اپنے باپ سے پوچھ کر بتائیں کہ میں اس

راستے پر چلوں، دیکھو یہ حدیث کی کتاب سے نہیں پڑھ رہا، یہ طبری نہیں، بخاری نہیں، مسلم نہیں کہ آپ یہ کہیں یہ سب کتابیں صدیوں پرانی ہیں یہ ابھی کی بات کر رہا ہوں غور کیجئے گا چودہ صدیوں کے بعد بھی معجزہ ہوتا ہے ابھی آپ یہ سوچ رہے ہوں گے کہ یہ لسانیات کا علم کہاں پہنچ گیا قدرت اللہ شہابؔ کہتے ہیں میں گھر آ گیا پندرہ دن کے بعد وہ کہتے ہیں میرے ایک بھائی جرمنی میں رہتے ہیں عرصے سے، انہوں نے وہیں ایک جرمن عورت سے شادی کر لی نہ شادی کے بعد وہ یہاں آئے نہ میں اپنی جرمن بھاوج سے کبھی ملا نہ کبھی اس سے خط و کتاب ہوئی پندرہ دن کے بعد میری اس جرمن بھاوج کا (لیٹر) خط آیا جرمن زبان میں وہ خط میں چھاپ رہا ہوں وہیں پر چھپا ہوا ہے جہاں واقعہ لکھا ہے پوری کتاب میں انگریزی کہیں نہیں ہے بس وہیں ہے الٹیے گا صفحے تو خود ہی آپ کو واقعہ نظر آ جائے گا جہاں یہ زبان لکھی ہوئی ہے وہ لیٹر تھا ان کے نام قدرت اللہ شہابؔ کے نام جس سے کبھی ملے نہیں اس جرمن بھاوج نے ان کو لکھا تھا کہ میں نے کل رات خواب میں دیکھا تھا ایک بی بی کو میں نے پوچھا آپ کون ہیں، کہنے لگیں میں فاطمہ زہرا پیغمبرِ آخر کی بیٹی ہوں میں تمہارے پاس اس لیے آئی ہوں کہ تمہارا دیور پاکستان میں رہتا ہے اس نے مجھ سے پوچھا ہے کہ میں بابا سے پوچھ کر بتاؤں کہ اویسِ قرنی کا راستہ سیدھا ہے تو اس سے کہہ دو اپنے دیور سے کہ وہ صحابی ہمارا محب تھا میں نے بابا سے پوچھ لیا اس کے راستے پہ چل سکتے ہو، اب توجہ کیجئے گا کہ جنابِ سیدہؑ نے ایک جرمن عورت سے بات کی، اب کہاں پہنچا لسانیات کا علم، جنابِ سیدہؑ نے جرمن زبان میں جرمن خاتون سے گفتگو کی یہ ہے، معصومینؑ کا علم لسانیات، لیٹسٹ (latest) کتاب ہے ''شہزادی کا علم لسانیات'' کل یہاں سے تقریر شروع ہوگی کہ ہماری شہزادی کو کتنی زبانیں آتیں

تھیں اور آتی ہیں فضائل سے مربوط ایک ایک جملہ قیمتی ہے اب یہ کہنا کہ انیسؔ و دبیرؔ کے اردو کے مرثیے پڑھ رہے ہو اور کہتے ہو کہ شہزادی آتی ہیں یہ اردو میں تقریر شہزادی سن رہی ہیں اشارہ دے دیا کہ انیسؔ و دبیرؔ نے مرثیے ضریح میں ڈال دیئے علیؑ نے دستخط کر دیئے کہا قبول کل سنائیں گے، محتشم کاشی ہفت بند لکھ رہا ہے مصرع لکھا مصرعِ ثانی نہیں لگتا علیؑ آ گئے، فارسی میں ہے بند، کہا یہ مصرع لگا دو ہفت بند میں لکھا ہوا ہے کہ یہ مصرع علیؑ کا دیا ہوا ہے، مرزا ایک شاعر تھا دکن میں آج سے نو سو سال پہلے مرثیہ کہہ رہا تھا مصرع کہہ دیا تھا مصرع ثانی نہیں لگ رہا تھا اور دکنی میں مرثیہ کہتا تھا جناب سیدہؑ آئیں کہا یہ مصرع لگا دو۔ کتنے واقعے آپ کو سناؤں اردو میں، فارسی میں، عربی میں کہ جہاں مصرعے نہیں لگے آ گئے امام کہ یہ مصرع لگا دو، معصومین کو ہر زبان پر عبور ہے، سمجھتے ہیں، سنتے ہیں ورنہ انیسؔ و دبیرؔ کا کلام معجزہ کیسے بن جاتا، جب اردو میں ہم لسانیات پہ گفتگو کریں گے تو آپ کو معصومین سے ربط معلوم ہوگا تب آپ کو ربط کا پتہ چلے گا یہ مقبولِ بارگاہِ جناب سیدہؑ ہے، کلام، یہ نوحے، یہ مرثیے، یہ سلام سب بی بی سن رہی ہیں سمجھ رہی ہیں وہاں لسانیات کا جھگڑا نہیں ہے، حسینیت ایک ایسا غم ہے، ایک ایسی تحریک ہے کہ لسانیات کو ختم کر دیتی ہے یعنی جس زبان میں یہ ذکر ہو جائے وہاں جھگڑا نہیں، مجھے پنجابی سرائیکی نہیں آتی تھی لیکن جب سے پنجاب جانے لگا، ادھر ذاکر نے مصائب شروع کیے آپ سے آپ آنکھ سے آنسو آنے لگتے ہیں سب سمجھ میں آنے لگتا ہے اگر کوئی عربی دان بیٹھ جائے عرب سے آ کر، کوئی ایران کا یہاں بیٹھے سب سمجھنے لگے گا، نیویارک میں خوئی ہال ہے ایک ہی وقت میں عربی میں، فارسی میں، انگریزی میں مجلس ہو رہی ہوتی ہے جس ہال میں چلے جایئے سب سمجھ میں آنے لگتا ہے ایک ہفتے کے اندر اندر یہ ہے ذکرِ حسینؑ کا معجزہ تو کیوں

نہ ہم حسینؑ سے وابستہ ہو جائیں تا کہ لسانیات کے جھگڑے ختم ہو جائیں دیکھیں جہاں حسینؑ سے دوری ہوئی ہے وہاں لسانی جھگڑے ہیں، جہاں درِ حسینؑ چھوڑا گیا ہے وہاں لسانی جھگڑے ہیں، آلِ محمدؐ کسی ایک زبان کے نہیں ہیں، وہ دیکھتے ہیں مودّت کو، زبان نہیں دیکھتے، آلِ محمدؐ محبت کی زبان کو دیکھتے ہیں محبت کی زبان سمجھتے ہیں اب کسی زبان میں آپ حسینؑ کا ذکر کریں شہزادیؑ کونینؑ کو پسند آرہا ہے، شہزادیؑ کونینؑ سُن رہی ہیں، خراجِ عقیدت ذاکر کا قبول کر رہی ہیں یہ کل کی تقریر میں بتائیں گے کہ کس طرح ہر زبان میں آکر ہمارے معصومینؑ نے بات کی ہے اور ہر زبان والے کا دل بڑھایا ہے یعنی زبان لفظوں کی زبان نہیں بلکہ حسینیت کی زبان یہی زبان اگر یزید کی سمجھ میں آجاتی تو لسانی غلطیاں نہ کرتا، بڑی غلطیاں یزید نے لسانی کی ہیں، بڑی زبان کی غلطیاں کی ہیں، بڑا بہکا اور اسی میں غارت ہوا لیکن یہ جو آرہے تھے قیدی یہ ماہرِ لسانیات تھے جیسے ہی شام کے دروازے پہ قافلہ پہنچا تو اعلان تھا دمشق میں کہ ہر آدمی اپنے گھر سے نکل آئے اور خوشی منائے ترک و دیلم کے قیدی آرہے ہیں جنہوں نے یزید پر، حاکم پر خروج کیا کوئی ڈھول لے کر آیا، کوئی نقارے لے کر آیا، کوئی شہنائی بجا رہا تھا یعنی جتنے بھی باجے رائج تھے وہ اس شہر میں بج رہے تھے اور باجوں کو دیکھنے مجمع بڑھتا جاتا تھا اب اتنا مجمع ہو گیا شاہراہ پر ایک ایک جملہ مصائب کا بھی سنیئے گا کبھی کبھی پڑھا ہے میں نے یہ آج دل چاہا تو سنا رہا ہوں اس لیے کہ فضائل جس طرح آپ نے سنے تو دل چاہا کہ مصائب بھی آپ کو تحقیقی سنا دوں، اب دروازۂ دمشق سے راستہ نہیں تھا مجمع اتنا تھا کہ مجمع کو ہٹا کر اونٹوں کو لے جانا مشکل تھا قافلے کو وہیں ٹھہرانا پڑا یاد رکھیے گا تیس محرم کو یکم صفر سے ایک دن پہلے ظہر کے وقت قافلہ دمشق کے دروازے پر پہنچ چکا تھا لیکن دوسرے دن ظہر کے وقت دربار میں پہنچے

بھئی بس یہ جملہ رونے کے لیے کافی تھا آگے کیا مصائب پڑھوں مجمع اتنا تھا اور وہاں یہ عالم کہ یزید کا حکم یہ کہ دربار کو اتنا سجاؤ، اس قصرِ احمر کو اتنا سجاؤ کہ کبھی اس سے پہلے سجاوٹ اتنی نہ ہوئی ہو، دربار سجایا جانے لگا تمام روم، حلب، مصر ہر ملک کے سربراہوں کو انھوں نے اپنے سفیر، وزراء، قاصد بھیجے تھے تو ان کے لیے الگ اہتمام تھا، اب جو کرسیاں لگیں تو پتہ چلا کہ دربار چھوٹا پڑ گیا بارہ گھنٹے میں تو دربار سجا تھا اب کیا کیا جائے تو وہ مسجد جسے مسجدِ دمشق کہتے ہیں یہ مسجد نہیں ہے یہ جنابِ یحییٰ کے دور میں دنیا کا سب سے بڑا گرجا گھر بنا تھا، عیسائیوں نے بنایا تھا یہ گرجا گھر اور اس کا ہال بہت بڑا تھا تو وہ مسجد تھی وہ مسجدِ جامع کہلاتی تھی، گرجا کو یزید کے باپ نے مسجد بنا دیا اس کا ہال بہت بڑا تھا اب وہ مسجد ہے مسجدِ دمشق کہلاتی ہے اس میں دربار دوبارہ منتقل ہوا اور وہاں تک پہنچنے کے لیے سات دروازے پار کرنا پڑتے تھے چاروں طرف محل تھا یعنی دنیا میں ایسا محل نہیں بنا تھا جیسے قصرِ احمر یہ سبز و سرخ پتھروں سے بنا تھا اب تو نیست و نابود ہو گیا اس محل کے آثار نہیں ملتے حسینؑ کا محل اب تک کربلا میں، زینبؑ کا قصر اب تک بنا ہوا ہے دمشق میں وہ محل بنہ رہا، شہزادی کی فتح کا اعلان شہزادی کا روضہ، یہ آج حاکم کون ہے اس دمشق کا، سات دروازے دربار منتقل ہوا تو آپ نے سنا ہوگا سات سو کرسی نشین سات سو کرسی نشین سرخ کرسیوں پہ تھے وزراء سفراء باہر کے قاصد سرخ کُرسیاں سات سو ایک طرف پھر چاندی کی سات سو کُرسیاں پھر سونے کی سات سو کُرسیاں پھر ہیرے کی جواہرات کی جڑاؤ سات سو کُرسیاں یوں سات سات سو کُرسیوں کے دائرے بنائے گئے چاروں طرف یوں کُرسیاں سجا کر اس پر سب کو سجا کر بٹھایا گیا تھا اور چاروں طرف دربان زرّیں کمر غلام اور یزید کا تخت سونے کا تھا اس کے لیے خاص تار سونے کے جڑاؤ بنا تھا سونے کے طشت

بنائے گئے تھے خالص سونے کے طشت تھے جن میں ننانوے سر تھے جب قافلہ بڑھا تو آگے ننانوے نیزے نظر آئے سب سے بلند نیزے پر حسینؑ کا سر، جدھر بیبیاں تھیں اٹھارہ ناقے تھے ان کے چاروں طرف سے سر ساتھ ساتھ چل رہے تھے جیسے ہی دمشق کے دروازے پر قافلہ پہنچا تو مجمع ٹوٹ پڑا کہ ترک ودیلم کے قیدی آئے ہیں جنہوں نے یزید پر خروج کیا تھا ابھی شام والوں کو کچھ نہیں معلوم جیسے ہی دروازے کے قریب قافلہ پہنچا سامنے ایک مکان تھا اس میں پانچ عورتیں بیٹھی تھیں اس میں سے ایک بوڑھی عورت نے کہا یہ ہے سر اس کا جس کے باپ اور بھائی نے ہمارے شوہر کو حنین میں قتل کیا یہ کہہ کر اس نے ایک پتھر اٹھایا اور سر حسینؑ کو کھینچ کر مارا ادھر وہ پتھر سرِ حسینؑ پر پڑا آدھر جنابِ ام کلثومؑ نے اپنے بال پکڑے کہا پروردگار اب تک بددعا نہیں کی یہ بھائی کے سر پہ جو پتھر پڑا ہے میری سُن لے ابھی بددعا پوری نہ ہوئی کہ پوری چھت گری، پورا مکان گرا ساری عورتیں دب گئیں مر گئیں اب ذرا سوچو کہ اگر وہاں سے یہاں تک میں بددعا ہوجاتی تو کیا ہوتا، ایک مقام پر بی بی کا دل اتنا دُکھا بہت روؤ گے تم میں آگے تک بڑھوں گا نہیں قید خانے تک نہیں پہنچوں گا، دربار کا پورا حال نہیں بس تھوڑی دیر کی زحمت بہت رونا آئے گا تمہیں جس انداز سے میں تمہیں سنا رہا ہوں، قیدی آگے بڑھے، راستے میں ایک شخص آگے بڑھا بڑھ کر سیدِ سجادؑ کے قریب آیا کہا خدا تم سے سمجھے لعنت کا لفظ کیسے استعمال کروں جو تاریخ میں لکھا ہے کہ اس نے یہ کہہ کر امام کے چہرے کو دیکھا اور کہا، تم نے خروج کیا تھا حاکم پہ تو تم کو کیا صلہ ملا ایک بار امام نے چہرہ اُٹھا کر کہا قرآن پڑھا ہے تُو نے، تُو نے قرآن پڑھا ہے، اس نے کہا کیوں نہیں میں حافظِ قرآن ہوں میں قاریٔ قرآن ہوں کہا لیکن تمہارا قرآن سے کیا واسطہ؟ میں نے سُنا ہے کہ تم تو قرآن کو نہیں مانتے۔

جنابِ سیّدِ سجادؑ نے فرمایا:-

کیا تو نے قرآن میں آیت قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى (سورۂ شوریٰ آیت ۲۳) بھی پڑھی ہے۔

بوڑھے نے کہا۔ ہاں پڑھی ہے۔ جنابِ سیّدِ سجادؑ نے فرمایا، اگر یہ آیت پڑھی ہے تو پھر تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ جو قربائے رسول اللہ اجرِ رسالت ہیں وہ ہم ہی ہیں۔

پھر جناب سیّد سجادؑ نے فرمایا:-

کیا تُو نے قرآن میں وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى (سورۂ انفال آیت ۴۱)

کی آیت بھی پڑھی ہے۔

بوڑھے شخص نے کہا، ہاں یہ آیت بھی پڑھی ہے۔ جناب سیّد سجادؑ نے فرمایا:-

اگر پڑھی ہے تو اس آیت میں قُربیٰ کا مصداق ہم ہیں۔

پھر امام نے فرمایا۔ کیا تُو نے قرآن میں:-

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (سورۂ احزاب، آیت ۳۳)

یہ آیت بھی پڑھی ہے۔

بوڑھے شخص نے کہا۔ ہاں یہ آیت بھی پڑھی ہے۔ جنابِ سیّد سجادؑ نے فرمایا۔

اگر یہ آیت بھی پڑھی ہے تو پھر یقین کر کہ اہلِ بیتؑ کا مصداق بھی ہم ہیں۔

لیکن یہ تو بتاؤ ان آیتوں سے تمہارا کیا واسطہ یہ تو رسولؐ کی اولاد کی شان میں آیتیں ہیں یہ آیات رسولؐ اللہ کی بیٹی فاطمہ زہراؑ کی شان میں ہیں، جنابِ سیّدِ سجادؑ نے کہا اسی فاطمہؑ کا بیٹا ہوں میں، علی ابن الحسینؑ ہوں میں حسینؑ کا بیٹا ہوں، کہا

قسم کھاؤ بوڑھے نے کہا قسم کھاؤ، کہا قسم کھاتا ہوں قرآن کی، حق کی قسم کھاتا ہوں میں زہراؑ کا بیٹا ہوں، میں علیؑ کا بیٹا ہوں، میں محمدؐ کا بیٹا ہوں، بوڑھا شخص رونے لگا چیخ مار کر بولا یزید نے جھوٹ بولا وہ تو کہتا ہے کہ ترک و دیلم کے قیدی آرہے ہیں وہ تو یہ کہتا ہے آج پتہ چلا، ایک بار آگے بڑھ کر اس نے شور کیا کچھ پتہ بھی ہے کون لوگ آئیں ہیں ارے یہ نبیؐ کی نواسیاں آئیں ہیں، یہ نبیؐ کا بیٹا آیا ہے، یہ فاطمہ زہراؑ کی اولاد آئی ہے۔ یزید کو پتہ چلا، کہا اسے قتل کرادو وہیں راہ میں اس کو ذبح کر دیا گیا، قتل کر دیا گیا لیکن اب دھیرے دھیرے بات پھیلنے لگی، بات بڑھنے لگی ایک اور شخص سہل بن سعد انصاری آگے بڑھا اس نے کہا ہم پہچان گئے آپ کو ہم سے اگر کچھ کہنا ہو تو کہہ دیجئے، کہا کیا تیرے پاس کچھ رقم ہے، کہا کتنی رقم ہے، کہا ہزار دینار، کہا یہ جو نیزے پر سرِ حسینؑ کو اُٹھائے ہوئے ہے، اس سے کہہ دے کہ سارے سروں کو لے کر آگے بڑھ جائے اس کو رقم دے دے تا کہ یہ آگے بڑھ جائے تو ہاتھ باندھ کر کہا کیوں مولا، کہا تا کہ سارا مجمع سروں کو دیکھنے لگے پھوپھیوں اور بہنوں کے سروں پہ نظر نہ جائے۔ قیامت کا مجمع تھا اس لیے کہا تھا۔

الشام، الشام، الشام کہا جب پہلا دروازہ آ گیا تو یزید بار بار کہلاتا تھا کہ قیدیوں کو جلدی لاؤ قیدیوں کو لانے میں کیوں دیر ہے تو بار بار دربان کہتے راستہ نہیں مل رہا ہے اتنا اژدھام ہے کدھر سے لائیں، یزید نے کہا محل کے پیچھے سے راستہ بناؤ ادھر سے لے کر آؤ راستہ بدلا گیا راستہ بدلتے بدلتے رات ہوگئی جب رات آ گئی تو دربار برخاست ہو گیا تو آخری دروازے پر قیدیوں کو بیٹھنا پڑا اس لیے کہتے ہیں باب الساعت وہ آخری دروازہ جہاں تمہاری شہزادیاں رات بھر بند دروازے پر انتظار میں بیٹھی رہیں کہ کب دروازہ کھلے بس اب پڑھ چکا اب

پڑھنے کی ہمت نہیں دربار سج گیا دوسری صبح آئی پھر دوپہر آئی ایک بار قیدیوں کو آگے بڑھانے کے لیے مسلسل تازیانے چلے، اسیر زخمی ہوتے جاتے، بیبیاں زخمی ہو گئیں، آخری دروازے پر اب جو بی بی محل کے پہنچی ہر دروازے سے گزر گئی جیسے ہی ساتواں دروازہ آیا ایک بار بی بی اپنی کمر تھام کر بیٹھ گئی سیدِ سجادؑ روئے، کہا پھوپھی اماں بڑی ہمت سے آئیں ہیں آپ پھوپھی اماں میں دیکھ رہا تھا صبرِ حسینؑ ساتھ تھا، شجاعتِ علیؑ ساتھ تھی، خلقِ حسنی ساتھ تھا، خلقِ نبیؐ ساتھ تھا، فاطمہؑ کی دعا ساتھ تھی پھوپھی اماں بڑھیئے کیوں رک گئیں تو ایک بار چاروں طرف دیکھا کہا سیدِ سجادؑ تم دربار دیکھ رہے ہو یہ سجا ہوا دربار یہ وزراء یہ قاصد یہ حاکم تیری پھوپھی نہیں جائے گی، کہا پھوپھی اماں پھر کیا ارادہ ہے، کہا لیلیٰ ادھر آؤ، رباب ادھر آؤ، اُمِ فروا ادھر آؤ، اُمِ کلثوم ادھر آؤ، لبابہ ادھر آؤ اور آسمان کو دیکھ کر فرمایا بددعا کروں گی کہ دربار فنا ہو جائے تم کہنا آمین، تخت و تاج اُلٹ جاتا ایک بار سرِ حسینؑ پکارا زینبؑ بددعا نہ کرنا اے میری بہنا ہائے حسینؑ ماتمِ حسینؑ۔

ساتویں مجلس

حضرت امام علی رضا علیہ السلام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ پر

عشرۂ چہلم کی ساتویں تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں "معصومین کا علمِ لسانیات" اس موضوع پر ہم ساتویں مجلس تک آ گئے، موضوع اپنی وسعتوں میں خاصا جاذبِ نظر، کانوں کو بھلا لگنے والا موضوع ہے اس لیے کہ زبان اور کانوں کا ایک رشتہ ہے، اچھے لفظ کانوں کو اچھے لگتے ہیں، اچھے الفاظ زبان سے ہی ادا ہوتے ہیں، ہمارے معصومین نے ان لفظوں کو جو اللہ نے ان کو عطا کیے ان میں جب گفتگو کی تو انسانوں کو بولنا آیا، ان کو گفتگو کے انداز معلوم ہیں کہ ادب کیا ہے، نثر کیا ہے، نظم کیا ہے، فصاحت کیا ہے، بلاغت کیا ہے اس کی خوبیاں کیا ہیں، کہاں پر الفاظ میں زور پیدا ہوتا ہے، کہاں لفظوں میں وہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ اس کو اللہ دعا سمجھ کر قبول کر لیتا ہے آلِ محمدؐ سے پہلے شعورِ دعا کسی میں نہیں تھا، کچھ صدیاں گزری تھیں کہ جب داودؑ نے زبور میں بتایا تھا کہ دعا کیسے مانگی جائے، ابراہیمؑ نے بتایا تھا کہ دعا کا دستور کیا ہے لیکن بت پرستیوں نے ان چیزوں کو غائب کر دیا تھا، ختم کر دیا تھا، آلِ محمدؐ نہ آتے تو کون بتاتا کہ ابراہیمؑ اللہ سے کیسے باتیں کرتے تھے، موسیٰؑ اللہ سے کیسے باتیں کرتے تھے، سلیمانؑ نے اللہ سے کیا

مانگا یہ سب معصومین کا کرم تھا اور یہی نہیں کہ وہ صرف عرب والوں کو بتا رہے تھے بلکہ آٹھویں امام امامِ ہشتم حضرتِ امام علی رضاؑ اپنے غلام ابوصلت سے فرماتے ہیں تمہیں معلوم ہے کہ ہم دنیا کی تمام زبانیں جانتے ہیں، ہم دنیا کی تمام زبانوں سے واقف ہیں، ہم دنیا کی ہر زبان بول سکتے ہیں اور دنیا کی کسی بھی زبان کا بولنے والا ہمارے پاس آئے ہم اس کی زبان بھی سمجھتے ہیں اور اس کو اسی زبان میں جواب دیتے ہیں۔ ابوصلت نے کہا کیا مولا ایسا ہی ہے، کہا کیا تو نے میرے مولا میرے جد علیؑ کا قول نہیں سنا کہ آپ نے فرمایا کہ قرآن میں ہم کو ''فصل الخطاب'' کہا گیا ہے، ''فصل الخطاب'' کتاب کے معنی ہیں کہ دنیا کی ہر زبان جانتا ہوں، ہمارے تمام اجداد علیؑ سے لے کر یہاں تک دنیا کی ہر زبان جانتے تھے، دنیا کی ہر زبان بول سکتے تھے، اگر یہ دعویٰ نہ کرتے معصوم تو دنیا کے کتنے انسانوں کو مایوسی ہوتی کہ ہم تو اپنی اپنی زبانوں میں انہیں بلا رہے ہیں پتہ نہیں وہ سمجھ بھی رہے ہیں یا نہیں وہ سن بھی رہے ہیں یا نہیں، کسی نے اردو میں مشکل کشاء کہا، کسی نے ہندی میں مشکل کُشاء کہا، کسی نے جرمن میں مشکل کُشاء کہا، کسی نے فرنچ میں کہا، کسی نے انگریزی میں کہا، کسی نے فارسی میں، عربی میں پکارنے والے پکارتے رہے وہ سنتے رہے آتے رہے جاتے رہے گویا ہر زبان کا علم رکھتے ہیں ہمارے معصومین بات کُل اتنی سی تھی کہ ہمارے معصوم کے پاس ہر زبان کا علم ہے یعنی وہ علمِ لسانیات کے ماہر ہیں اسی موضوع کو میں نے ان تقریروں میں بیان کیا اپنی بات کو سمجھانے کے لیے، موضوع نیا تھا اس سے پہلے نہ کسی ذاکر، نہ کسی خطیب، نہ کسی عالم نے نہ کسی علامہ نے نہ ہندوستان میں نہ پاکستان میں اس موضوع کی ہوا بھی نہیں لگنے دی، کسی کے ذہن میں پیدا بھی یہ موضوع نہیں ہوا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ موضوعات بھی جو انتخاب ہوتے ہیں منبر

کے لیے وہ بھی اُدھر سے عطا ہوتے ہیں کہ اب اس موضوع کو بیان کرو مومنین میں تاکہ یہ بات آگے بڑھے یہ بات آگے جائے اور اس پر گفتگو ہو، پوری دنیا کا موضوع ہے یہ لسانیات، پوری دنیا کا موضوع ہے لیکن کسی نے یہ نہیں سوچا کہ دنیا کے موضوع کو معصومین کے آئینے میں دیکھیں تو اِذن ملا اُدھر سے لفظ چلے ہم نے گفتگو شروع کی کتنا کارآمد موضوع ہے، لیکن موضوع کون سنتا ہے، موضوع آپ کے یہاں اب کون سنتا ہے اور موضوع پہ کون بولتا ہے، جتنے مومنین بیٹھے ہوئے ہیں میرے سامنے امام بارگاہ میں یہ سارے بتائیں گے کہ موضوع پہ کون کراچی میں بولتا ہے کوئی نہیں بولتا کوئی بھی موضوع پر گفتگو نہیں ہوتی وہی پُرانے موضوعات کے عشرے ہیں ان پر گفتگو ہوتی ہے اب اس کا جو بھی نام رکھ لیں آپ، مطلب اس کی ترتیب یہ ہوتی ہے کہ ہجرت، بدر، پھر اُحد، پھر خندق پھر خیبر پھر حنین فتح مکہ ایک ترتیب یہ دوسری ترتیب یہ ہے آیۂ مباہلہ، آیۂ تطہیر اس طرح چلتی ہے، جسے قرآن پہ عبور ہے وہ آیات کے موضوعات پہ بات کرتا ہے، جسے تاریخ پہ عبور ہے وہ تاریخ کو ہجرت سے شروع کر کے مدینے پہ ختم کرتا ہے یہ فکری موضوع کون بولے اس لیے نہ بولے کہ رِسک ہے جانے واہ واہ ہوگی، جانے نعرے لگیں گے یا نہیں، جانے لوگ تعریف کریں گے یا نہیں پتہ نہیں لوگوں کی سمجھ میں بھی آئے گا یا نہیں لیکن باتیں سامنے کی ہیں، زیارتیں پڑھتے ہیں ان کا تعلق لسانیات سے ہے ان میں کچھ لفظ آتے ہیں، یہ زیارتیں معصومین نے لکھوائیں ہیں یا عالموں نے نہیں بنائی ہیں معصوم نے بتایا کہ علیؑ کی زیارت کیسے پڑھو، نبیؐ کی زیارت کیسے پڑھو، حسینؑ کی زیارت کیسے پڑھو گے اور اس میں بھی قسمیں ہیں عاشور کی زیارت، چہلم کی زیارت، اربعین کی زیارت الگ، پھر امامِ رضاؑ کی زیارت پھر اور آئمہ کی زیارت پھر امامِ زمانہؑ کی زیارت یہ

معصومینؑ نے لکھوائیں ہیں تو جب معصوم کی زبان سے لفظ نکلیں گے تو وہ لسانیات کا شاہکار ہوں گے، یہ کسی عام انسان نے نہیں کہا یہ اشرف ترین انسانِ کامل کی زبان سے لفظ نکلا کہ جب سلام کرو آٹھویں امام کو تو اس طرح پکارو السّلامُ و علیکَ یا غَریبُ الغُربا اے غریبوں کے غریب تجھ پر سلام تو غریب تو ہر امام ہے حسینؑ بھی غریب ہیں جو بے وطن ہو جائے وہ غریب، ہمارا ہر امام غریب ہے، ساتویں امام کو بھی غربت میں موت آئی، علیؑ نے بھی مدینے سے دور کوفے میں ہجرت کی تو وہاں وفات پائی، حسینؑ بھی غریب، سامرہ میں دفن ہونے والے دو امام بھی غریب، بے وطن ہیں نہیں جب معصوم لفظ استعمال کرے تو ایک معنی نہیں ہوتے بلکہ ایک لفظ میں پوری ایک لغت ہوتی ہے، لسانیات سمجھانا چاہ رہا ہوں میں، چھ دن مسلسل ہوئے آج ساتواں دن معصومین مشہور لفظ لغت کے اٹھالیں اور کہیں کہ یہ ہم نے استعمال کیا اب کسی کی مجال نہیں کہ وہ یہ کہے کہ پہلے تو اس لفظ کے معنی یہ تھے یہی معنی لیے جائیں گے، اگر ذرا سی تمہید آپ نے سمجھ لی تو بہت سہل ہو جائے گا، یہ موضوع بہت مشکل ہے لیکن سہل ہو جائے گا لفظ دنیا کی کسی زبان کی لغت میں رکھا ہے تو رکھا ہو، کسی معنی میں وہ لفظ ہو پوری دنیا بولتی ہو اسے اپنے معنی میں لیکن معصوم لفظ کو اٹھائے اور اپنی زبان پہ لائے اور یہ طے کر دے کہ اب جو ہم نے اس کے معنی مانے ہیں وہ معنی ہیں۔

جب تک آپ سمجھیں گے نہیں میں مثال نہیں دوں گا پہلے اپنے ذہن میں اس جملے کو پکا کر لیں کے معصوم لفظ کے دھاروں کو موڑ سکتا ہے تم کوئی لفظ اپنی...... بول رہے ہوں معصوم وہ لفظ تم سے لے لے اور کہے اب یہ میں نے بولا اب تم لاکھ چلاتے رہو اس کے معنی تو یہ تھے آپ نے معنی کیوں بدلے، کہیں گے اب تو بدل گئے تم اب پلٹا کر لفظ کو دکھاؤ تو جاؤ اب تم پلٹا کر دکھاؤ دیکھئے آپ کے ذہن

میں مثال پکی ہوگئی، ہوگئی نا اب میں مثالیں دیتا ہوں دلیلوں کے ساتھ عربی لغت میں حضورؐ کے آنے سے پہلے حج کا لفظ بہ معنی ارادہ رائج تھا حج کے معنی کیا ہیں ارادہ عربی لغت میں حج کے معنی ارادہ ہیں نا رسولؐ نے لفظ اُٹھایا اور کہا یہ سات بار کعبے کا تم نے کیا طواف اب یہ ہے حج، اب حج کے معنی عربی لغت میں کیا ہے ارادہ تو اب اگر آپ معنی بدلنا چاہیں تو آپ کہیں میں ارادے پر جارہا ہوں، میں ارادہ کرنے جارہا ہوں اب کچھ نہیں ہوتا پہلے تھا ارادہ اب حج۔ حج سمجھ گئے نا آپ تو اسی طرح میں آپ کو بتاتا صلوٰۃ، صوم، زکوٰۃ، خُمس، بھئی خُمس کے کیا معنی ہیں گنتی ہے خمسہ جب تک یہ لفظ زبانِ معصوم پر نہیں آیا گنتی تھا اب واجب۔ معصوم نے لفظ لے لیا پہلے لفظ تھا قیامت قیام کرنا معصوم نے لفظ اٹھایا لوگ ڈرنے لگے، کانپنے لگے، تھرآنے لگے لفظ سے، ایک لفظ میں کائنات سمو دے اگر معصوم کی زبان پر لفظ آجائے قیامت آگئی، قیامت آنے والی ہے لفظ آیا لوگ تھرآنے لگے یہ ہے معصوم کی لسانیات کا معجزہ، عربی لغت میں امام کے معنی جو آگے چلے، امامت عربی لغت میں نبوت، رسول ڈاکیہ لفظ آگیا معصوم کی زبان پہ آگیا آدمؑ سے لے کر خاتم تک جہاں لفظ معصوم نے لیا معنی بدلے کیوں دنیا کے کسی لغت نویس کو یہ حق ہے آج، آپ لفظ غلط بول دیں تو پڑھا لکھا آپ کو ٹوک دے گا غلط بولا یہ لفظ اس طرح نہیں ہے اسی معنی میں ہے لیکن صدیاں گزریں کسی بڑے سے بڑے ماہر نے معصومین کو نہیں ٹوکا کہ یہ لفظ آپ غلط بول رہے ہیں کیوں اس لیے کہ جب معصوم کی زبان پہ لفظ آجاتا تھا اسی وقت مشہور ہوکر عام ہوجاتا تھا اب کس کس کو سمجھائیں یہ نہیں یہ ہیں کیسے سمجھائیں شاید آپ ساری مثالیں اپنے ذہن میں نہیں محفوظ رکھ پائیں گے بالکل سامنے سامنے کی مثالیں میں دے دوں، عربی میں عَلَم کے معنی ہیں بلند یعنی آپ نے ہاتھ اٹھایا

تو لوگ کہیں گے کہ اس کا ہاتھ علم ہے اب اس معنی میں بولتے ہیں کس معنی میں بولتے ہیں کس نے معنی بدلے اب لغت میں جا کر دیکھیے عَلَم کے معنی کیا لکھیں ہیں اردو میں، فارسی میں ساری لغتوں میں کہ اب کیا لکھا ہے اب لکھا ہے کہ عَلَم کے معنی ہیں عباس کا عَلَم سمجھ گئے نا آپ یہ مثال اب کوئی بدل سکتا ہے کوئی معنی، ایک دوسری مثال دے رہا ہوں دوسری مثال عربی میں، قرآن کی آیتوں میں بھی، لغت میں بھی، حدیثوں میں بھی سبیل کے معنی ہیں راستہ فی سبیل اللہ بولتے ہیں نا اور یہ جو آپ پانی سجاتے ہیں اس پہ کیوں لکھتے ہیں سبیل سبیلِ حسینؑ، علی اکبرؑ آئے جنگ کرتے ہوئے، کہا بابا ایک جام کی سبیل ہو سکتی ہے پانی کے ساتھ لفظِ سبیل علی اکبرؑ نے پہلی بار استعمال کیا وہ دن چودہ صدیاں، جہاں پانی وہاں سبیل لفظ کے معنی بدل گئے کس نے بدلا معنی اب آپ کہتے رہیے لیکن اب سبیل اسی کو کہا جائے گا جہاں کوزے سجا کر رکھ دیئے جائیں، جہاں پانی شیعہ بنائے، سنّی بنائے، ہندو بنائے لکھے گا سبیل واہ رے علی اکبرؑ کیا معجزہ ہے معصومین تمہاری زبان میں لفظ کے معنی بدل دیئے اب آپ یہ پوچھیں کہ لفظ کے معنی بدلتے کیوں نہیں، جب ہم لفظ کے معنی بدلتے ہیں تو نہیں بدل پاتے معصوم بدل دیتے ہیں ایسا کیوں ہے ایسا اس لیے ہے کہ حرف کے موجد معصوم ہیں میں نے سمجھانے کے لیے بات کہی اب دوسری صورت سے کہہ رہا ہوں حرف خود معصوم ہیں جو بات سمجھ میں آئے اسے قبول کر لیجیے گا پہلی یا دوسری، حرف کے موجد معصوم ہیں یوں سمجھ لیجیے معصوم خود حرف ہے اب چاہے جیسے آپ سمجھ لیجیے، الف، اللہ نے کہا الف جب تک الف کاغذ پہ نہ آئے وجود میں نہیں آیا تھا الف کے معنی تھا اللہ جیسے ہی وجود میں آیا اب مقام احدیت سے الف ہٹا مقامِ محمدیت پر آ گیا، اب الف محمدؐ ہیں، اور جیسے ہی ''ب'' لکھا گیا اور نقطہ لگا تو ''ب'' کے معنی ''بیت'' اور

''بہت'' معنی گھر نقطہ گھر میں آنے والا یہ سمجھانے والی باتیں ہیں، قرآن سمٹے سورۂ الحمد میں، سورہ الحمد سمٹے بسم اللہ میں، بسم اللہ سمٹے بسم اللہ کی ''ب'' میں، ''ب'' سمٹے نقطے میں وہ نقطہ میں ہوں یہ مولا علیؑ فرمارہے ہیں، ''ب'' کا نقطہ آیا محمدؐ کے بعد علیؑ، تھوڑی تھوڑی مثالوں سے سمجھاتا ہوا آگے جا رہا ہوں اللہ کہتا ہے ہم نے سات حروف پر قرآن کو نازل کیا، حدیث ہے شیعہ سنّی سب لکھتے ہیں کسی بھی قرآن میں پڑھ لیجئے ابتداء میں ہی یہ بات لکھی ہے قرآن سات حروف پر اُتارا گیا اٹھائیس حروف ہیں حروف تہجی الف سے ''ی'' تک اور سارے قرآن میں موجود ہیں اللہ کہہ رہا ہے سات حروف پر قرآن اُتارا پتہ چلا اُترا سات پر ہے اب اگر آپ کو یاد ہے پچھلی تقریروں کی بحث چودہ حروفِ مقطعات ہیں یاد ہے نا دو دن سے یہ بات کہی جارہی ہے حروفِ مقطعات میں چودہ حروف چودہ اور چودہ اٹھائیس حروفِ تہجی اٹھائیس چودہ کا آدھا سات حروف پہ قرآن ہے، سات حروف پر قرآن ہے سات کو دوگنا کریں چودہ چودہ کو دوگنا کریں اٹھائیس پہلے سات پر گفتگو کرلیں، سورۂ الحمد میں سات آیتیں ہیں سورۂ الحمد آغاز ہوا سات حروف پر قرآن ہے معصوم بھی اپنے نام میں سات ہیں کیا کہا تھا میں نے خود معصوم سات حروف ہیں سات حروف پہ قرآن ہے معصوم اپنے ناموں میں کُل سات، نہیں سمجھ میں آرہی نا بات بغیر مثال کے تھوڑی میں آگے جاؤں گا کوئی بات بغیر سمجھائے آگے نہیں بڑھتا پنجتن میں کتنے نام ہیں، پانچ نام ہیں، بی بی کا نام فاطمہؑ ہے، ایک خاتون ہیں چودہ میں، مردوں میں محمدؐ، علیؑ، حسنؑ، حسینؑ کے نام ہیں چار نام محمدؐ، پر ہیں، علیؑ حسنؑ حسینؑ سارے آئمہ کے نام یاد ہیں نا بچوں کو بوڑھوں کو تو یاد ہی ہوں گے بچوں کو بھی یاد ہوں گے اب چلئے میرے ساتھ نام علیؑ پہلے امام دوسرے امام حسنؑ تیسرے امام حسینؑ چوتھے امام علیؑ پانچویں امام محمدؐ

چھٹے امام جعفرؑ ساتویں امام موسیٰؑ، آٹھویں امام علیؑ، نویں امام محمدؑ دسویں امام علیؑ گیارھویں امام حسنؑ بارھویں امام محمدؑ، نام کی گفتگو ہو رہی ہے ابھی لقب کی گفتگو نہیں ہو رہی اب ذرا میرے ساتھ دیکھئے نام کتنے ہیں اس میں نام کتنے ہیں علیؑ، حسنؑ، حسینؑ، علیؑ چار، محمدؑ چار چودہ معصوموں میں اگر آئمہ کی بات کریں تو علیؑ چار محمدؑ، تین حسنؑ دو ایک موسیٰؑ ایک جعفرؑ نام ہیں سات دیکھ لیجئے محمدؑ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ جعفرؑ، موسیٰؑ، نام ہیں سات، وہی نام دُہرائے گئے، پھر سے سُن لیجئے، پنجتن کے نام دُہرائے گئے محمدؑ، علیؑ اور حسنؑ تین نام دہرائے گئے چوتھے امام علیؑ پانچویں امام محمدؑ چھٹے کا نام پہلی بار جعفرؑ ساتویں کا نام موسیٰؑ دو نام نئے اور سارے نام پرانے ہیں حسنؑ دو ہیں علیؑ چار ہیں، پہلے امام علیؑ، چوتھے امام علیؑ، آٹھویں امام علیؑ دسویں امام علی نقیؑ، پانچویں امام محمدؑ، نویں امام محمدؑ، آخری امام محمدؑ، چار محمد ہیں، حسنؑ دو ایک موسیٰؑ ایک جعفرؑ نام سات معصوم سات سورۂ الحمد کو کہتے ہیں سبع مثانی

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ

(سورۂ حجر، آیت ۸۷)

"اور تحقیق ہم نے تجھے سات دُہرائے ہوئے، اور قرآنِ عظیم عطا کیئے"

یعنی سبع مثانی کے معنی معلوم ہیں آپ کو سبع معنی سات مثانی معنی دوبار، وہ سورہ جو دوبار نازل ہوا، واحد سورہ جو دو بار آیا تو اللہ کہتا ہے اس کو کہو "چودہ ہیں سات" لیکن کہو چودہ، قرآن میں مثال دے کر بتادیا تا کہ یہاں پریشانی نہ ہو، ہیں سات کہو چودہ حرف ہیں سات کہو چودہ اب یہ کیوں ضرورت پڑی اللہ کو کہ یہی نام دُہرائے جائیں، جملہ بہت قیمتی ہے، جس عہد میں جب علیؑ کی ضرورت ہوئی علیؑ آیا، جب محمدؑ کی ضرورت ہوئی محمد آیا، بھئی توجہ، جس عہد میں جس کی ضرورت تھی وہ بھیجا گیا، جب محمدؑ کی ضرورت تھی معاشرے کو تو محمد کو بھیجا، جب علیؑ

کی ضرورت تھی تو علیؑ آیا، جب حسنؑ کی ضرورت تھی تو حسنؑ آیا تو جد اور جب جعفرؑ کی ضرورت پڑی تو جعفرؑ آیا، جب موسیٰؑ کی ضرورت تھی موسیٰؑ آیا، حسینؑ کی ضرورت ایک بار پڑی حسینؑ کی ضرورت پھر نہیں پڑی اللہ کو، کتنا قیمتی جملہ ہے حسینؑ ایک ہے اس لیے حسینؑ کی ضرورت دوبارہ نہیں پڑی کہ کربلا بنانا مشکل تھا، کربلا بنانا اتنا مشکل ہے کہ ابراہیمؑ نے بڑی کوشش کی کربلا نہیں بنی، دیکھئے سمجھنے کی کوشش کریں مجھے آٹھویں امام تک آنا ہے لسانیات کے موضوع پر کیا کہا تھا میں نے ''غریب الغربا'' معنی بدل دیا معنی بدل دیا علیؑ کے معنی اعلیٰ تھے، لغت میں لفظ تھا، جب معصوم کی زبان پر لفظ آیا اب علیؑ کے معنی کیا ہو گئے یعنی کائنات کی ہر بلندی جہاں جا کر ختم ہو جائے اب اس پر کوئی بلندی نہ ہو اسے کہتے ہیں علیؑ، اب میں معنی کیسے سمجھاؤں کیسے سمجھاؤں کیا دوشِ نبیؐ سے بلند کوئی جگہ ہے اب جہاں پہنچ کر بلندی ختم ہو گئی علیؑ وہاں پہنچ گئے، اب علیؑ وہی ہے جہاں بلندی تمام ہوئی، محمدؐ کے معنی بتا چکا ہوں کہ جہاں تعریفیں کائنات کی ختم ہو جائیں اسے محمدؐ کہتے ہیں اللہ نے کہا کہ اس کی تعریف کائنات میں اتنی ہوئی تو اس نور کو محمدؐ بنا دیا، جب ساری کائنات کی تعریفوں کا رخ اُدھر مڑ گیا وہ محمدؐ بنا تو اب ضروری تھا کہ اس کو کائنات کی ساری بلندی دے دے اسی نور کو علیؑ بنا دیا جب وہ اعلیٰ ہوا، جب ضرورت تھی کہ وہی نور کائنات کا بہترین نور ہو اس کو حسنؑ بنایا کہ جہاں ہر بہتر ختم ہو جائے جب وہ بہتر ہوا تو وہ نور ہم نے چاہا کہ کائنات پر احسان کرے، جہاں سارے احسان ختم ہوں اسی نور کو حسینؑ بنا دیا، جب اس نور کو حسینؑ بنا دیا تو ہم نے چاہا کہ احسان کے صلے میں اتنے سجدے کریں کہ سیّد السّاجدین بن جائے جب سارے سجدے وہاں ختم ہو گئے تو علم کے کمال پر پہنچایا کہ جس دانے کو چیرے باقر بن جائے، باقر کے معنی ہیں دانے کو چیر کر علم نکالنے والا اس لیے

وہ باقر العلوم بنا؟ اب جب علم کا منبع بن جائے تو جعفرؑ عربی میں کہتے ہیں بہتی ہوئی نہر کو، علم کا چشمہ ہے تو وہ جعفرؑ بن جائے، عبرانی زبان میں مو کہتے ہیں پانی کو سا کہتے ہیں وہ درخت جو پانی سے ابھرے اور کبھی خشک نہ ہو، جب علم کا چشمہ ہے تو علم کا ایسا درخت بنے کہ وہ موسیٰؑ بن جائے جب وہ موسیٰؑ بن جائے تو دین کے دشمن اس کو اشتعال میں لانا چاہیں تو وہ کاظم بن جائے کہ غصے کو ضبط کرے اور سجدے کرے اور جب اللہ اس منزل پر دیکھے تو کہے ہم تم سے راضی، تم ہم سے راضی تو وہ رضاؑ بن جائے، جب وہ رضاؑ بن جائے تو تقویٰ کی اس منزل پر پہنچے کہ جہاں سارا تقویٰ دم توڑ دے تو وہ تقی بن جائے، جب وہ تقیؑ بن جائے تو اللہ اسے انتخاب کرے کہ تجھ سے نفیس کوئی نہیں تو وہ نقیؑ بن جائے، جب وہی نور نقیؑ بن جائے تو کائنات پر اس کی ہیبت بیٹھ جائے تو وہ عسکریؑ بن جائے، جب وہ عسکریؑ بن جائے جملہ بہت قیمتی ہے جب عسکریؑ بن جائے تو پرکار کی لکیر جس نقطے سے چلی تھی لکیر کا دائرہ وہیں ختم ہو جائے تو وہ بھی محمدؑ یہ بھی محمدؑ، اللہ نے آپ کو شعور عطا کیا کوئی اور نہیں سمجھ سکتا یہ باتیں سوا آپ کے، کوئی نہیں سمجھ سکتا اس لیے کہ اللہ نے یہ معرفت آپ کو عطا کی، یہ ذہنی روشنی یہ دنیاوی ذہنی روشنی آپ کو ملی، امامِ رضاؑ سے پوچھا تو جہ بہت بڑے عالم نے روح جسم کے کس حصے میں رہتی ہے، امام نے کہا دماغ میں، کسی سائنسدان نے بتایا جہاں روح رہتی ہے روح کا رابطہ معصومین سے ہے اِدھر فضائل سنے، درِ زہراؑ سے علم کی کرن چلی اور روح دماغ میں آئی، علیؑ، حسنؑ، حسینؑ کے بعد اب سجدوں کی ضرورت سیّد الساجدینؑ، اب علم کی ضرورت باقر العلومؑ، اب نہر پھیلے جعفرؑ تو پھر صادق کیوں یہ امامِ صادق کیوں حکمِ الٰہی، حکمتِ الٰہی، حالانکہ سب صادق ہیں، صادق کیوں نہیں، حسنؑ صادق کیوں نہیں، حسینؑ صادق کیوں نہیں، زین العابدینؑ

صادق کیوں نہیں (توجہ) محمدِ باقرؑ صادق کیوں نہیں، یہ جعفرِ صادق کیوں جعفرؑ کے دُور تک امام اِسی گھر میں ہوتا تھا جیسے ہی امامِ جعفرؑ کا دور آیا اُمّت میں امام بننا شروع ہوئے یہ بھی امام، یہ بھی امام اب تاریخ آپ کو نہیں معلوم امام ابوحنیفہ محمد باقرؑ کے شاگرد جعفرِ صادقؑ کے شاگرد مسلمانوں نے پہلا امام بنایا ابوحنیفہ دوسرا امام بنایا مالک تیسرا امام بنایا حنبل چوتھا امام بنایا شافعی، اللہ نے پہلے ہی جعفرؑ کے لئے کہہ دیا یہ امام ہے صادقؑ وہ امام سچا امام پہلے سے طے ہو گیا بس اس دور سے صادق چلے گا، عہد بدلا عہد جو بدلا تو بغداد کا شہر بسا اتنا بڑا شہر کہ کائنات میں شہر نہیں بسا تھا، کئی لاکھ کتابوں کے کتب خانے، علمِ لسانیات کی بحثیں، لسانیات کو شہر بنا دیا لفظ جادو بن گیا، دنیا کے سارے جادوگر ہارون رشید کے دربار میں کوئی تاش کے پتّوں کا جادو ایجاد کرے، کوئی ہوا پر چیز کو اڑا کر جادو دکھائے، کوئی منہ سے لفظ نکال کر جادو دکھائے جادو اور سحر لسانیات سے تعلق رکھتا ہے اب وہ دور کہ جادوگروں کا زور ہوا آپ کو فرعون کا دربار یاد ہے کتنا عبور تھا فرعون کے درباریوں کو جادو پر رسّی کے ٹکڑے ڈالے اور سانپ بنے، جاؤ موسیٰؑ اب تمہاری ضرورت ہے تا کہ جادوگروں کے جادوں کو باطل کرو، ہارون رشید کا جادوگر مشہور تھا مصر سے آیا تھا ایک یونان سے آیا تھا کہا سنو تمہیں جادو پر اتنا عبور ہے کہ ایک آدمی کو نعوذ باللہ ذلیل کرنا ہے، کہا کر دیں گے کیسے، کہا روٹیاں پتلی پکوا کر دسترخوان پہ رکھوا سے بلا لو باریک روٹیاں پکیں، دسترخوان پہ رکھی گئیں اب امام آئے موسیٰ کاظمؑ ساتویں امام، دسترخوان پر بیٹھے غلام نے ہاتھ بڑھایا امام نے ہاتھ نہیں بڑھایا، جو معجزہ یوں بیان کرتے ہیں اُن کو معرفت نہیں امام کی امام کو پتہ ہے کیا ہوگا وہ روٹی کی طرف ہاتھ نہیں بڑھائے گا اور پھر حاکم کی روٹی، غلام نے ہاتھ بڑھایا غلام نیا ہے بغداد کا رہنے والا ہے ابھی ابھی غلامی میں آیا

ہے اسے معرفت نہیں اس نے ہاتھ بڑھا دیا ہے روٹیاں نئی بار یک بار یک اس کا دل چاہا اُدھر ہاتھ بڑھا روٹی اُڑی غائب پھر ہاتھ بڑھایا روٹی اُڑی غائب اس نے جادو شروع کیا (توجہ) جادو چلا امام کو جلال آیا، میرے غلام کا مذاق اڑاتا ہے، ہارون کے پیچھے ایک قالین تھا قالین پر ایک شیر تھا امام مُڑے کہا اے درندۂ خدا آؤ اس کو لے جا، شیر دھاڑتا چلا اس کو ہڑپ کیا امام نے کہا واپس جا پھر تصویر بن گیا (توجہ نہیں کی آپ نے) امام کو منظور نہیں کہ کوئی دشمن ہمارے غلام کا مذاق اڑائے، یاد رکھنا اگر امام جلال میں آ گیا اگر غلاموں کا مذاق اڑے تو امام جلال میں آ جاتا ہے (توجہ رکھیے گا) ایک بار ہارون بے ہوش ہو کر گرا شیر کو دیکھ کر درباری بھاگے کچھ دیر کے بعد ہارون کو ہوش آیا کہا میرے دوست کو واپس کر دو، موسیٰ کاظمؑ نے کہا اگر موسیٰ نے فرعون کے سانپوں کو واپس کر دیا ہوتا ہم بھی واپس کر دیتے، (اب سمجھے) ہارون کے دور میں فرعون کا عہد واپس آیا، تاریخِ امامت میں موسیٰؑ کی ضرورت تھی، موسیٰؑ کے بعد پھر علیؑ، علی رضاؑ، رضا ہم تم سے راضی تم ہم سے راضی ایک ہی لفظ میں معصوم کے یہاں کئی معنی رضا کا لقب حسنؑ کو حسینؑ کو چوتھے پانچویں چھٹے ساتویں کو نہیں ملا آٹھویں کو رضا کا لقب کیوں ملا۔ تاریخ نے لکھا جس پر شیعہ سنّی سب متفق ہو گئے، بادشاہ بنانے پر، شیعہ بھی راضی اس سے سنّی بھی راضی، اس لیے رضا اپنی زبان سے رضا کہا اب ہم راضی بس بنا دو اس کو، ہارون کے بیٹے مامون نے کہا لے آؤ بلاؤ ان کو لے کر آؤ سواری چلی مدینے سے چلے نیشاپور سواری پہنچی سب نے زیارت کی ہے جو ایران گئے ہیں نیشاپور سرسبز وشاداب مقام راستے میں سواری تھی پچیس ہزار محدث قلم اور کاغذ لے کر آئے پھر علم لسانیات لکھنے آئے ہیں یہ بولیں اور ہم لکھیں انتظار قلم اور کاغذ عماری پر پردہ پڑا ہوا چلّائے سب جمالِ امامت دکھایئے، جمالِ عصمت

دکھائیے کوئی اٹھ کر کہے اس مجمعے سے کیوں جمالِ خلافت دیکھ چکے اب کیا دیکھنا ہے، جمالِ حکومت دیکھ چکے جمالِ بادشاہ دیکھ چکے اب کیوں دیکھنا چاہتے ہو جمالِ امامت تو دنیا اس کو پکار کر یہی کہنا چاہتی تھی جمالِ خلافت اور ہے جمالِ امامت اور ہے جمال دکھائیے، پردہ ہٹا، اب جو لوگوں نے دیکھا چاند سا چہرہ، سیاہ زلفیں کاندھوں پہ پڑی ہوئی اب جو چہرہ دیکھا تاریخ میں لکھا ہے شیعہ سنّی سب نے کہ جیسے ہی چہرہ کالی عماری سے نکلا بڑے بڑے سپاہی وزراء گھوڑے پہ سوار تھے انہوں نے کمر سے خنجر نکالے، رکابیں کاٹ دیں گھوڑے سے کود پڑے اپنے آپ کو گرا دیا، نعلین اُتار دی، گریبان پھاڑ دیئے صرف امامِ رضا کا چہرہ دیکھ کر لوگ رونے لگے، پہلی بار تو ایران والوں نے دیکھا تھا امام کو، اس سر زمین پر کب امام آیا تھا، یہ ایران کی خوش قسمتی تھی کہ علیؑ کا بیٹا آیا تھا، محمدؐ کا بیٹا آیا تھا، فاطمہؑ کا لختِ جگر آیا تھا، دنیا ٹوٹ پڑی تھی ہر شہر سے لوگ آئے تھے، چہرہ دیکھ لیا تو اب پکارے کچھ بیان بھی ہو جائے کچھ کہہ بھی دیجئے، امام نے پردہ اٹھایا مجمعے کو دیکھا، کہا سنو، اللہ نے فرمایا جبرئیلؑ سے کہا (توجہ) جبرئیلؑ وہ پیغام لے کر محمدؐ کے پاس آئے، محمدؐ نے وہ پیغام علیؑ کو سنایا، علیؑ نے حسنؑ کو سنایا، حسنؑ نے حسینؑ کو بتایا، حسینؑ نے زین العابدینؑ کو سنایا، انہوں نے محمد باقرؑ کو بتایا، انہوں نے جعفرِ صادقؑ کو بتایا، انہوں نے موسیٰ کاظمؑ کو اور میرے بابا نے مجھ کو بتایا آج کائنات لا إله الّا الله کہتی ہے آپ کے مقابلے میں ہم مسلمان اور سب کافر، ذرا ان سے پوچھیئے ہم کافر اور تم سب مسلمان تو لا إله الّا الله دیا کس نے تمہیں، اچھا کیسے پتہ چلا تمہیں لا إله الّا الله تو آپ کہیں گے کہ سن لو نیشا پور میں کیا بات ہو رہی ہے اگر یہ نہ بتاتے اللہ نے کس سے کہلوایا جبرئیلؑ سے پہلی بار لا إله الّا الله چلا کس کے پاس آیا نبیؐ کے پاس نبیؐ نے کس کو بتایا علیؑ کو سب

سے پہلے علیؑ نہیں بتاتے تم ہوتے مسلمان، علیؑ نے کس کو بتایا حسنؑ کو انہوں نے حسینؑ کو انہوں نے زین العابدینؑ کو انہوں نے محمدِ باقرؑ کو انہوں نے جعفرِ صادقؑ کو انہوں نے موسیٰ کاظمؑ کو اور انہوں نے بتایا حضرت امام علی رضاؑ کو اب وہ کہہ رہے ہیں لا اِلٰہ الّا اللہ ایک قلعہ ہے جو اس قلعے میں داخل ہوا امان میں آیا۔ سلسلہ یاد ہے نا آپ یہ حدیث سنا دیجئے گا، پچیس ہزار سنّی علماء آئے تھے نیشاپور میں سنّی، محدث آئے تھے اس میں عجم کا قم کا سردار بھی آیا تھا، اس میں جو راوی ہیں وہ امام احمد بن حنبل ہیں اور اُنھوں نے لکھا اس حدیث میں امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ نیشاپور کے راستے میں امام علی رضاؑ نے جو حدیث سنائی ہے اور حدیث کا جو سلسلہ سنایا ہے (توجہ رکھیئے گا) معرفت میں جھوم جائے انسان تفصیل سنے تو جھوم جائے، جیسے ہی امام نے کہا لا اِلٰہ الّا اللہ ویسے ہی پچیس ہزار قلم چلے، پچیس ہزار قلم کاغذ پر ایک ہی جملہ لکھ رہے تھے، قلم دان سے قلم اٹھے چلے کاغذ پر، قلم چلنے کی آواز آ رہی تھی یہ لکھا ہوا ہے امام احمد بنِ حنبل جن کی فقہ پہ پورا سعودی عرب سارے وہابی ان کی تقلید کرتے ہیں، کس طرح کے مسلمان ہیں، سخت ترین مسلمان ہیں، سب احمد بنِ حنبل کے کہنے پہ چلتے ہیں، جو نارمل ہیں وہ امام شافعی یا امام ابوحنیفہ کی فقہ پر ہیں، سخت ترین جو دشمن ہیں علیؑ کے امام احمد بنِ حنبل کی فقہ پر چلتے ہیں یہ جملہ یاد رکھیں گے آپ، وہ لکھ رہے ہیں حدیث کی بات نہیں کر رہے ہیں کہہ رہے ہیں امام نے حدیث سنائی لیکن جو حدیث کا سلسلہ بتایا نبیؐ سے لے کر اپنے تک اگر صرف وہ سلسلہ کسی دیوانے پر پڑھ کر پھونک دیا جائے تو وہ صحیح ہو جائے، (یاد رہے گا جملہ) امام احمد بنِ حنبل کہتے ہیں جو سلسلۂ روایت علی رضاؑ نے سنایا اگر کسی مجنون پر، دیوانے پر پڑھ کر پھونکا جائے تو وہ دیوانہ وہ مجنون صحیح الدماغ ہو جائے گا۔ احمد بنِ حنبل کی میں بات آئی

کہ معصوم کی زبان سے لسانیات کے الفاظ شفاء بنتے ہیں اور کل مسلمانوں نے ان کے دادا رسولؐ اللہ کے دماغ کو ایک کاغذ مانگنے پر کہا ہذیان ہو گیا ہے، جب انہوں نے قلم مانگا تو تم نے کہا ہذیان ہو گیا ہے، آج پتہ چلا معصوم کی زبان کے الفاظ شفاء بن جاتے ہیں تو جب پتہ چل گیا کہ زبان کے الفاظ شفاء بنتے ہیں تو قلم کاغذ لے کر خود ہی آ گئے، کل نبیؐ مانگ رہا تھا تو نہ دیا ذرا پوتے کا کمال دیکھو بغیر مانگے پچیس ہزار قلم منگوائے، بھئی کتنا فرق ہوا دو سو سال میں اب سمجھ میں آیا کہ ہمارے آئمہ نے کیا تبلیغ کی ہے ارے قیمتی جملہ تھا ہزاروں لاکھوں صحابہ تھے، نبیؐ نے ایک قلم مانگا تو کسی نے نہ دیا نبیؐ کے بیٹے نے نہیں مانگا تو پچیس ہزار خدا کے لیے یہی منزل ہے جہاں تقریر ختم ہو جائے گی ایک ایک جملے کو غور سے سنیئے بس اسی مقام پر جتنا سمجھ سکیں سمجھیں خدا کے لیے اگلا جملہ ضائع نہ کریں، نبیؐ نے کہا قلم اور کاغذ لاؤ کہا نعوذ باللہ ہذیان ہو گیا دو سو سال کے بعد آٹھویں بیٹے نے نہیں مانگا قلم اور کاغذ لائے اور کیا کہا لکھوا دیجیے علیؑ سے کسی نے نہیں کہا، حسنؑ سے کسی نے نہیں کہا، حسینؑ سے نہیں کہا زین العابدینؑ سے نہیں کہا، محمدِ باقرؑ سے نہیں کہا، جعفرِ صادقؑ سے نہیں کہا، موسیٰ کاظمؑ سے نہیں کہا آج عقل آ گئی کہا لکھوا دیجیے تو علی رضاؑ نے کہا میں علی ہوں اب جب لائے ہو قلم اور کاغذ آ ہی گئے تو وہی لکھواؤں گا جو رسولؐ اللہ لکھوانا چاہ رہے تھے، لاؤ قلم اور کاغذ وہی لکھوائیں گے آج دنیا تجسس میں ہے کہ رسولؐ اللہ کیا لکھوانا چاہتے تھے لو سنو نبیؐ نے قلم اور کاغذ اس لیے مانگا تھا امام علیؑ رضا نے کہا سنو لکھو اللہ فرماتا ہے، لا الٰہ الّا اللہ میرا ایک قلعہ ہے جو اس قلعے میں داخل ہوا وہ امان میں آیا عتاب سے بچا، عماری کا پردہ گر گیا کاغذ پر قلم چلے لکھا، مجمع چلایا زدنی بیانا مولا کچھ اور مولا کچھ اور، سواری آگے بڑھ گئی لوگ چلاتے آگے بڑھے سواری پھر رکی جب شور مچا پردہ

الٹا کہا کچھ اور لکھایئے کہا لکھو، بِشرطِھَا شُروطھا لیکن اس قلعے میں جانے کے لیے کچھ شرطیں ہیں بغیر ان شرطوں کے لا اِلٰہ اِلاَّ اللہ نہیں کہہ سکتے، مسلمان نہیں ہو سکتے، عتاب سے نہیں بچ سکتے عماری کا پردہ گر گیا، عربی کی کتابوں میں تو بھرا پڑا ہے، فارسی کی کتابوں میں یہ واقعہ چھپا پڑا ہے، اردو کی تمام کتابوں میں لکھا ہے میں ایک آسان حوالہ آپ کو دیتا ہوں ادب پسند لوگوں کے لیے بعد میں کہانیاں نہ بنا لیجئے گا، قرۃ العین حید برصغیر کی مشہور ناول نگار ہیں ان سے بڑا ناول نگار نہ پاکستان میں کوئی ہے نہ ہندوستان میں کبھی وہ آپ کے یہاں ایوب دور میں انفارمیشن سیکریڑی ہوتی تھیں ان پہ الزام لگا کہ روسی ہیں، نکالا گیا روس چلی گئیں وہاں سے دہلی چلی گئیں اب بہت بڑے عہدے پر انڈیا میں ہیں، بڑے بڑے خطابات انہیں ملیں ہیں، ان کے ناول پاکستان میں بڑے مشہور ہیں ان کا سب سے مقبول ناول تین جلدوں میں ''کارِ جہاں دراز ہے'' ناول ایک باب کو شروع کیا کہ پردہ اٹھا اور امام نے کہا بے شک بشرطہا شروطہا امام کی لسانیات کا اثر ہر شعبے پہ پڑ رہا ہے کہاں کہاں سے غائب کرو گے کہاں سے کدھر سے ہمارے آئمہ کو ہٹاؤ گے جو متاثر ہوتا ہے وہ کسی مذہب سے ہو کسی فکر سے ہو جس چیز سے متاثر ہوتا ہے دل پہ اثر کرتا ہے کسی کے پروپیگنڈے سے کیا ہوتا ہے نیشاپور کا راستہ لکھا ہے انہوں نے پڑھیئے گا ''کارِ جہاں دراز ہے'' پردہ اٹھا امام نے کہا بِشرطِھا شُروطِھَا پھر شور مچا زدنی بیاناً مولا کچھ اور لکھوایئے پردہ اٹھا کہا لکھو وانا من شرطھا و شروطھا. لا اِلٰہ اِلاَّ اللہ کے قلعے میں جانے کے لیے جو شرطیں ہیں ان میں کی ایک شرط پوری کرو وہ شرط ہوں میں، کا ہے کا لا الہ حدیث کا سلسلہ آپ نے سُن لیا امام احمد بن حنبل نے کہا مستند، مستند کے معنی آپ کو معلوم ہیں کاش کہ آپ اس بیک گراؤنڈ میں بھی سمجھ جاتے

کہا اسلام کس سے لیں، حدیثِ رسول کس سے لیں کہا ازواج سے، کہا ازواج سے کیسے لیں تو جہ سمجھانے کے لیے ورنہ بات آگے بڑھ جائے گی، کہا کیسے ازواج تو گھر میں رہتی ہیں جو گھر میں وحی آئی حدیث کہی اس کا پتہ ہے خیبر میں تو نہیں تھیں، بدر میں تو نہیں تھیں، احد میں تو نہیں تھیں، تبوک میں تو نہیں تھیں، شام تو نہیں گئی تھیں اور اگر تھی تو چالیس برس کی عمر میں وحی آئی تھی غارِ حرا پر وہاں کون سی بیوی تھیں بھئی خدا کے لیے سمجھئے نا ایک بیوی تھی خدیجہؑ وہ غارِ حرا پہ جاتی تھیں ان سے حدیث تم لوگ لیتے نہیں ہو وہ تو پہلے ہی مکے میں انتقال کر گئیں تھیں تو اب ساری حدیثیں ازواج سے تو نہیں، کہا اصحاب سے چلیئے راستہ آپ بتاتے چلیے ہم بھی راستہ دیکھتے چلیں تو پھر اصحاب سے پوچھا احد میں کیا ہوا، کہا یہ ہوا حنین میں، خیبر میں کیا ہوا، کہا یہ ہوا یہ حدیث یہ آیت کہا اچھا یہ بتایئے حجرے میں رات کو کیا ہوا، اصحاب کہنے لگے توبہ توبہ ہم وہاں کیسے جائیں پھر ناقص ہے سلسلہ یعنی ایک سلسلہ وہ جو گھر سے باہر نہ آئے ایک سلسلہ وہ جو باہر سے گھر میں نہ جائے دونوں ناقص وہ بھی ناقص علیؑ فرماتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے رات کا ایک حصہ مقرر کیا تھا کہ میں بے دھڑک ان کے حجرے میں جاتا اور رسولؐ سب کچھ دن بھر کی بات بتاتے اور بیبیوں کو معلوم تھا، جب میں پہنچتا بیبیاں پردے میں چلی جاتیں ایک ایسا گواہ جو گھر میں بھی جائے باہر بھی ساتھ اس سے پوچھو امام نے فرمایا جبرئیلؑ نے نبیؐ سے کہا نبیؐ نے علیؑ سے کہا علیؑ نے حسنؑ سے کہا حسنؑ نے حسینؑ سے کہا اور حسنؑ حسینؑ کھیلتے ہوئے کبھی اُمِ سلمٰی کے کمرے میں جائیں کبھی میمونہ کے حجرے میں جائیں کبھی اِن کے حجرے میں جائیں کبھی اُن کے حجرے میں جائیں جو وہاں ہوا وہ بھی بچوں نے دیکھا جو یہاں ہوا وہ بھی بچوں نے دیکھا جو باہر ہوا وہ بھی دیکھا سلسلہ تو یہ کامل ہے، امام علی رضاؑ نے یہ بتایا سلسلہ دیکھ کر حدیث لینا

اگر ایسا سلسلہ نہ ہو تو حدیث جھوٹی، سلسلہ ٹوٹ جائے تو حدیث جھوٹی میں نے پورا سلسلہ سنا دیا لا اِلٰہ الّا اللہ جبرئیل لائے قلعہ ہے داخل ہوئے شرط ہے کیا شرط ہے انا من میں شرط ہوں (نہیں غور کیا آپ نے) جب علیؑ کی ضرورت ہے تو اللہ علیؑ کو بھیجتا ہے رسولؐ تحریر میں لکھوانا چاہتے تھے جو غدیر میں کہا تھا، کیا کہا تھا جس کا میں مولا اس کا یہ علیؑ مولا یعنی رسولؐ سے اللہ نے کہا تھا کہ اگر تم نے یہ کام نہیں کیا تو کارِ رسالت انجام نہیں دیا یعنی علیؑ نہ ہوں تو رسالت چلی جائے۔ امام علی رضاؑ نے بتایا کہ اگر علیؑ نہ ہوں تو کلمہ چلا جائے پھر کلمہ بیکار اگر میں علیؑ نہ ہوں لکھ لو عجم کے قم کے سردار نے سونے کی تختی پہ حدیث لکھوائی اور وصیت کی تھی کہ میری قبر میں رکھ دینا تا کہ میری بخشش ہو جائے، جب انتقال ہوا خواب میں آیا لوگوں نے پوچھا کہ وہ حدیث امام علی رضاؑ کی تیری قبر میں رکھی گئی ہے، کہا اس حدیث کا یہ احترام تھا کہ فرشتوں نے استقبال کیا میری تعظیم کی کہا یہ سند لے کر آ رہا ہے میری بخشش میں سوال جواب نہیں ہوا کہ امام علی رضاؑ کی اس حدیث پر مجھ کو اعتقاد تھا میں قبر میں لے کر گیا، یہی قم جسے آپ قم کہتے ہیں آپ اسی جگہ کے بڑے سردار کی بیٹی نجمہ خاتون تھیں جن کی کنیت اُمّ البنین ہے یہی ہمارے آٹھویں امام کی ماں ہیں، ہمارے آٹھویں امام کا ننھیال ایران قم ہے جیسا کہ ابھی ماجد رضا سے آپ نے مرثیے میں سنا کہ دادی کا میکہ تھا یعنی شہر بانو دادی ہیں تو دادی کا بھی ننھیال ہے خود ان کا اپنا بھی ننھیال ہے اس ایران میں پہلی بار سلسلۂ امامت کی کوئی ہستی ایران آ رہی تھی

غل عجم میں ہے رضاؑ آج یہاں آتے ہیں صورتِ دبدبۂ شورِ اذاں آتے ہیں
سر اُبھارے ہوئے ماضی کے نشاں آتے ہیں ان کی دادی کا یہ میکہ ہے جہاں آتے ہیں

نہ امارت نہ ریاست نہ سیاست آئے

ہاں قدم لینے کو کسریٰ کی عدالت آئے

بڑا اژدہام تھا نیشاپور سے سواری آگے بڑھی سب نے زیارت کی ہے نیشاپور کی، پہاڑی کے پاس رکے، پانی نہیں تھا نماز کا وقت آیا کہ وضو کریں ٹھوکر ماری چشمہ نکلا سب پانی لاتے ہیں اس چشمے سے اب تک جاری ہے بتایا میں نسلِ اسماعیل ہوں صفا اور مروا کے درمیان اسماعیلؑ ایڑی رگڑیں تو چشمہ نکلے میں فخرِ اسماعیلؑ ہوں وضو کے لیے پانی چاہیے ٹھوکر ماری چشمہ نکلا آج تک ہے چشمہ، سوکھا درخت لگا ہوا تھا بادام کا، خشک درخت وضو کر کے اس کے تنے کا سہارا لیا درخت سرسبز و شاداب ہوا، اسی چشمے کے سامنے بادام کا درخت ہے اس کا پتہ توڑ کر اندھا اپنی آنکھ پہ رکھ لے تو روشنی آجائے پیچھے اس کے ایک پہاڑ ہے اسی چشمے کے پیچھے پہاڑ ہے وہاں کچھ برتن بنانے والے کمہار آباد تھے وہ آئے کہنے لگے کہ ہم لوگ مٹی کے برتن بناتے ہیں آپ فرزندِ رسولؐ ہیں مٹی تو دور سے لانا پڑتی ہے یہ پہاڑ بہت سخت ہے اس میں مٹی نہیں یہ پتھر کا ہے، نظر ڈالی، کہا جاؤ اب یہ پتھر کا پہاڑ مٹی کا ہو گیا اب جو کمہاروں نے ہاتھ لگایا تو مٹی ہاتھ آئی، بتایا کہ لوہے کو اگر داؤدؑ نرم کر کے موم بنائیں تو پتھر کو میں مٹی بناؤں غور کیا آپ نے معجزات دکھاتے چلے، سنا آباد سے گزرے، طوس سے گزرے اور دارالحکومت میں آ گئے دربار سجا ہوا تھا، بڑا شاہانہ دربار تھا رنگ بدل دیا خلیفہ نے سیاہ رنگ اُتار کے سلطنت کا رنگ عرب اور عجم کا سبز کر دیا کہ یہ ان کا رنگ ہے، رنگ بدل گیا، ولی عہد ہیں آپ، ولی عہدی کا اعلان ہوا کہا سکوں پر سے سب مٹا دیا جائے سونے کے سِکّے ڈھالے جائیں اور سِکّوں پہ لکھا جائے لاالٰہ الّا اللہ محمدُ الرّسول اللہ علیٌ ولی اللہ، علی رضا ولی عہد، اسلامی حکومت کے ولی عہد پہلی بار خلافتِ عباسیہ کے سِکّے ڈھلے لوگ کہتے ہیں اب علیٌ ولی اللہ سِکّوں پہ

آ چکا ہے میوزیم میں سکے رکھیں ہیں اس پہ پورا کلمہ لکھا ہے سنّی بادشاہ نے لکھوایا تھا مامون رشید اس کا نام ہے کلمہ پورا بھی سکے پر لکھا ہے، وہی سکہ عرب اور عجم میں چلا پہلی بار بازار میں سکہ آیا اس پہ تھا امام کا نام جس کو سکہ ملا اس نے کہا خرچ نہیں کریں گے سب نے وہ سکے چھپا کر رکھ لیے پورے عرب میں پورے عجم میں، کیا شروع ہوئی تھی بات، معصوم لفظ کو بدل دے، لغت میں شامل کر دے تو قیامت تک کوئی بدل نہیں سکتا، سکہ چلا ہاتھ میں آیا سب نے کہا خرچ نہیں کریں گے اس کو تبرک بنا کر رکھا اب دستور ہوا جب سفر پر جاتے تو وہی سکہ جیب میں رکھ لیتے کہتے اس کی ضمانت میں، جب بہت پشتیں گزریں تو کہا جیب میں رکھنے سے گھس جائے گا کہا کپڑے میں ڈال کر بازو پہ باندھو امامِ ضامن اب پتہ ہے لغت میں امامِ ضامن، یہ نہیں دیکھا جاتا شیعہ ہے یا سنّی ہے ہر جگہ شادی میں امام ضامن کا دستور ہو گیا کہ شادی سے پہلے دولہا دلہن والے ایک دوسرے کے امام ضامن باندھتے ہیں پتہ نہیں ہے کہ کہاں سے چلا مبارک ہے تو سب باندھ رہے ہیں کبھی ایوب خان کے بندھا، کبھی شاہ حسین آئے اپنے بھائی شاہ حسن کو لے کر شادی کرنے شہزادی ثروت سے آئے تو امام ضامن بندھا، حکومت نے باندھا بدعت نہیں ہے تو اگر بدعت نہیں ہے تو آج تابوت اٹھے گا، امام ضامن بٹے گا سکہ ان سے منسوب ہو جائے تو امامِ ضامن بن جائے اب ضامن کا لقب کیوں ہوا، ایک سو سینتیس معجزات ہیں کبھی ہرنی آئی، کبھی شیر آیا، کبھی پرندے آئے ضمانت مانگی امام پہنچ گئے اور جا کر کہا اس ہرنی کے بچے کو چھوڑ دے دودھ پلا دے تو لے جانا ذبح کر دینا بچہ اس کا پیاسا ہے۔ آپ ایران جایئے جیسے ہی روضے سے باہر نکلیں گے سڑک کے کنارے بڑی بڑی تصویریں فوٹوگرافروں کی دوکان پہ نظر آئیں گی بیچ میں امام رضاؑ اِدھر اُدھر ہرنیاں صرف یہ

بتانے کے لیے کہ سمجھو کہ امامِ ضامن کیوں کہتے ہیں، اب جب گھر سے نکلتے ہیں
تو کہتے ہیں کہ امامِ رضاؑ کی ضمانت میں دیا تمہیں جب یہ آپ نے کہہ دیا کہ
ضمانت میں دیا تو اب کسی کی کیا مجال کہ ان کی ضمانت سے آپ کو چھین سکے تو آج
اس رات میں، شبِ شہادت میں ہم تم سب کو اسی امام کی ضمانت میں دیتے ہیں
کہ پورے سال کے لیے امامِ ضامن کی ضمانت میں دیا اب کسی کی کیا مجال کہ
آنکھ اٹھا کر تمہاری طرف دیکھ سکے، جب اس امام کی ضمانت میں گھر سے نکلو تو
خوفزدہ نہ ہونا کہ تم پر کوئی آنچ آ جائے گی ایسا ضامن امام ہے کہ لب پر نام آیا
زبان پہ نام آیا ضمانت ہو گئی، ضمانت لیتے ہیں ضمانت کیوں لی ہے اس لیے لی کہ
ہر آن یہی کہا جب تک جینا میرے دادا حسینؑ کو روتے رہنا نیشاپور کے راستے
میں بھی ماتم کیا، محرّم کا چاند دیکھا تو وہیں فرشِ عزا بچھا دیا، دربار میں پہنچے دربار لگا
مامون نے اپنی بیٹی سے شادی کر دی اُمِّ حبیبہ سے، داماد بھی ہوئے، ولی عہد بھی
ہوئے، شادی ہوئی جشن ہوا اتنا بڑا دربار کبھی نہ لگا تھا امام آئے کمر میں علیؑ کی
ذوالفقار لگائے ہوئے، ہوتا تو یہی تھا کہ ولی عہد کی شان میں قصیدے پیش کیے
جاتے تھے لیکن جب شعراء آئے مبارک باد کے قصیدے پیش کیے، دعبل نے
ولایتِ علیؑ پر قصیدہ پیش کیا۔ مدینے جب دعبل آتے تھے امام کی خدمت میں تو
کہتے تھے، مرثیہ کہہ کر لائے ہیں یہ سننا تھا کہ خوش ہو گئے کہا ہاں ہاں مرثیہ سنیں
گے سناؤ، دعبل ہمیں مرثیہ سناؤ، کیا مرثیہ کہا ہے، بے اختیار یہی کہا میں نے مرثیہ
کہا ہے اے فاطمہ زہراؑ جنت البقیع سے اٹھ کر آؤ تمہارے لختِ جگر کہاں کہاں،
افلاکِ شرافت کے ستارے ٹوٹ کر گرے کوئی بقیع میں ہے، کوئی نجف میں ہے،
کوئی کربلا میں ہے ارے یہ تمہارے گھر کے ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر گئے تو
ایک بار کہا بڑھا لو اس میں شعر بڑھا لو کھطوس کی زمین پر ایک ستارہ ٹوٹ کر

گرنے والا ہے، رِقّت کا غل ہو گیا، رونے کا غل ہو گیا بس آپ ابھی زیارت کریں گے شبیہِ تابوت برآمد ہو گا یوں سمجھئے یہ رات شبِ قدر ہے تابوت پکڑ کر باب الحوائج کے بیٹے سے جو بھی مانگیں گے مراد کبھی رد نہیں ہو گی۔

بہت لوگوں کو مرادیں اسی طرح ملتی ہیں یہ نہیں کہ ان کو ضرورت ہے ان چیزوں کی بلکہ وہ تمہاری نیت دیکھتے ہیں کہ نیت کیا ہے، تم ہماری بارگاہ کے لیے کیا لے کر آئے ہو ضروری نہیں ہے کہ کوئی قیمتی تحفہ ہو امام رضاؑ سے بڑا روضہ کائنات میں اتنی بڑی عمارت نہیں بنی، کئی لاکھ تولہ سونا یوں ہی گنبد پہ چڑھا ہوا ہے اتنا سونا امریکہ کے خزانے میں بھی نہیں دنیا کی نظر اس سونے پر ہے، ہر دروازہ سونے کا جڑاؤ جواہرات کا ہے، نظر اُٹھا کر ضریح کے چاروں طرف دیکھو تو دنیا کے قیمتی ترین ہیرے جڑے ہوئے ہیں، شہزادیاں شہزادے بادشاہ صدیوں صدیوں میں جب روضے پر پہنچتے تو پہلی بار ضریح پکڑتے تو جو کچھ ہوتا وہ اس میں ڈال دیتے کسی شہزادی نے گلے کا زیور، کسی نے ہاتھ کا کسی نے اپنا تاج پھینکا، سپاہی نے تلوار ڈالی جو چڑھاوا چڑھا وہ سجا ہوا ہے، پاس ہی سامنے ایک میوزیم ہے اس میوزیم میں صدیوں صدیوں کے تحفے رکھے ہیں اسی آفس میں کہ جو روضے کا آفس ہے بہت بڑا روضے کا ڈپارٹمنٹ ہے کئی سو آدمی کام کرتے ہیں گورنر وہی ہوتا ہے جو صوبے کا گورنر ہے وہی امام رضاؑ کے روضے کا گورنر ہے، کروڑوں روپے کا بجٹ ہے بہت بڑا بجٹ ہے پورا صوبہ امامِ رضاؑ کی دولت سے پلتا ہے حاکم کون امامِ رضاؑ، کروڑوں روپے، کروڑوں ڈالر کے جاپان اور فرانس سے کنٹریکٹ ہو کر ایسی سڑکیں زمین دوز روضے کے گرد بنائی ہیں کہ پاکستان ہندوستان جیسا ملک تصور بھی نہیں کر سکتا ایسی سڑکیں بنانے کا،

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا غَرِيبَ الْغُرَبَآءِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُعِينَ

الضُّعَفَآءِ وَالْفُقَرَآءِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَمْسَ الشُّمُوْسِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَآاَنِيْسَ النُّفُوْسِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْمَدْفُوْنُ بِاَرْضِ طُوْسٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُغِيْثَ الشِّيْعَةِ وَالزُّوَّارِ فِيْ يَوْمِ الْجَزَآءِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَآ اَبَا الْحَسَنِ عَلِيَّ ابْنَ مُوْسَى الرِّضَا وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

امام ہمارا جب زیارت پڑھو گے سلطانِ عرب و العجم پہلے کہو گے غریب الغرباء، غریب الغرباء کیوں اس لیے غریب نہیں غریب کے معنی یہاں معصوم نے بدل دیئے، غریب کے معنی یہ کہ جس کو جانے دنیا کہ یہ نبیؐ کے خاندان کا ہے لیکن اس کے مقصد کو نہ سمجھے کہ امام کا مقصد کیا ہے، جس کے مقصد کو نہ سمجھا جائے وہ دنیا میں غریب ہوتا ہے امامِ رضاؑ کے مقصد کو دنیا سمجھ نہ سکی اس لیے وہ غریب الغرباء ہو گئے اور امیر اتنے کہ شاہِ عرب شاہِ عجم انیس النفوس نفسوں کے ساتھی ہیں، نفسوں کے دوست ہیں ہر نفس ان کا پکارے تو اس کے دوست بن جاتے ہیں، شمس الشموس، آفتابوں کے آفتاب، ایک آفتاب محمدؐ ہیں، ایک آفتاب علیؑ ہیں، ایک آفتاب حسنؑ ہیں، ایک آفتاب حسینؑ ہیں ان آفتابوں کا آفتاب ہیں علی رضاؑ تو زیارت میں آپ کہتے ہیں کہ اس پر سلام جو آفتابوں کا آفتاب ہے زیارت کا ترجمہ میں نے سنایا تا کہ موضوعِ لسانیات میں یہ باتیں بھی محفوظ ہو جائیں اسی روضے میں جہاں ڈپارٹمنٹ کام کرتا ہے، جہاں ہزاروں روپے کا خرچ ہے ایک رات ایک بوڑھی عورت آئی بتانا یہ ہے کہ امام کے دربار میں چھوٹا سا تحفہ بھی تمہارا قبول ہوتا ہے وہ یہ نہیں دیکھتے کہ کون امیر ہے کون غریب، آؤ نذر دو اس کا صلہ امام تمہیں دے دیتے ہیں کسی کا احسان نہیں رکھتے، امام جسے مشہور کرنا چاہیں، جسے عزت دینا چاہیں فوراً دے دیتے ہیں صرف نیت کر کے

ان کی بارگاہ میں آؤ، ایک بوڑھی عورت مٹی کے تیل کا لیمپ لے کر آئی اور آفس والوں سے کہا یہ امامِ رضاؑ کو چڑھا دینا میری طرف سے، عملے کے لوگوں نے کہا یہاں لاکھوں روپے تو بجلی کے بل کا بجٹ ہے تیرے مٹی کے تیل کا لیمپ لے کر امامِ رضاؑ کیا کریں گے، کہا میں دے رہی ہوں تم چڑھا دینا تمہیں اس سے کیا کہ وہ لیتے ہیں یا نہیں لیتے جو تھا وہ میں لائی، میں نے منّت مانی تھی وہ پوری ہوئی میرے پاس یہی تھا چڑھاوے میں آج بھی میوزیم میں وہ مٹی کے تیل کا لیمپ رکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ اُسی رات آرڈر آیا تھا شاہِ ایران کی طرف سے کہ روضے کا بجٹ تیار کر کے صبح سے پہلے ہم کو بھیج دیا جائے تا کہ ہم بجٹ کو ملاحظہ کر کے رقم بڑھا کر روضے کے لیے زیادہ پیسے بھیج دیں، آرڈر تھا بادشاہ کا رات بھر میں بجٹ تیار کرنا تھا پورے آفس کو لیکن کام شروع ہونے سے پہلے لائٹ چلی گئی مشہد کی اور پوری رات لائٹ ٹھیک نہ ہو سکی اسی بڑھیا کا وہی مٹی کے تیل کا لیمپ جلا کر رات بھر میں بجٹ تیار کیا صبح ہوتے ہوتے اسی مٹی کے تیل کے لیمپ سے بجٹ تیار ہو گیا صبح کو پتہ چلا کہ جب امام کسی سے تحفہ لیتے ہیں تو یوں لیتے ہیں وہ نیت دیکھتے ہیں کہ کس نیت سے لائے ہو وہ ہر چیز تمہاری قبول کرتے ہیں ارے جو تمہارے آنسو کا ایک قطرہ موتی بنا دے، جس کی دادی اپنا رومال پھیلا کر کہے لاؤ میں یہی تو لینے آئی ہوں میں یہی اشکوں کے درِ عزا لینے آئی ہوں، تمہارے قیمتی موتی چاہئیں ابھی تم روؤ گے بڑا ماتم کرو گے بس مختصر کیا چند لمحوں کی زحمت ایک بار سجے ہوئے دربار میں ایک طبق انگور کا لا کر رکھا گیا، کہا یہ باغ کی نئی فصل کے انگور ہیں مامون نے کہا نوش فرمایئے دو دانے اٹھا کر زبان پہ رکھے، کہا اور کھایئے ایک دانہ اور اٹھایا، کہا اور لیجیے، کہا بس طشت ہٹا دیا ایک بار امام پر ضعف طاری ہوا ایسا لگا کہ امام اٹھ نہ سکیں گے لیکن ہمت کر کے اٹھے اب جو اٹھے تو اپنے

پیروں پہ کھڑے نہ ہو پائے بلکہ اب جو قدم لڑکھڑائے تو فوراً دیوار کا سہارا لیا، وہ خادم ابوصلت جب آپ زیارت کرتے ہیں امامِ رضاؑ کی تو پہاڑی کے پاس ابوصلت کے روضے پر بھی جاتے ہیں بعدِ شہادت اسے قتل کرنا چاہتی تھی حکومت، اسی پہاڑی میں جا کر چھپ گیا اس لیے چھپ گیا کہ اگر مارا جاتا تو شہادت کا پورا واقعہ کون بتاتا تو اللہ نے اس کو پوشیدہ رکھا تو آپ تک پوری شہادت کا واقعہ ابوصلت سے پہنچ گیا، انہوں نے پہنچایا اور بتایا کیا ہوا اور ابوصلت ہی بتاتے ہیں کہ کیا ہوا ایک بار خادم ابوصلت کے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا کہا مجھے میرے حجرے تک لے چلو مامون نے کہا کہاں چلے کدھر کا ارادہ ہے، کہا جہاں تو نے بھیجا میں وہیں چلا پھر مُڑ کر نہیں دیکھا حجرے میں آئے آتے ہی کہا بستر لگا کر ابوصلت مجھے لٹا دے ابوصلت نے بستر پر لٹا دیا ایک بار قریب بلایا بازو کو تھاما کہا ابوصلت بس یہ سمجھ لے کہ صبح ہونے سے پہلے تو مجھ کو اس دنیا میں نہ پائے گا لیکن گھبرانا نہیں ساری رعایا آ جائے گی، بادشاہ آ جائے گا ایک خیمہ نصب کرے گا لاش کو وہاں رکھے گا تا کہ غسل وہ دے لیکن کوئی سپاہی کوئی دربان کوئی شاہی آدمی اندر جانہ پائے گا ایسے میں ایک بچہ آئے گا پردہ اُلٹ کر خیمے میں جائے گا بچے کی عمر سات سال ہوگی پہچان لینا میرے جیسا چہرہ، میری جیسی زلفیں، چاند جیسا چہرہ، رخسار پر تِل ہوگا پردہ اُلٹ کر اندر جائے گا وہی مجھے غسل دے گا لاشہ جب باہر آئے تو وہی نماز پڑھائے گا یاد رکھنا شاہی نماز پڑھانے والے کو وہ ہٹا دے گا کہے گا امامِ وقت میں ہوں انتظار کرنا وہی میرا بیٹا محمد تقیؑ ہے، وہ آئے گا وہی دفن کرے گا، وہی غسل دے گا، وہی نمازِ جنازہ پڑھائے گا اور دیکھو قبر کھودنے کی کوشش کی جائے گی ہارون کے پیروں کی طرف لیکن قبر کھود نہ پائیں گے وہاں سے پتھر نکلیں گے تو ہارون کے سرہانے قبر کھدے گی، قبر سے پانی نکلے گا، قبر کے

پانی میں مچھلیاں ہوں گی چھوٹی چھوٹی مچھلیاں تیرتی نظر آئیں گی پھر ایک بڑی مچھلی آئے گی چھوٹی مچھلیوں کو کھا جائے گی پھر قبر کا پانی خشک ہو جائے گا میرا بیٹا مجھے قبر میں اُتارے گا لیکن اس سے پہلے ایک لوح نکلے گی اس لوح پر لکھا ہو گا یہ قبر ہے علی رضاؑ ابنِ موسیٰ کاظمؑ کی، اس قبر کو انبیاء نے بنایا تھا آج کے دن کے لیے، انبیاء کے ہاتھ کی بنائی ہوئی قبر اور قیامت تک میں یہیں آرام کروں گا، لوگ دُور دُور سے آئیں گے بڑا مجمع ابوصلت ہوا کرے گا، ہزاروں لوگ روز میری قبر کا طواف کریں گے آخری جملے سن لیں ابوصلت کہتا ہے ہوا وہی جو جو امام نے بتایا تھا، جنازہ چلا، آگے آگے ہارون سیاہ کپڑے پہنے گریبان چاک روتے ہوئے چلا تا کہ قاتل کا پتہ نہ چلے، سب رو رہے تھے، امام کا جنازہ اس خیمے سے نکلا بچے نے نماز پڑھائی ایک جملہ اور کہا تھا علی رضاؑ نے، کہا تھا ابوصلت جب نمازِ جنازہ ہو جائے گی تو جنازہ میرا بیٹا پھر خیمے میں لے جائے گا اس وقت تم پردہ ہٹا کر دیکھو گے تو جنازہ وہاں نہیں ہو گا پریشان نہ ہونا کچھ دیر کے لیے میرا جنازہ مدینے جائے گا، تقریر کے آخری جملے ہیں شاید تین منٹ پڑھ سکوں اور پھر تابوت برآمد ہو گا، رونا، نوحہ سننا شاہِ ایران کو یاد کرنا تصور میں روضہ لانا قبر نظر میں آ جائے آج شبِ قدر ہے جملے سن لو جس طرح اللہ نے علیؑ کو اٹھارہ بیٹے، اٹھارہ بیٹیاں عطا کیں تھیں اسی طرح ساتویں امام موسیٰ کاظمؑ کے اٹھارہ بیٹے تھے اور اٹھارہ بیٹیاں تھیں، بیٹیوں میں سب سے بڑی بہن معصومہ قمؑ بیٹوں میں سب سے بڑے علی رضاؑ جب علی رضاؑ مدینے سے چلے تو سترہ بھائی اور اٹھارہ بہنیں مدینے میں تھیں امام غریب اکیلا یہاں شہادت پا گیا شاید میرے جملوں کی قدر کر سکو جب حسنؑ کے جنازے پہ تیر چلے جنازہ واپس آیا تو سترہ بھائی تلوار کے سائے میں جنازے کو لے کر چلے، گھر میں جنازہ واپس کیا جب تیر لگا جنازہ آیا تو

اٹھارہ بہنوں نے جنازے کو گھیر کر تیر نکالے جس جنازے پر اٹھارہ بہنیں روئیں تو کیسا گریہ ہو گا ارے حسنؑ تمہیں رونے والیاں اٹھارہ تھیں ہائے حسینؑ ایک بار ابوصلت کہتا ہے امامِ رضاؑ کا جنازہ نگاہوں سے غائب ہو گیا میں نے تقی جواءسے کہا جنازہ کہاں گیا، کہا جنازہ مدینہ محلہ بنی ہاشم میں ہے جنازہ پہنچا ابوصلت دیکھنا چاہتے ہو آنکھ پہ ہاتھ پھیرا اب جو دیکھا اٹھارہ بہنیں بال کھولے میرا بھائی ارے میرا بھائی بیچ میں جنازہ چاروں طرف بہنیں بال کھولے ہوئے بس امام رضاؑ، وہ دیکھو میدانِ کربلا کی بلندی پر زینبؑ وہ بھائی کا لاشہ وہ خنجر ارے میرا بھائی زینبؑ پکاری ہائے حسینؑ ہائے حسینا ماتمِ حسینؑ۔

آٹھویں مجلس

فصل الخطاب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریف اللہ کے لئے درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ پر

عشرۂ چہلم کی آٹھویں تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں ''معصومین کا علمِ لسانیات''، مسلسل ہم گفتگو کر رہے ہیں اس موضوع پر، زبان، زبانیں اور اس کا علم ہر لفظ، لفظ کی پہچان، لفظ کی پرکھ، لفظ کے معنی، لفظ کے ظاہری معنی، لفظ کے باطنی معنی، لفظ کا سفر، لفظ کا لہجہ محفوظ یہ سب یکجا ہو تو علمِ لسانیات بنتا ہے لیکن اللہ نے اس علم کو بہت وسعتوں کے ساتھ بیان کیا، انسانوں نے جو علمِ لسانیات ایجاد کیا وہ محدود ہے اللہ نے جو علمِ لسانیات اپنے اِذن سے، اپنے حکم سے خاص بندوں کو عنایت کیا وہ معجزہ ہے، ظاہر ہے کہ وہ ربط عطا کرتا ہے وہ حرف وہ لفظ جو اللہ نے اتارے، قرآن عربی میں نازل ہوا اور اگر عربی کی تاریخ دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ عربی زبان بھی کچھ زبانوں سے مل کر بنی لیکن اللہ یہ کہتا ہے کہ قرآن تو ہم نے لوح پر اپنے قلم سے ازل میں لکھ دیا تھا اس کے معنی عربی اس وقت موجود تھی جب خلقتِ انسانی نہیں ہوئی تھی تو اس میں حیرت کیا، دنیا میں انسان جتنی زبانیں بولنے والا تھا، جتنی زبانیں بننے والی تھیں کیا اللہ کو ان زبانوں کا پتہ نہیں تھا اس کو یوں سمجھیں کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے، انسان جو کچھ کر رہا ہے کیا یہ سب کچھ ہو رہا

ہے اب تب اللہ کو پتہ چل رہا ہے یا پہلے سے اللہ کو معلوم تھا یہ تو ایک چھوٹی سی بات ہے کہ جب آدمؑ بنے تو فرشتوں نے کہا اس کو بنا رہا ہے جو خوں ریزی کرے گا تو اتنی سی بات تو فرشتے جانتے ہیں تو اللہ تو سب کچھ جانتا ہے جب فرشتوں کو پتہ ہے کہ کیا کیا ہونے والا ہے جن کا علم محدود ہے تو وہ جو کائنات کا خالق ہے اسے سب معلوم تھا تو اس نے آدمؑ کو وہ تمام زبانیں پہلے ہی عطا کر دیں تھیں جو دنیا میں انسانوں کے لیے ضرورت بننے والی تھیں، چونکہ زبان کا خالق وہ، حرف کا خالق وہ چونکہ آواز کا خالق وہ تو اس کو یہ معلوم ہے کہ یہ آواز یہ زبان یہ کلام یہ مخرج مل کر جو حروف نکالیں گے انسان ان کا علم اللہ کو پہلے سے تھا اس لیے اللہ ہر وہ زبان پہلے سے اپنے علم میں رکھ رہا تھا جو انسان بولنے والے تھے اس میں دنیا کی ہر زبان میں سرتاج زبان اس نے قرار دیا عربی کو یعنی دنیا بننے سے پہلے جتنی بھی زبانیں بننے والی تھیں وہ علمِ الٰہی میں تھیں نا تو عربی بھی علمِ الٰہی میں تھی تو وہ ساری زبانیں جو اس کے علم میں تھیں اس نے ان تمام زبانوں میں سرتاج عربی کو بنایا، ہر زبان کا حاکم، ہر زبان پر بادشاہ، ہر زبان کی ملکہ اس نے اپنے علم سے اپنے ارادے سے قرار دے دیا کہ وہ عربی ہوگی اوّل بھی آخر بھی یہی زبان ہمارے آسمانوں پر بولی جائے، ہمارے عرش پر یہی زبان بولی جائے دنیا ختم ہو جائے پھر سب ادھر ہماری طرف آ کر پھر سب وہی زبان بولیں جو بولتے ہوئے گئے تھے یعنی کائنات بننے سے پہلے اللہ نے روحوں سے جو باتیں کہیں تھیں وہ عربی میں ہوئیں تھیں یہاں جب انسان آئے تو سب نے اپنی زبانیں بولنی شروع کیں لیکن کیسے یہ پتہ چلے کہ اس کی زبان عربی تھی اس لیے جب تک معصوم نہ بتائے یہ باتیں ہمیں کیسے معلوم ہوں تو معصوم نے بتایا کہ ہر پیغمبر پر اللہ نے جتنی کتابیں اتاریں سب عربی میں اتاریں، پیغمبر کسی بھی ملک کا

ہو، کسی بھی زبان کا ہو لیکن توریت بھی عربی میں آئی زبور بھی، انجیل بھی عربی میں آئی، سب کتابیں عربی میں نازل ہوئیں یہی وجہ ہے کہ اگر اللہ چاہتا تو ہر پیغمبر پر جہاں جہاں جس ملک میں تھے اس اس زبان میں کتاب اتارتا لیکن اللہ نے بتایا یہ ہمارے خاص بندے ہیں چونکہ یہاں کی زبان سے واقف تھے ان کو زبان پتہ ہے اس لیے یہ کتابیں عربی میں اُتاری جائیں، کائنات کا آخری سب سے بڑا پیغام جس کے لیے اللہ نے کہا کہ اب اس کے بعد کوئی کتاب نہیں آئے گی، دنیا کے تمام انسانوں کے لیے یہ کتاب آلِ محمدؐ کافی ہیں تو وہ کتاب عربی میں آئی یعنی قرآن عربی میں نازل ہوا اور جو پیغمبر اب قیامت تک رہے گا اس کے بعد کوئی پیغمبر آنے والا نہیں تو اس پیغمبر کو عربی داں بنایا طے ہو گیا کہ اب اس کے بعد کوئی زبان نہیں آئے گی، اب اس کے بعد کسی زبان میں کوئی آسمانی کتاب نہیں آئے گی اور کسی زبان کا پیغمبر نہیں آئے گا، اللہ کے یہاں یہ طے ہے کہ ہماری زبان عربی ہے کیا طے ہے عربی ہے کیوں فارسی کو اپنے ملک کی زبان کیوں نہیں بنایا، سنسکرت کو کیوں نہیں بنایا، ہندی کو کیوں نہیں بنایا آج دنیا میں سب سے زیادہ انگریزی بولی جاتی ہے انگریزی کو کیوں نہیں بنایا آج تو دنیا مری جا رہی ہے کہ جب تک انگریزی نہیں سیکھو گے ترقی نہیں کر سکتے، سب اپنی اپنی زبانیں بھول گئے، دینی زبانیں بھول گئے، مادری زبانیں بھول گئے انگریزی پڑھو امریکہ چلو انگلینڈ چلو بچوں کو انگریزی پڑھاؤ یعنی ماں باپ اسکولوں میں جا کر کہنے لگے ہمیں اردو سے نفرت ہے بچے کو انگریزی پڑھاؤ عربی نہ پڑھانا، فارسی نہ پڑھانا، اردو نہ پڑھانا کیا پڑھانا انگریزی تو اللہ کو کیوں نہ پسند آئی انگریزی کیوں نہیں پسند آئی اس لیے کہ دنیا کے کسی بھی پیغمبر پر انگریزی میں کوئی کتاب نہیں آئی، انگریزوں کا نبی عیسیٰؑ ہے عیسیٰؑ کو جو کتاب ملی وہ عربی میں ہے

پتہ چلا بعد میں جن لوگوں نے کتابوں کو بدلا واحد کتاب دنیا میں قرآن ہے جس طرح آئی تھی اسی طرح موجود ہے، انجیل کی زبان، توریت کی زبان، زبور کی زبان بدل گئی لیکن ہماری کتاب کی زبان نہیں بدلی اگر قدر کریں تو جملہ کہوں توریت وزبور وانجیل کے محافظ نہیں تھے زبان بدل گئی یہاں چودہ معصوم موجود تھے زبان نہیں بدلی آج قاری جھوم جھوم کر حلق سے ق ش ض نکالتا ہے احسان مانو جس نے صحیح تلفظ کو رہنے دیا نہ ہوتے گھر والے تو ہم دیکھتے کہ قرأت تم تک پہنچتی، قرأت تو مٹا چکا تھا یزید نہیں غور کیا آپ نے یزید نے دیکھا کہ قرآن کی قرأت باقی ہے کل میں کہہ رہا تھا کہ امامِ رضاؑ سے پوچھا گیا روح کہاں رہتی ہے امام نے کہا دماغ میں، اس نے پوچھا کیسی ہے روح، کہا جب سورج نکلے تو دیکھنا تم دیکھو گے ایک دائرہ ہے اس دائرے میں سورج ہے سورج کی کرنیں چاروں طرف چھاتی جارہیں ہیں اسی طرح روح مثلِ آفتاب ہے دماغ کے اندر آفتاب طلوع ہے روشنی پورے جسم کے اندر جارہی ہے اِدھر گردن کٹی اُدھر آفتاب بجھا روح الگ ہوئی انسان کو موت آئی۔ یزید کو معلوم تھا کہ مسکنِ روح دماغ ہے اسی لیے پہلے زمانے میں رواج تھا کہ سر کاٹو بھئی آج بھی سر کاٹو سر اس لیے کاٹو کہ مسکنِ روح دماغ کا آفتاب بجھ جائے اس نے کہا یہ قرأت جاری رہے گی، ان کی یہ کتاب رہے گی، یہ زبان رہے گی سر حسینؑ کا کاٹ دو حسینؑ نے کہا سر حسینؑ کا کاٹ دو قرأت جاری رہے گی یوں تلفظ رہے گا، قرآن کی لسانیات کو بدلا نہیں جا سکتا یعنی زبانِ حسینؑ، لسانِ حسینؑ چل رہی ہے اور قرآن کا تلفظ ادا ہو رہا ہے بدل نہیں سکتے کوئی لفظ غور کر رہے ہیں نا آپ یعنی اللہ نے طے کیا کہ عربی میں قرآن آئے کیوں اللہ کے علم میں تو ساری زبانیں تھیں کسی اور زبان میں اُتار دیتا کاش میں اس تمہید کو سمجھا سکوں اور آپ اسے محفوظ رکھ سکیں۔ حضرتِ ابراہیمؑ

کی زبان عبرانی تھی یاد رکھیئے گا دنیا میں جتنے مذہب ہیں سب کا منبع ابراہیمؑ یہ سب قیمتی جملے ہوتے ہیں دو دو منٹ میں سمجھ لیا کیجئے کہ بات میں کیا کہہ رہا ہوں، یہودیوں کے نبی بھی ابراہیمؑ ہیں، عیسائیوں کے نبی بھی ابراہیمؑ ہیں اب اگر میں تفصیل بتانے لگ گیا موضوع بدل جائے گا اگر مسلسل مجلسیں سنیں تو یہ اشاروں میں بات ہو اور نیا موضوع چلے یہ سب میں سنا چکا اپنے سامعین کو کیا میں بتاؤں یہودی مذہب، عیسائی مذہب، اسلام، تین آسمانی مذاہب ہیں ان کے علاوہ سب الہامی مذہب ہیں، تین طرح کے مذہب دنیا میں ہیں ایک الہامی، ایک آسمانی اور ایک نظریاتی چوتھا کوئی مذہب وجود نہیں رکھتا، مذہب کو تین حصوں میں بانٹا گیا آسمانی، الہامی، نظریاتی، الہامی میں بہت سے آتے ہیں مثلاً مہاتما بدھ کا مذہب، جین کا مذہب، کرشن رام یہ سب ہیں الہامی مذہب یعنی ان کی کتابیں آسمان سے نہیں اتریں، ان کے دل پر جو الہام ہوا وہ لکھوا دیا یہ سارے الہامی مذہب کہلاتے ہیں، مصر کے پرانے بابل کے، نینوا کے مذہب، ہندوستان کے سارے مذہب الہامی مذہب ہیں، آسمانی مذہب کل تین ہیں یہودیت، عیسائیت اور اسلام ان کی کتابیں آسمان سے آئیں زبور گم ہوگئی مل گئی انجیل میں یعنی داؤدؑ کی قوم شامل ہے عیسائیوں میں اس لیے تین ہی مذہب آسمانی رہ گئے داؤد کا مذہب نہیں ہے عیسائی مذہب اور داؤدؑ کا مذہب ایک ہی ہے زبور اور انجیل ایک ہی ہوگئے اس لیے تین ہی مذہب بچے اب نظریاتی مذہب ہے کنفیوشس confucius کا مذہب ہے لقمان کا مذہب ہے جو لوگوں نے بنالیا حالاں کہ لقمان حکیم ہیں اسلام کے ہی ایسے ہی ماؤزے تنگ ہے یہ اشتراکیت ہے یہ سب نظریاتی مذہب ہیں جو بنتے رہتے ہیں ٹوٹتے رہتے ہیں کبھی فنا ہوجاتے ہیں پھر ایک آجاتا ہے دوسرا آتا ہے ختم ہوجاتا ہے اتنے لاکھوں مذہب بنے بگڑے

تین الہامی اور تین آسمانی زندہ رہے وہ اب تک چل رہے ہیں ان میں سرتاج مذہب قیامت تک رہنے والا آسمانی مذہب ہمارا ہے تو آسمانی مذہب تین ہیں یہودیت، عیسائیت اور اسلام تینوں کا منبع ابراہیمؑ، ابراہیمؑ کا بیٹا اسحاقؑ، اسحاقؑ کا بیٹا یعقوبؑ، یعقوبؑ کا لقب اسرائیل ان کی اولاد بنی اسرائیل یعنی یہودی مذہب کا منبع ابراہیمؑ ہیں، بات آگے بڑھی حضرتِ یعقوبؑ کے بارہ بیٹے سب سے بڑے بیٹے لاویؔ اس کے بعد یہودہ، یہودہ کی اولاد سارے یہودی، لاوی کی نسل آگے بڑھی یحییٰؑ اور زکریاؑ کے آتے آتے جنابِ مریمؑ عمرانؑ سے پیدا ہوئیں عمران کی بیٹی مریمؑ، مریمؑ کے بیٹے عیسیٰؑ عیسائی مذہب ان کا منبع ان کے جد ابراہیمؑ، ابراہیمؑ کی دوسری بیوی ہاجرہ ان کے بیٹے اسماعیلؑ ان کے بیٹے عدنانؑ اب ان کے بیٹے ان کے بیٹے شجرہ نہیں پڑھنا بہت دیر ہو جائے گی بات آئی عبداللہ تک عبداللہ کے بیٹے نبیؐ ان کا منبع ابراہیمؑ اتنا سا جملہ سمجھانا تھا دس منٹ آپ نے لے لیے کتنی دیر لگتی ہے اگر مسلسل کسی ایسے ذاکر کو سنتے رہیں آپ لوگ، میں اپنے پرانے سامعین کی بات نہیں کر رہا وہ رضویہ کے اس عشرے میں بھی آتے تھے یہاں بھی پہنچ رہے ہیں جو نئے لوگ شامل ہوئے ہیں اس عشرے میں بالکل ہی نئے اگر وہ پہلے سے سن رہے ہوتے تو آج ان کے پاس معلومات کا خزانہ ہوتا جیسے آگے والے بولتے ہیں ایسے ہی پیچھے والے بولتے، ہمارے تو ماشاء اللہ بچے ایسے ہیں کہ جو اتنے دنوں سے سن رہے ہیں تو ان کو اتنا علم یاد ہے کہ بوڑھوں کو نہیں یاد ہمارے سننے والے بچے بھی علم کا خزانہ ہیں یہ دعویٰ کراچی پاکستان میں کوئی ذاکر نہیں کر سکتا سوا میرے، یعنی ایک بچہ اگر چار سال کا مجھے سن لے تو کئی کتابوں کا عالم بن جائے، یہ وقت ضائع ہوتا ہے یہ سب کہنے میں مَیں چاہتا ہوں کہ میں کہتا جاؤں آپ سمجھتے جائیں اور ایک روانی کے

ساتھ کارواں جاری رہے جیسے روز ہے کوئی نئی بات تو آپ کو نہیں بتا رہا ہوں جتنا تیز آپ بڑھیں گے اتنا تیز میں بڑھوں گا مولائے کائنات نے فرمایا کہ ہماری ولایت دنیا کی ہر شے پہ پیش کی گئی زمینوں پر، ہواؤں پر، دریاؤں پر، پہاڑوں پر، درختوں پر، پرندوں پر، درندوں پر، جب پرندوں پر پیش کی گئی سب سے پہلے جس نے ولایت کو قبول کیا وہ کبوتر تھا اور جن پرندوں میں سے دو نے انکار کیا اس میں ایک الّو تھا اور ایک عنقا تھا عنقا کی نسل کو اللہ نے اسی لیے ختم کر دیا اور اُلّو کی نسل کو کم کر دیا کہ یہ دونوں پرندے ہماری ولایت کو نہیں مانتے اسی لیے اللہ نے ایسا عتاب نازل کیا کہ شرم کی وجہ سے یہ پرندہ دن میں نہیں نکل پاتا شرماتا ہے باہر آتے منہ چھپاتا ہے دیکھیں آپ کیسی علمی باتیں آ رہی ہیں یہ کہیں سننے کو نہیں ملیں گی کل ایسے ہی رواروی میں مَیں نے کہہ دیا تھا کہ حضرت امامِ رضاؑ نے فرمایا کہ ہم دنیا کی ہر زبان جانتے ہیں ہم ہیں ماہرِ لسانیات اس لیے کہ مولا علیؑ نے فرمایا کہ قرآن میں اللہ نے ہم کو فَصْلَ الْخِطَابِ کہا اور فَصْلَ الْخِطَابِ کے معنی یہ ہیں کہ وہ جو کائنات کی ساری زبانیں جانتا ہو، میں نے جملہ کہا تھا کہ آدمؑ کو سات لاکھ زبانوں کا علم دیا تھا اللہ نے بھئی سولہ ہزار، بتیس ہزار زبانیں بولی جا رہی ہوں گی سات لاکھ زبانیں کہاں لیکن جب آدمؑ کو سات لاکھ زبانیں دیں ہیں تو سات لاکھ زبانیں ہوں گی اور وہ سات لاکھ زبانیں فَصْلَ الْخِطَابِ ہیں یعنی ہم سب سات لاکھ زبانوں کے ماہر ہیں، آپ کہیں گے کہاں ہیں سات لاکھ زبانیں اب میں گنواؤں سات لاکھ زبانیں، سات لاکھ زبانیں بھی کم ہیں اگر انسان فہرست بنانے بیٹھے کہ کتنی طرح کے پرندے بنائے تو سات لاکھ سے بات آگے بڑھ جائے گی اگر آپ جانوروں کی فہرست بنانے بیٹھیں تو سات لاکھ سے آگے درندے بڑھ جائیں گے آپ اگر فہرست بنانے

بیٹھیں کہ حشرات الارض کتنے ہیں جب آج آپ ٹی وی پر دیکھتے ہیں تو آپ کو پتہ چلتا ہے کہ سائنس دان سمندر کی تہہ میں جا کر کیسے کیسے کیڑے لا رہا ہے اور آپ حیران ہوتے ہیں درختوں پہ چڑھنے والے کیڑوں کو جب آپ دیکھتے ہیں تو آپ حیران ہوتے ہیں کہ ایسا بھی کیڑا ہے، حشرات الارض سات کروڑ سے زیادہ ہیں اور علیؑ ہر حشرات الارض کی زبان جانتے ہیں، ہر درندے کی زبان، ہر پرندے کی زبان جانتے ہیں، انصاف سے بتائیں موضوع مشکل ہے، نہیں انصاف سے بتائیں موضوع خشک ہے، انصاف سے بتائیں موضوع میں مزہ نہیں آیا، آیا ہمیں آیا تو آپ کو کیوں نہیں آئے گا اب کسی کورے کاغذ کی بات نہیں کرتا اس لیے جس کے نام میں مرآ جائے تو اس کو الٹ کر دیکھ لیجئے رَم بنتا ہے رَم کے معنی ہیں بھاگنا تو گھبرا کے زیر لگایا کہا رِم رِم معنی سادہ کاغذ اب گھبرا کے پیش لگا دیا رُم رُم معنی جَو کی شراب پوری تاریخ اسی میں ہے اسی رم اسی ر،م میں ہے آنا جانا بھاگنا کورا کاغذ شراب بھئی لسانیات کی گفتگو ہے بھئی لسانیات کی، یہ سب لسانیات ہے ارے صاحب ایک صاحب کہنے لگے تقریر کیا تقریر ہوتی ہے منطق ہوتی ہے ان کے یہاں، کہا اچھا کیا ہوتا ہے منطق میں، کہا بس مثال یوں ہے کہ لوگ ایسے گھما گھما کر تقریر کرتے ہیں کہ گھنٹوں لگ جاتے ہیں ہم لوگوں کو تو سمجھ نہیں آتی، ذہن الجھ جاتے ہیں بھئی کیا منطق ہوتی ہے ان کے یہاں، کہنے لگے وہ ایک مولوی صاحب آئے اپنے گھر میں بیوی سے کہنے لگے کہ کیا پکایا ہے، کہا خاک پکایا ہے دے کے کیا گئے تھے، خاک پکایا ہے تو محاورہ ہے لسانیات میں یوں کہا خاک پکایا ہے یوں کہا اچھا میں سمجھ گیا تم نے گوشت پکایا، کہا میں کہہ رہی ہوں خاک پکایا ہے تم کہہ رہے ہو گوشت پکایا ہے، کہا وہ میں نے اس سے مطلب نکال لیا، کہا کیسے، کہا خاک کا الٹا ہے کاخ، کاخ کہتے ہیں محل

کو اور محل کا الٹا ہے لحم اور لحم معنی گوشت میں سمجھ گیا کہ تم نے گوشت پکایا ہے اس کو کہتے ہیں منطق منطِق یا منطَق یہ ہوتی ہے تقریروں میں یہ نہیں ہوتا یہ بھی ہوتا ہے گُل کا کُل یہ نہیں ہوتا جیسے مرکا الٹا رَم وہی سمجھے جو لسانیات سے واقف ہو اور ہماری مجلس کی لسانیات بالکل الگ ہے یہ جو زبان ہم اور آپ بولتے ہیں مجلس میں یہ زبان کوئی نہیں سمجھتا کسی کی سمجھ میں نہیں آتی اگر سمجھ میں آ گئی ہوتی تو سب کے یہاں مجلس ہو رہی ہوتی بھئی اس کا ایجاد کرنا کیا مشکل ہے، چودہ صدیوں میں لوگ ایسی مجلس مراقبہ ہال بن سکتا ہے یعنی زبان بند کر کے بیٹھو زبان کھول کر مجمع نہیں بیٹھ سکتا اور یہ بھی بتادوں ایک بولے سب سے یہ بھی ہوسکتا ہے ہمارے یہاں یہ ہے کہ ایک بھی بولے اور سب بھی بولیں اُدھر سے درود آئے اِدھر سے فضائل آئیں یہ کسی کے یہاں ہوتا نہیں یہ کوئی نہیں کرسکتا آپ کو بھی بولنے کا اِذن دیا گیا ہے اور جہاں آپ بولے تو فرشتے بھی وہاں سے بولے فرشتوں نے کہا انہوں نے درود پڑھا اب ہم ان پر درود پڑھیں اِدھر سے درود جاتا ہے اُدھر سے مسلسل فضاء میں درود آتا ہے، راوی نے پوچھا کہ یا علیؑ یہ فرشتوں کی تسبیح کیا ہے یہ فرشتے کیا تسبیح کرتے ہیں، کہا فرشتوں کی تسبیح ہے ہمارے فضائل، یہ جو آپ سن رہے ہیں کہ برسوں سے فرشتے رکوع میں ہیں، سجود میں ہیں، تسبیح پڑھ رہے ہیں مولا فرماتے ہیں مسلسل ہمارے فضائل میں ہیں آپ کہیں گے کہ اللہ اللہ کیوں نہیں پڑھتے علیؑ، فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ کے فضائل کیوں پڑھتے ہیں اور اللہ نے اس عبادت کو کیوں قبول کیا ہوا ہے تو میر انیسؔ نے اس کو ایک ہی شعر میں سمجھادیا:-

خیالِ صنعتِ صانع ہے پاک بینوں کو

دُرود کیوں نہ پڑھیں دیکھ کر حسینوں کو ایسی صنعتوں کو اللہ نے بنایا ہے کہ فرشتوں کو ان صنعتوں کی تعریف سے فرصت نہیں ہے اور اس تعریف کو کہتے ہیں

درود، درود کو کہتے ہیں ملائکہ کی تسبیح تو آپ جب درود پڑھتے ہیں تو ملائکہ کی تسبیح کرتے ہیں گویا آپ عرش پر ہوتے ہیں، بہرحال میں ہوں اپنے موضوع لسانیات پر، کل میں نے کہا تھا کہ امام نے فرمایا کہ ہمارا خطاب ہے فَصْلَ الْخِطَابِ ہم دنیا کی ساری زبانیں جانتے ہیں یہ لفظ قرآن میں ایک بار آیا سورۂ ''ص'' میں اڑتیسواں سورہ آیت ہے بیس اور اس میں ارشاد ہوا کہ وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ (سورۂ ص، آیت ۲۰) اس سے پہلے اٹھارویں اور انیسویں آیت میں اٹھارویں آیت میں نازل ہوا إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ (سورۂ ص، آیت ۱۸) اس کے بعد انیسویں آیت میں ارشاد ہوا وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً ۖ كُلٌّ لَّهُ أَوَّابٌ (سورۂ ص، آیت ۱۹) اب میں سب کا ترجمہ کرتا ہوں، ارشاد ہوا کہ ہم نے داؤدؑ کے لیے حضرتِ داؤدؑ کے لیے، انیس اور بیس آیت اٹھارہ سے شروع کریں گے بیس تک چلے جائیں تفصیل مل جائے گی سورۂ ص میں ارشاد کرتا ہے اللہ ''داؤدؑ کو ہم نے دنیا کی ساری زبانیں دے دی تھیں حد یہ ہے کہ پہاڑوں کی زبان بھی سمجھتے تھے''، دیکھئے لسانیات کی وسعتیں یہ تاریخ نہیں ہے قرآن کہہ رہا ہے ایک تو وہ ہے جو انسان بول رہا ہے اسے کہتے ہیں نطق یہ ہے نطق اور جانوروں کی بولیوں کو کہتے ہیں مہمل الفاظ لیکن اس میں بھی مطلب ہوتے ہیں، پرندوں کے یہاں بھی مطلب ہوتے ہیں اس پر بھی کتابیں لکھی گئیں لیکن پہاڑوں کو بولتے کسی نے نہیں سنا لیکن اللہ کہہ رہا ہے کہ ''اِدھر داؤدؑ نے تسبیح شروع کی پہاڑ بھی جواب میں تسبیحات پڑھنے لگتے، داؤدؑ پہاڑوں کی زبان کو سمجھتے تھے اسی لیے اللہ نے کہا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ پہاڑ اس طرح مسخّر ہو گئے تھے داؤدؑ کے لیے کہ پہاڑوں کی زبانیں نکل آئیں تھیں اور داؤدؑ کے ساتھ تسبیح کرتے تھے اس کے بعد

ارشاد ہوا وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً ۚ كُلٌّ لَّهُ أَوَّابٌ (سورہ صٓ، آیت ۱۹) پرندے تھے سب آ کر بیٹھ جاتے اور اُن کے ساتھ تسبیح کرتے تھے، داؤدؑ کی زبان پرندے سمجھتے تھے پرندوں کی زبان داؤدؑ سمجھتے تھے اور اس کے بعد ارشاد ہوا وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ اور ہم نے ان کو حکمت بھی عطا کی وَفَصْلَ الْخِطَابِ اور انہیں فصل الخطاب بھی دے دیا۔ حکمت کی تشریح یہ ہے کہ دنیا کہ ساری شریعت کا علم حکمت کے معنی حکومت کرنے کا طریقہ اور فَصْلَ الْخِطَابِ

یعنی کائنات کی ہر زبان کا علم تو جو فخرِ داؤدؑ ہو تو اُسے بھی ہر زبان کا علم عطا کیا گیا مولا علیؑ نے ان ہی آیات کے بارے میں کہا کہ داؤدؑ کو تو ہوا بھی نہیں لگی تھی ان زبانوں کی جو زبانیں ہمیں دیں گئیں، فصل الخطاب تو ہم ہیں، ہمارے پاس حکمت بھی ہے، ہمارے پاس پہاڑوں کی زبان بھی ہے، پرندوں کی زبان بھی ہے، چرندوں کی زبان بھی ہے، جنوں کی زبان بھی ہے، فرشتوں اور جنوں کی زبان بھی ہم جانتے ہیں، ذرّے ذرّے سے ہم واقف ہیں، ہر ذرّہ ہم کو سُن رہا ہے، ہم ہر ذرّے کو سُن رہے ہیں کتنی زبانیں ہوگئیں اب کیسے سمجھاؤں میں داؤدؑ کے لیے تو قرآن نے اتنا ہی کہا کہ داؤدؑ نے تسبیح شروع کی پہاڑ بھی تسبیح کرنے لگے مولا علیؑ صفین کی لڑائی میں جارہے ہیں چلتے چلتے مسجدِ براثا کے پاس پہنچے جو لوگ بغداد گئے ہیں انہوں نے مسجدِ براثا کی زیارت کی ہوگی آج وہ مسجدِ براثا ہے لیکن پہلے ایک گرجا تھا دَیرِ براثا بلندی پر تھا گرجا تھا زینے کا راستہ اتر کر نیچے وادی تھی اس وادی سے علیؑ گزر رہے تھے، اسی وقت تھوری دیر پہلے چونکہ بڑی تیز گرمی تھی اور یاد رکھیے گا ایک لاکھ کا لشکر صفین میں علیؑ کے ساتھ تھا، ایک لاکھ کا لشکر پیاسا تھا راستے میں کہیں پانی نہیں ملا تھا اس مقام پر لوگ چیخنے لگے کہ اب تو بہت پیاس لگی ہے علیؑ نے لشکر سے کہا ٹھہر جائے، لشکر جیسے ہی ٹھہرا اس گرجا کے

دروازے کے سامنے علیؑ گھوڑے سے اُترے اُتر کر چاروں طرف ایک طائرانہ نظر ڈالی پھر ایک سمت چند قدم گن کر چلے وہاں سے رک کر پھر چند قدم ایک سمت کو واپس ہوئے جس جگہ واپس آئے کہا جس جگہ میرے پیر ہیں وہاں گڑھا کھودو اب ایک لاکھ کا لشکر تھا مسئلہ ہی کیا تھا کھودتے کھودتے ایک بڑا پہاڑ کھدائی میں نکلا اور ایک چٹان نظر آئی، علیؑ نے کہا اس چٹان کو ہٹاؤ پورے لشکر نے زور لگایا لیکن وہ چٹان نہیں ہلی ایک بار علیؑ قریب آئے آتے ہیں کہا طاب معشوبہ طاب، طاب، معشوبہ ارشمیہ ارشمیہ ارشمیہ سا سا ثوبہ طابہ، طبو جیسے ہی علیؑ نے یہ عبارت ختم کی پتھر ہٹا اور دور جا کر گرا اب مجھ سے اگر پوچھیں کہ یہ زبان کون سی ہے میں نہیں بتا سکتا یہ تو علیؑ بتائیں گے کہ یہ وہ زبان ہے جو تمہاری سمجھ میں نہیں آئی پتھر کی سمجھ میں آ گئی، پتھر ہٹا جیسے ہی پتھر ہٹا فوارے کی طرح چشمہ ابلا، علیؑ نے کہا پانی پیو ایک لاکھ کے لشکر نے پانی پیا اسی طرح علیؑ نے پتھر کو واپس کیا کہا جگہ کو بند کر دو جگہ کو بند کر دیا گیا علیؑ نے کہا لشکر بڑھ جائے جب کافی دور لشکر نکل گیا علیؑ نے کہا لشکر واپس ہو لشکر پھر واپس ہوا اب علیؑ نے پورے لشکر سے کہا جہاں چشمہ میں نے نکالا تھا پورا لشکر مل کر اس جگہ کو تلاش کرے اب سب ڈھونڈ رہے ہیں وہ جگہ نہیں ملتی، ایک لاکھ آدمی اس وادی میں میدان میں جگہ ڈھونڈ رہے ہیں، یہ پورا واقعہ راہب دیکھ رہا تھا بام سے لشکر جاتے بھی دیکھا لشکر کو واپس آتے بھی دیکھا جب چشمہ پھوٹا تھا تب نہیں اُترا جب لشکر واپس ہوا تب اُترا اچھا اس وقت کیوں نہیں اُترا جب چشمہ پھوٹا تھا تو حیرت ناک بات وہ تھی یا یہ اس نے انجیل میں پڑھا تھا کہ یہ ہوگا وہ انتظار میں تھا کہ لشکر واپس آ جائے تب پیغمبر کی بات پوری ہو اگر لشکر واپس نہیں آیا تو یہ کوئی اور ہے ذرا سا غور سے سنیے میری ایک ایک بات کو لشکر واپس ہوا اب وہ اترا اُتر کر آیا علیؑ کے چہرے کو دیکھا اس نے کہا

کہ آپ کو اس چشمے کا پتہ ہے، کہا ہاں، کہا دو سو انبیاء اور دو سو اوصیاء اس چشمے سے پانی پی چکے اگر اب آپ اس چشمے کا نام بھی بتا دیں کہا ارشم اس چشمے کا نام ہے، کہا بے شک آپ نے صحیح کہا آپ کا نام ایلیا تو نہیں، کہا ہاں میں ایلیا ہوں، کہا میں نے انجیل میں پڑھا تھا کہ اِدھر سے ایلیا گزرے گا جو احمدؐ کا جانشین ہوگا، آخری وصی وہی ہوگا جو اس چشمے کو نکالے گا اس کے بعد قیامت تک کے لیے چشمہ کھو جائے گا اور اس سے پہلے فلاں نبی فلاں نبی اس چشمے کو نکال چکے، سوا آپ کے یہ چشمہ کسی اور کی زبان بھی نہیں سمجھتا، چشموں کی بھی زبان ہے، چٹانوں کی بھی زبان ہے راہبوں کو معلوم ہے مسلمانوں کو اب تک پتہ نہیں۔ اسی طرح علیؑ پرندوں کی زبان بھی جانتے ہیں، پرندے اُڑتے جا رہے ہیں، کہا قنبر قنبر معلوم ہے یہ کیا کہتے ہیں، کہا یا علیؑ آپ جانیں، کہا آواز دو قنبر ان کو آواز دو جملہ بتایا کہ آواز دو آواز دی اُڑتے پرندے واپس آئے آ کر صحن میں اُتر گئے، کہا اب عربی میں بول کر قنبر کو بتاؤ تم کیا کہتے جا رہے تھے سارے پرندے بولے کہ یہ کہتے ہوئے گزر رہے تھے کہ یہاں نبیؐ کا وصی علیؑ موجود ہے جب تک اس کے قدم زمین پر ہیں ہم سب کے لیے امان ہے، جب تک اس کی اولاد زمین پر رہے گی زمین برقرار رہے گی، یہ کہہ کر پرندے اڑ گئے، آواز آئی، کہا تم نے اس پرندے کی آواز سنی کہا نظر نہیں آیا، کہا دیکھو ہم آواز دیتے ہیں ایک عجیب لفظ کہا جس لفظ کو سنتے ہی ایک چھوٹا سا سفید عقاب علیؑ کے ہاتھ پر آ کر بیٹھ گیا، ہاتھ پر بیٹھا سفید عقاب جب اڑ رہا تھا تو نظر نہیں آ رہا تھا وہ کچھ بولا علیؑ سے اصحاب نے کہا کیا کہتا ہے یہ پرندہ، اصحاب نے کہا زبان ہماری سمجھ میں نہیں آئی، کہا اچھا تمہاری زبان میں بولے یہ پرندہ، ارے جب پرندے کی لسانیات بدل دیں، اس کی زبان بدل دیں، کہا عربی میں بول کر انہیں بتا کہ میری تیری کیا بات ہوئی

اس نے عربی میں کہا کہ میری اور مولا کی یہ بات ہوئی کہ کھاتا کیا ہے اور پیتا کیا ہے تو میں نے مولا کو بتایا کہ جب بھوک لگتی ہے آپ کی ولایت کا تذکرہ کرتا ہوں بھوک ختم ہوجاتی ہے، جب پیاس لگتی ہے تو آپ پر درود پڑھتا ہوں پیاس بجھ جاتی ہے۔ اب قرآن کا یہ سورہ ''ص'' کی آیت میں نے ثابت کر دی پرندے بولیں داوٗدؑ کے لیے، پہاڑ بولیں داوٗدؑ کے لیے علیؑ نے بتایا کہ میں فخرِ داوٗد ہوں وقت نہیں ہے آنے والی تقریروں میں شیروں سے گفتگو، اونٹوں سے گفتگو، سانپ اور اژدھے سے گفتگو جو ہوئی اگر ساری تفصیل میں چلا جاؤں تو بڑی دیر ہوجائے گی اور آگے بڑھ جانا چاہیے پھر کبھی کل یا پرسوں یا اور کبھی بیان کریں گے، موضوع نکلتے رہتے ہیں ایسی بہت سی باتیں ہیں جو کرنے والی باتیں ہیں، ہمارے لوگ تو سنتے ہی رہتے ہیں اب اوروں کو سننا ہے تو وہ خود کوشش کریں گے کہ سنا جائے ایسی بہت سی ہزاروں باتیں ہیں جو منبر پر آئی نہیں، فضائلِ علیؑ لوگ کہتے ہیں کیا ختم ہو گئے وہی نکتے، وہی باتیں اور وہ بھی جدت کے ساتھ نہیں لفظ بہ لفظ ایک نے پڑھا دوسرے نے بھی وہی پڑھ دیا میں نے یہ کوشش کی کہ خیبر سب ہی پڑھتے ہیں لیکن میں اس طرح خیبر نہیں پڑھوں گا جس طرح پاکستان کے سارے ذاکر پڑھتے ہیں، میں نے اس میں بھی ریسرچ کر کے وہ چیزیں نکالیں جس کی ہوا دوسروں کو نہیں لگی، اسی طرح خندق، اسی طرح حنین، اسی طرح بدر اور فتحِ مکہ تک اور وہ لڑائیاں جو کوئی پڑھتا ہی نہیں عنقا ہے، وادیٔ رمل ہے، وادیٔ عابس یہ تو نام بھی نہیں لوگوں کو یاد یہ سب لسانیات کے لغت کے وہ لفظ ہیں جن کے معنی بھی کسی کو نہیں معلوم کہ کیا معنی ہیں اسے تو چھوڑیئے اگر میں پوچھوں بدر کے معنی کیا ہیں پہلی لڑائی ہے بدر کے معنی کیا ہیں، احد کے معنی کیا ہیں، خندق کے معنی کیا ہیں، خیبر کے معنی کیا ہیں، حنین کے معنی کیا ہیں ایک جو بتا

دے اب یہ تو لسانی مسئلہ ہے معنی تو معلوم ہونے چاہئیں ارے یہ تو بہت چھوٹی باتیں ہیں اگر ان کے معنی نہیں معلوم تو کیا میں تو ایک چھوٹی سی بات کہہ رہا ہوں قرآن کا لفظ ہے اصحابِ کہف، سورے کا نام ہے، اٹھارواں سورہ میں برسوں سے کہہ رہا ہوں کہ ذہنی فیصلہ کریں کہ آپ کو کام کیا کرنا ہے کمپیوٹر آ گیا بھائی کمپیوٹر آ گیا اب تو یہ جو چیزیں میں نے سنائیں ان کو آ جانا چاہیے کمپیوٹر پر کہ علیؑ کو کتنی زبانیں آتی تھیں، بچہ کمپیوٹر کھولے اور اس کو پتہ چل جائے کہ کتنی زبانیں مولا علیؑ کو آتی تھیں یوں واقعے کو پیش کر دیا جائے، ساری دنیا اپنی اپنی مذہبی تخلیق پیش کر رہی ہیں کیمرے کے ذریعے، ٹی وی کے ذریعے، کمپیوٹر کے ذریعے ہم یہیں کے یہیں بیٹھیں ہیں، ہم ابھی تک یہیں بیٹھیں ہیں ہم کوشش نہیں کر رہے ہیں کہ ہم کو کیا کرنا چاہیے کیا نہیں۔ کہف کے معنی جب ہم مولا علیؑ کی زیارت پڑھتے ہیں اس میں ایک لفظ آتا ہے اس پر سلام جو کہف الوراء ہے اگر ان لفظوں کے معنی ہم نہ جانیں گے تو ہمیں یہ معرفت کیسے حاصل ہو گی کہ یہ جو ہم زیارت پڑھ رہے ہیں اس کے معنی کیا ہیں اور اردو بولنے والے کے لیے زیادہ آسانیاں ہیں کہ وہ عربی کو بہت اچھی طرح سمجھ سکتا ہے اس لیے کہ چالیس فیصد الفاظ اردو میں عربی کے ہیں اُردو میں میر انیسؔ نے مولا علیؑ کی مدح کو ایسے سمندر سے تشبیہ دی ہے جس کے سامنے ہماری مدح قطرے سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی عربی لسانیات، فارسی لسانیات، اردو لسانیات سب کو تہی دامن کر دیا یہ کہہ کر کہ یہ لسانیات مل کر بھی چاہیں تو علیؑ کی تعریف نہیں کر سکتیں فیصلہ کیسے کیا دیکھیں ''پایا دُرِ مراد تو بحرِ سخا کہا''، ''ہم خوش ہوئے کہ مدح کے دریا بہا دیئے''، چند خطابات ہم نے علیؑ کے استعمال کیے تو ہم یہ سمجھے کے ہم نے بڑی تعریف علیؑ کی کر دی، ''ہم خوش ہوئے کہ مدح کے دریا بہا دیئے'' ایک مصرع میں فیصلہ کیا ارے ''کیا بڑھ

گیا جو بحر میں قطرے ملا دیئے" سنا سمجھا ظاہر ہے کہ لسانیات کا آج آٹھواں دن ہے اگر یہ بند آپ نہ سمجھتے تو مجھے بڑا افسوس ہوتا ہم خوش، ہم خوش ہم خوش ہماری مدح چند قطروں سے زیادہ نہیں، علیؑ تو علم کا سمندر ہیں، فضائل کا سمندر ہیں چند قطریں سمندر میں ملیں سمندر سمندر ہے جو بحر میں قطرے قطرے قطرے قطرے۔

کیوں کر بیاں ہو شوکتِ وشانِ پیمبری عاجز ہیں یاں فرزدقؔ و حسان و حمیری
دوڑے کمیت خامہ تو کھائے سکندری کس میں ہے یہ طاقت کے لکھے زورِ حیدری
قرآں میں جن کا وصف مکرّر خدا کرے
کس کی زباں سے پھر بشر ان کی ثناء کرے

بینا ہوئی جو چشم تو نورِ خدا کہا مشکل ہوئی جو حل تو مشکل کشا کہا
مطلب ہوئے حصول تو حاجت روا کہا پایا دُرِ مراد تو بحرِ سخا کہا
ہم خوش ہوے کہ مدح کے دریا بہا دیئے
کیا بڑھ گیا جو بحر میں قطرے ملا دیئے

زبان کہاں سے آئے کہ مدح ہو سکے، مکرّر کے معنی بار بار مدح ایک جگہ نہیں آپ علیا پر رک گئے تھے صدقِ علیا انیس کہہ رہے ہیں جگہ جگہ علیؑ علیؑ، زباں کہاں سے آئے، لسانیات دم توڑتی ہے مدحِ علیؑ پر، مدحِ علیؑ پر لسانیات کا دم ٹوٹ جاتا ہے، وہ زبان کہاں سے لائی جائے وہ زبان بنی ہی نہیں وہ زبان نہیں بن سکی اب تک جو علیؑ کی مدح کر سکے، آپ اسی کو مبالغہ کہے جا رہے ہیں رسولؐ نے کہا وہ زبان نہیں بن سکی اب تک جو علیؑ کی مدح کر سکے آپ اسی کو مبالغہ کہہ رہے ہیں، رسولؐ نے کہا وہ زبان نہیں بن سکتی سارے درخت قلم بنیں ارے سمندر روشنائی، جنّ وانس، ملائکہ مل کر بیٹھیں لکھنے تو بھی فضائلِ علیؑ نہیں لکھ سکتے تو درختوں کے پاس زبان نہیں، سمندروں کے پاس زبان نہیں، قلم کے پاس زبان نہیں، ملائکہ،

جن اور انسانوں کے پاس زبان نہیں ہاں بس اللہ علیؑ کا مدّاح ہے، اب کل عرض کریں گے کہ عربی میں قرآن کو کیوں اُتارا کیوں پسند کیا آج اردو تک آ گئے اردو کو بھی اللہ نے بہت پسند کیا اللہ ہر اس چیز کو پسند کر لیتا ہے جس چیز کو آلِ محمدؐ پسند کر لیتے ہیں آپ کہیں گے کہ یہ کون سی آیت اُتری ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ اللہ نے اردو کو پسند کیا یہ دوسری بات ہے کہ میں قرآن سے اردو ثابت کر دوں بڑے آرام سے ایک پوری تقریر اس پر ہو سکتی ہے کہ قرآن میں اردو کے الفاظ کہاں کہاں ہیں، آپ کہیں گے یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ چودہ سو سال پہلے قرآن اترا اردو آئی یہاں ہندوستان میں ابھی آٹھ نو سو برس پہلے اسلام کے تین سو برس کے بعد تو اردو بنی ہے تو قرآن میں اردو کہاں سے آ گئی اگر میں ثابت کر دوں تو ایک تقریر پوری اس پر ہو سکتی ہے کہ قرآن میں اردو کے الفاظ ہیں تو کیا کہا تھا میں نے آغازِ تقریر میں علمِ الٰہی میں کائنات کی ساری زبانیں تھیں، جب تھیں تو جو جو زبانیں آلِ محمدؐ کے علوم میں معاون بننے والی تھیں تو ہر زبان کا لفظ اللہ نے قرآن میں نازل کیا چاہے وہ حبشی زبان ہو، نبطی زبان ہو، بابلی زبان ہو، فارسی زبان ہو، رومی زبان ہو چاہے اردو زبان ہو تمام زبانوں کے لفظ قرآن میں شامل ہیں اب جیسے جیسے زبانیں پہنچتی گئیں ہر زبان اپنا لفظ قرآن سے لے کر اپنی لغت میں لیتا گیا یہ اُلٹی تھیوری چل رہی ہے جب سمجھاؤں گا تو آپ کی سمجھ میں آ جائے گی کیوں آلِ محمدؐ کو اردو بہت پسند ہے اور اس پر ایک تقریر ہو سکتی ہے کہ آلِ محمدؐ نے کب کب اردو کو پسند کیا سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ دنیا میں اتنے کم عرصے والی زبان یعنی صدیوں پرانی زبان سنسکرت ختم ہو گئی پورا ہندوستان مل کر چاہے کہ اسے زندہ کر دے تو اسے زندہ نہیں کر سکتا اس لیے کہ پنڈتوں کی زبان ہے، مندروں کی زبان ہے آگے نہیں بڑھ سکتی مشکل ترین زبان ہے اسی طرح

فارسی، فارسی زبان ایک زمانہ تھا کہ سات سو برس تک ہندوستان کی قومی زبان تھی، سات سو برس فارسی ہندوستان میں کورٹ کی زبان تھی آج کوئی فارسی جاننے والا ہندوستان اور پاکستان میں نہیں نظر آتا، جو سات سو برس چلی ہو زبان حکومت کی، درباروں کی زبان سات سو برس چلی ہو آج ایک ایرانی ریسرچ اسکالر تحقیق کر رہے تھے وہ آئے میرے پاس تو مجھ سے کہنے لگے کہ یہ کیا بات ہے ہندوستان میں سات سو برس تک فارسی قومی زبان تھی، عدالت کی زبان تھی، حکومت کی زبان تھی اب یہاں فارسی کا نام ونشان بھی نہیں میں نے کہا اس کی وجہ آپ خود ہیں، کہنے لگے جب میں ایران گیا تو جو آپ کی ادبیات تھیں وہ مجھے بازار میں نہ ملیں آپ فقہ چھاپ رہے ہیں لکھ لکھ کے فارسی میں، فقہ سے زبان تھوڑی بنتی ہے زبان تو بنتی ہے شاہنامۂ فردوسی، حافظؔ شیرازی سے سعدیؔ سے عُرفیؔ سے ہماری اردو کیوں زندہ ہے اس لیے کہ ہم نے نہ انیسؔ کو دفن کیا نہ میر تقی میرؔ کو نہ غالب کو فقہ بھی اُردو میں چلتی ہے بس یہ تھوڑی کہ فقہ ہی چل رہی ہو، فقہ سے زبان نہیں بنتی زبان فقہ بنا دیتی ہے سمجھا دیتی ہے اس پر بھی گفتگو کریں گے اور کل کر چکے کہ زبان سے ہی لفظ اُٹھایا لغت سے حج کا لفظ لغت سے اُٹھایا خمس کا لفظ اُٹھایا زکوٰۃ کا لفظ لغت سے لیا، تب فقہ بنی، زبان نے فقہ کے اصول بنائے اور اسی طرح اور بھی اصولوں کا ذکر کریں گے کہ کس طرح بنے، لسانیات کے ذریعے کیسے آگے بڑھے تو ادب کے ذریعے زبان بڑھتی ہے اگر آپ ادب کو قتل کر دیں گے تو کبھی بھی آپ کی زبان زندہ نہیں رہے گی، صدیوں پرانی زبانیں پیچھے رہ گئیں اردو آپ کو معلوم ہے کہاں ہے دنیا کی بڑی تین زبانوں میں تیسری زبان اردو ہے، پندرہ سال پہلے ساتویں نمبر پر تھی پندرہ سال میں اپنا نمبر بڑھایا تیسرے نمبر پر آ گئی دنیا میں سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان اردو ہے،

ذرائع ابلاغ میں سب سے زیادہ تیسرے نمبر پر اردو استعمال ہوتی ہے اور ہر ملک میں اردو سمجھی جاتی ہے اتنی جلدی اس زبان کو عزت کیسے ملی یہ ان مجلسوں کا صدقہ ہے، مسلسل بولی جارہی ہے یعنی یہاں وہ زبان ہے جو بن کر نکل رہی ہے یعنی لسانیات کا سرچشمہ یہاں سے چلتا ہے جب یہاں سے جاتا ہے تو لغت بنتی ہے جب لفظ یہاں سے جاتا ہے تو لغت بنتی ہے اردو کی، یوں ہی بنتی رہی نو سو سال میں لفظ ہم نے بنائے، لفظ کے معنی ہم نے بنائے ہم نے کہا یہ منبر ہے، ہم نے کہا یہ فرشِ عزا ہے، ہم نے کہا یہ جھولا ہے، ہم نے کہا یہ تابوت ہے لغت میں معنی کچھ اور لکھے ہیں تابوت عربی میں کہتے ہیں صندوق کو ہم نے کہا نہیں صندوق صندوق ہے تابوت تابوت یہ ہے شبیہِ تابوت یوں کہا عَلَم عربی میں انہوں نے کہا بلند کو کہتے ہیں ہم نے کہا نہیں عَلَم عباسؑ کے عَلَم کو کہتے ہیں، انہوں نے کہا جھولا وہ ہے بچہ جس میں جھولے ہم نے کہا نہیں اصغرؑ کا جھولا، اب ہم نے یہاں سے لسانیات تیار کی تو لغت بنی، اب لغت لفظ نہیں بدل سکتی کہ ذکرِ آلِ محمدؐ کے اذن سے لفظ چلا، اذن یہاں سے لفظ کو ملتا ہے، ہم نے کہا نوحہ عربی ہے نا کہاں سے ملا ہمیں، لفظ نیا نہیں لیتے ہم، بتاتے ہم ہیں، معنی ہم بدلتے ہیں لفظ پہلے سے موجود، آدمؑ کے بعد کا مشہور نبی نوحؑ ہیں، نوحؑ کے معنی ''بہت نوحہ کرنے والا'' نوحؑ کو ہم نے نوحہ کردیا جو زیادہ گریہ کرے، زیادہ روئے نوحہ آیا کہاں سے پتہ کیسے چلتا کہ نوحؑ سے نوحہ بنے گا۔ امامِ زمانہؑ نے جب امامِ حسینؑ کی زیارت لکھ کر بھجوائی چاہنے والوں کو تو اس کا نام رکھا ناحیہ، اب، نوح، ناحیہ اور نوحہ سمجھ گئے نہ یعنی ایک روٹ ہے مزہ نہیں آیا لفظ کا، ہمارے یہاں ہر لفظ کا شجرہ ہے، جہاں انسانوں کے شجرے نہ ہوں اب وہاں کیا بات ہو، ہمارے یہاں تو عزاداری کے لفظوں کے بھی شجرے ہیں اور شجرہ نوحؑ سے لے کر مجلسِ عزا کا نوحہ ہر لفظ کا ایک

روٹ ہے، شجرہ ہے، نوحہ، ناحیہ، نوحؑ قرآن میں بھی لفظ ہے، آپ کہہ نہیں سکتے کہ قرآن میں یہ لفظ نہیں ہے، نوح کا لفظ نوحے کا لفظ قرآن میں ہے اور یہ نوحہ ہماری مجلس کے آخر میں اب سے نہیں صدیوں سے پڑھا جا رہا ہے، اب ہم نے اس کے حصے کیے ہم نے کہا یہ نوحہ ہے، یہ ماتم ہے اگر کسی نوحے پہ ماتم لکھا ہے اس کے معنی کچھ اور ہیں اگر کسی نوحے پر نوحہ لکھا ہے تو اس کے معنی کچھ اور ہیں اگر کسی نوحے پر پھول لکھا ہے اس کے معنی کچھ اور ہیں اگر کسی نوحے پر سلام لکھا ہے تو اس کے معنی کچھ اور ہیں اگر کسی نوحے پر دوحہ لکھا ہے تو اس کے معنی کچھ اور ہیں اگر کسی نوحے پر جھولا لکھا ہے تو اس کے معنی کچھ اور ہیں اگر کسی نوحے پر مہندی لکھا ہو اس کے معنی کچھ اور ہیں اگر کسی نوحے پر سلامِ آخر لکھا ہے اس کے معنی کچھ اور ہیں اب وقت نہیں کہ میں بتاؤں کہ مہندی کے معنی کیا، پھول کے معنی کیا، ماتم کے معنی کیا اب یہ ایک موضوع ہے کہ آپ کہاں تک سنیں گے یہ ایک موضوع ہے صرف اگر نوحے پر بولوں تو ایک عشرہ ہو جائے عربی نوحہ، فارسی نوحہ، اردو نوحہ، علاقائی زبانوں کے نوحے، پنجابی نوحے، سندھی نوحے، بلوچی نوحے، مراٹھی نوحے، تیلگو نوحے، حسینیت کے نوحے، ہر زبان میں لفظ بڑھا دیئے دنیا کی ہر زبان میں نوحہ پایا جاتا ہے لیکن جناب اس میں ارتقاء ہوتا ہے بڑے بڑے شاعروں نے نوحے لکھے، غالبؔ نے فارسی میں نوحے لکھے، میرؔ اور سوداؔ نے اردو میں نوحے لکھے، مصحفیؔ نے نوحے لکھے، انشاءؔ نے نوحے لکھے، جرأتؔ نے نوحے لکھے اٹلی سے جرأتؔ کا کلیات نکلا نیپلس یونیورسٹی نے چھاپا جرأتؔ کا کلیات تین جلدوں میں اس میں نوحوں کا ایک پورا دیوان ہے صرف نوحے ہیں، اتنی وسعتیں اور بحریں کہ کن کن طریقوں سے نوحہ لکھا جاتا ہے، آج سے تین سو سال پہلے ایک تاریخ ہے اس دور میں بھی زنجیر کے ماتم کے لیے نوحہ الگ ہوتا تھا، سواری کا

نوحہ الگ ہوتا تھا، حلقے کے ماتم کا نوحہ الگ ہوتا تھا، جلوس کے بڑھنے کا نوحہ الگ ہوتا تھا، جلوس کے رُکنے کا نوحہ الگ ہوتا تھا، تابوت میں نوحہ اور ہوتا تھا، علَم میں نوحہ اور ہوتا تھا عباسؑ کے نوحے کا انداز اور ہے، قاسمؑ کے نوحے کا انداز اور ہے، علی اصغرؑ کے نوحے کا انداز اور ہے، شہادتِ حسینؑ کے نوحے کا انداز اور ہے، شامِ غریباں کے نوحے کا انداز اور تھا اور مسافرت کا نوحہ اور تھا، مدینے واپسی کا نوحہ اور تھا، بیٹھ کر پُرسے کا نوحہ اور تھا اب یہ سب الگ الگ فارم ہیں یہاں تک کے نوحے کا ارتقاء ہوا اور اس ارتقاء میں شعرا نے حصہ لیا راجہ صاحب محمود آباد نے حصہ لیا اس سے پہلے افسردہؔ اور حیدریؔ بہت کمال تک پہنچا چکے تھے دلگیرؔ اور خلیقؔ نے نوحوں کو اور ترقی عطا کی پھر، انیسؔ و دبیرؔ نے یہاں تک پہنچایا کہ پاکستان آیا یہ نوحہ، کچھ دن تو ٹھیک ٹھاک رہا اس کے بعد جناب یہاں کے لوگوں نے بگاڑنا شروع کیا کیوں اس لیے کہ وہ شعراء جو واقف نہیں تھے لسانیات سے، جو زبان نہیں جانتے تھے ان کو یہ نہیں پتہ کے نعت اور ہے، حمد اور ہے، سلام اور ہے، مرثیہ اور ہے، نوحہ اور ہے، گانا اور ہے، نغمہ اور ہے، قوالی اور ہے انہوں نے تمام اصناف کو ایک ہی صنف سمجھا اور کہا سب نوحوں میں ڈال دو اور جو کیسٹ آنے لگے تو تباہی پھیل گئی۔ کیسا ہے رحمان بھئی نعت ہے حمد ہے یا طنز ہے کہتے ہیں نا کیسا آدمی ہے تو اللہ سے کہہ رہے ہیں کیسا ہے رحمان، کتنی بے ادبی ہے یعنی تمیز نہیں نوحہ لکھنے کی نہ پڑھنے کی لوگوں نے دھڑا دھڑ لاکھوں کیسٹ خرید ڈالے بھئی کیا طرز ہے، کیا ردھم ہے تو جب یہ تباہی پھیلنے لگی لیکن کچھ دماغوں کی ساخت ہوتی ہے جو اپنے ماضی کو بھی پلٹ کر دیکھتے ہیں جن کا رشتہ علم سے ہوتا ہے اور کچھ جہل سے رشتہ جوڑے رہتے ہیں یہ نہیں پتہ ہوتا کہ ہمیں کیا کام کرنا ہے دیکھئے کہ نوحہ کیا ہوتا ہے یہ نوحے پہلے پڑھے جاتے تھے، ”کس نے برچھی کلیجے پہ ماری“

یہ نوحہ نواب صاحب رامپور کا ہے،نواب صاحب رامپور اسٹیٹ کے مالک تھے پوری زندگی میں انہوں نے کوئی شاعری نہیں کی سوا نوحے لکھنے کے اور ایسے ایسے نوحے لکھے ہیں کہ نوحے سن کر کلیجہ پھٹ جاتا ہے اور انہوں نے ایک زبان مقرر کر لی تھی کہ کس زبان میں ہمیں نوحہ لکھنا ہے اسی زبان میں ہمیشہ نوحہ لکھتے رہے، ''زینبؑ کی دوہائی تھی لٹی ہائے رے بھیا ماں جائے رے بھیا'' یہ ان کی پوربی زبان اردو ملی ہوئی اتنا دل میں درد اور گداز پیدا کرتی ہے یہ نوحہ آپ سُن کر دیکھئے گا ''معصوم سکینہؑ پیاسی ہے''

''میرے قاسمؑ کی آتی ہے مہندی''

یہ میر احسانؔ لکھنوی نے مہندی لکھی تھی کہ جب حضرتِ قاسمؑ کی مہندی اُٹھتی، سات تاریخ کو نکلتی تھی تو پڑھی جاتی ہے اسی طرز میں جیسے کہ کبھی دو صدی پہلے پڑھی جاتی تھی اسی طرز میں اسی انداز سے ''بانو نے کہا شام ہے شہ کے قمر آجا''، یہ راجہ صاحب محمود آباد کا نوحہ ہے، راجہ صاحب محمود آباد بانیٔ پاکستان جو پہلے مسلم لیگ کے خزانچی، جن کی دولت سے یہ ملک بنا، نوحے بھی لکھتے تھے اور ایسے ایسے نوحے لکھے ہیں کہ سنو تو کلیجہ پھٹ جائے، اے ثانیٔ زہراؑ دربارِ الٰہی میں یہ موضوع کے اعتبار سے عجیب ہی نوحہ ہے کہ دربارِ الٰہی میں آتی ہیں زہراؑ، کیسے آ کر واقعۂ کربلا عرش کے پائے کو پکڑ کر بیان کرتی ہیں یہ میر الکھا ہوا نوحہ ہے اس کو بھی آپ سنیے گا بھائی سے بچھڑی بہن، اربعین کے سوگواروں الوداع یہ مرزا دبیرؔ کا الوداعی نوحہ ہے، ایک قسم ہے نوحے کی الوداع اور عاشور کے دن ہوتا ہے خدا حافظ و ناصر اور اربعین کے سوگواروں چہلم کے دن ہوتا ہے، یہ عجیب نوحہ ہے، بڑا مقبول نوحہ ہے مرزا دبیرؔ کا تو یہ کیسٹ آپ حضرات بچوں کو سنائیں گھر کی خواتین کو سنائیں اور وہ جو نئی لڑکیاں نوحہ پڑھنے کی شوقین ہیں ان میں یہ شوق

پیدا کریں کہ نوحہ کہتے کسے ہیں، نوحے کے معنی ہیں آنکھ سے آنسو نکلیں، دل پر چوٹ پڑے، فضائل نوحے میں پڑھنے کی چیز نہیں ہے اس کے لیے یہ تحت اللفظ مرثیہ خوانی ہے اس کے لیے سلام ہے تو نوحے تک ہم آ گئے تو اسی موضوع پر لسانیات میں مَیں آپ کو بتا دوں کہ کتنے مقامات ایسے ہیں کہ جہاں ہمارے معصومین نے آ کر یہ کہا کہ ہم نے تمہارے اس عمل کو پسند کیا، ہم نے تمہاری مجلس کو قبول کیا، ہم نے تمہارے نوحے ماتم کو قبول کیا اس لیے کہ بانیٔ عزا حضرتِ زینبؑ اور جنابِ سیدہؑ جنابِ زینبؑ کو جتنا چاہتی تھی جتنی محبت کرتی تھیں اس لیے ماں نے بیٹی کی بنائی ہوئی عزاداری کے تحفظ کی ذمّے داری لے لی، اب ماں عزاداری میں آئیں کہ میری بیٹی نے یہ عزاداری بنائی ہے، میری بیٹی نے یہ نوحہ اور ماتم جنابِ زینبؑ نے آپ کو تحفہ دیا ہے، نوحہ جنابِ زینبؑ کا تحفہ ہے یہ کوئی یہاں نہیں ایجاد ہو گیا بلکہ جنابِ زینبؑ نے نوحہ کیا، ماتم کیا، آپ کہیں گے ہاتھ بندھے تھے ہاں جب تک ہاتھ بندھے تھے تب تک تو ماتم نہیں کر سکیں لیکن جب ہاتھ کھلے تو ماتم ہوا اور یوں ہوا کہ وہ سب کچھ جو تاریخ نے اپنی آنکھ سے دیکھا تھا وہ سب کچھ لکھ دیا، یاد ہے پرسوں کی تقریر وہیں سے ربط دے رہا ہوں تا کہ کل اور پرسوں کی تقریر آپ کے لیے دِقت طلب نہ ہو جائے مصائب کے لحاظ سے کہ میں نے کہا تھا کہ دربار کے دروازے تک قیدی آ گئے بہت جلدی جلدی سناؤں گا ظاہر ہے کہ پورا حال تو نہیں سناؤں گا بس اتنا کہ آپ گریہ فرما سکیں اور سارا منظر آپ کی نگاہوں میں آتا جائے جیسے ہی دروازے پر قیدی آئے پورے دربار نے تکبیر کہی ایک شورِ تکبیر کا جب بلند ہوا تو یزید نے پوچھا کہ یہ سب نے مل کر تکبیر کیوں کہی تو جو وزیر قریب تھا اس نے کہا سرِ حسینؑ آ گیا، قیدی آ گئے یہ تکبیر اس لیے کہی گئی ہے، کہتے ہیں کہ اتنا مجمع آگے کھڑے ہونے

والوں کا تھا کہ کرسی والے اٹھ کر کھڑے ہو گئے کہ کہیں ہم محروم نہ رہ جائیں اور سر کو نہ دیکھ سکیں تو اہلِ دربار خود بخود کھڑے ہو گئے، نبیؐ کے نواسے کا سر آ رہا تھا اور آپ کو پتہ ہے سرِ حسینؑ کیسے آیا سونے کے طشت میں آیا اور ہر طشت میں ایک ایک سر تھا سب تو نہیں پڑھ پاؤں گا کہہ دیا میں نے مختصر پڑھوں گا سب سے پہلے حسینؑ کا سر آیا اور اس کے پیچھے علی اکبرؑ کا سر آیا اس کے بعد عباسؑ کا سر آیا اس کے بعد عونؑ بن عقیل کا سر آیا پھر عون و محمد کے سر تھے، سب سے پہلے وہ طشت اور سب پر سرپوش پڑے ہوئے، سر ڈھکے ہوئے تھے جب تختِ یزید کے سامنے سرِ حسینؑ رکھا گیا تو ایک غلام نے آگے بڑھ کر، خزران ایک بید ہے عرب میں اس کی چھڑی ہوتی ہے وہ چھڑی بادشاہوں کے ہاتھ میں تکبرّ کی نشانی کہلاتی ہے، ایک غلام نے خزران کی چھڑی یزید کے ہاتھ میں دی اس نے اس چھڑی سے اس سرپوش کو ہٹایا میں اس کے آگے نہیں پڑھوں گا مجھے معلوم ہے کہ اس کے آگے اگر پڑھوں گا اور آپ نے اس جملے کی قدر نہیں کی تو میرا جملہ ضائع ہو جائے گا بس اتنا میں نے پڑھ دیا کہ چھڑی اس کے ہاتھ میں تھی تصوّر کرنا آپ کا کام ہے اب چھڑی نے کیا عمل کیا یہ نہیں بتاؤں گا جملہ یزید کا سن لیجئے کہا اے زہراؑ کے بیٹے حسینؑ تیرے دانت بہت خوبصورت ہیں اب پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے میں اشارے میں بتا رہا ہوں میں بے ادبی نہیں کرتا مصائب میں، مجھے بے ادبی پسند نہیں اس کے بعد کہا کیوں حسینؑ تم یہ سمجھے تھے کہ تم میرا ملک چھین لو گے اور پھر آج تو پتہ چل گیا کہ محمدؐ نے ملک و مال کے ساتھ کھیل کھیلا تھا نہ کوئی فرشتہ آیا نہ کوئی وحی آئی نہ کوئی فرشتہ آیا جھوم جھوم کر یہ اشعار پڑھ رہا تھا کہ ایک بار شہزادی کا خطبہ شروع ہوا

یہ سُن کے آ گیا بنتِ شہِ مرداں کو جلال — تھرتھرا کر کہا کیا بکتا ہے او بد افعال

صاحبِ عزت و توقیر محمدؐ کی ہے آل　　کبھی ہم لوگوں کی عزت پہ نہ آئے گا زوال

بے قدر جو ہم کو سمجھا تو خطا کرتا ہے

دیکھ مُصحف میں خدا کس کی ثناء کرتا ہے

آلِ احمدؐ کو حقارت سے نہ دیکھ او مقہور　　سب پہ ظاہر ہے کہ ہم لوگ ہیں اللہ کا نور

مار کر سبطِ پیمبر کو یہ نخوت یہ غرور　　خیر ہم دُور نہ تُو دُور، نہ محشر ہے دُور

حق کا دریائے غضب جوش میں جب آئے گا

باندھنا ہاتھوں کا سادات کے کھل جائے گا

یزید کو سکتہ ہو گیا خطبۂ زینبؑ پر سر جھکا لیا شرمندگی محسوس ہوئی جب شہزادی نے کہا مجھے تجھ سے کیا امید ہو سکتی ہے کہ جس کی دادی نے ہمارے دادا حمزہؑ کا کلیجہ چبایا ہو، میں اس سے کیا امید کر سکتی ہوں کہ جس کے دادا کو میرے نانا رسولؐ نے آزاد کر دیا غلامی سے یہ کہہ کر کہ جاؤ آزاد کردۂ رسولؐ ہو غلام کی اولاد ہے تُو اور تجھ سے کیا امید کر سکتی ہوں کہ تو بنی عبدالمطلب کی بیٹیوں کو یوں بلا لے اور فاطمہؑ کی بیٹیوں کو کھلے سر دربار میں بلائے (بس جناب ہو گئی تقریر) جیسے ہی جنابِ زینبؑ کا یہ خطبہ ہوا اور یہ جملے کہے کہ تُو اسے حکومت سمجھ رہا ہے یہ حکومت نہیں ہے مہلت ہے چند دن زندگی کے رہ گئے کہ تیری سلطنت، تیرا شیرازہ بکھرنے والا ہے نہ یہ قصر رہے گا نہ یہ حکومت رہے گی لیکن جس کو تو سمجھ رہا ہے کہ حسینؑ کا سر کاٹ لیا وہ تو اپنی خوابگاہوں میں اپنے قدموں سے چلتے چلے گئے اور اس کے بعد آخری جملہ کہا یزید سن لے وہ دن دور نہیں کہ جب محشر میں میرے نانا رسولِؐ خدا کے سامنے تجھے بلایا جائے گا دیکھو پھر اس دن کیا جواب میرے نانا کو دیتا ہے اور تو اس چھڑی سے مجھ کو ڈراتا ہے یہ تیرے ہاتھ میں جو چھڑی ہے تو زینبؑ کو ڈرانا چاہتا ہے تُو سمجھ رہا ہے کہ زینبؑ ڈر جائے گی تیرے اس اقدام سے ڈر

جائے گی جب یزید ذرا ناچار ہوا تو درباریوں میں دستور تھا کہ اگر بادشاہ کچھ رنجیدہ ہو جائے، چہرہ اتر جائے، غمزدہ ہو جائے تو ہنسانے والے مسخرے موجود رہتے تھے تا کہ اس کا غم دُور کریں۔ ایک مسخرہ جس کا نام زُہیر عراقی تھا وہ ناچتا ہوا چلا یزید کے سامنے پہلے آ کر اس نے ناچنا شروع کیا ڈرامہ کرنے لگا تا کہ یزید خوش ہو جائے ایک بار ہاتھ اپنا اٹھا کر جنابِ اُمِ کلثومؑ کی طرف اشارہ کیا، میں زیادہ نہیں پڑھ رہا بس یہی مصائب پڑھتے ہیں اور ایک بار کہا اے امیر یہ عورت مجھے کنیزی میں دے دے، یہ ماتم کا وقت ہے کہ نبیؐ کی بیٹی کو کہا جائے، کنیزی میں کافروں کو لیا جاتا ہے کافر کی عورتوں کو لیا جاتا ہے ایک بار اس نے جیسے ہی اشارہ کیا جنابِ اُمِ کلثومؑ کو جلال آیا کہا گرا لے اپنے ہاتھ کو ہم نبیؐ کی بیٹیاں ہیں خبردار اس ہاتھ سے اشارہ نہ کرنا تیرا ہاتھ فالج زدہ ہو جائے گا، ابھی شہزادی نے یہ کہا تھا کہ اس کے ہاتھ پر فالج گرا اس کی زبان دونوں دانتوں کے درمیان میں کٹ کر باہر گری اور خون کا دریا منہ سے بہنے لگا، بھرے دربار نے دیکھا لوگ سمجھ گئے ان سے بے ادبی نہیں کرنا چاہیے لیکن ایک اور آدمی دوڑتا ہوا باہر سے آیا جس کا نام ابنِ قیس تھا اور دوڑ کر آیا اور ایک بار یزید سے کہا یزید یہ چھوٹی بچی جو سامنے کھڑی ہے نا ہم کو کنیزی میں دے دے، ایک بار سکینہؑ پھوپھی کے دامن میں لپٹ گئی، کہا پھوپھی اماں کیا اب ہم کنیزی میں بھی دیئے جائیں گے، پکار کر کہا بچی نہ گھبرا سکینہؑ جب تک تیری پھوپھی زندہ ہے کوئی تیری طرف اشارہ نہیں کر سکتا ایک بار بچی کو دامن سے لپٹا کر آواز دی کہ ابنِ قیس تجھے پتہ ہے ہم کون ہیں، ہم آلِ محمدؐ ہیں، قرآن میں اللہ نے ہماری تعریف کی ہے، ہم علیؑ وفاطمہؑ کی بیٹیاں ہیں، ہم محمدؐ کی نواسیاں ہیں اس نے کہا کھاؤ قسم ہمیں تو یہ بتایا گیا تھا کہ ترک و دیلم کے قیدی آ رہے ہیں ہم کو نہیں پتہ تھا کہ تم آلِ محمدؐ ہو بس آخری

جملے ایک بار کمر سے خنجر نکالا نکال کر اپنا ہاتھ کاٹا کاٹ کر کہا شہزادی اس ہاتھ سے اشارہ کیا تھا ہاتھ قدموں میں پھینک دیا یہ کہہ کر اپنا کٹا ہوا ہاتھ پھینک دیا، کہاں خوشی کا دربار کہاں ماتم کا دربار بن گیا، زینبؑ نے ماتم کروادیا، سب رونے لگے فریاد کرنے لگے...... روم کا سفیر اور سب اُٹھ کر بگڑ کر کھڑے ہو گئے خوشی کا دربار غم کی مجلس بن گیا آج اسی دربارِ یزید میں جب زائر جاتے ہیں تو بہتر شہدا کی جگہ بنی ہے وہاں پھوٹ پھوٹ کر روتے ہیں یہاں جنابِ زینبؑ کھڑی تھیں، جنابِ اُمِ کلثومؑ کھڑی تھیں، یہاں پر جنابِ کبریٰؑ کھڑی تھیں ختم ہو رہی ہے تقریر اور تم رو رہے ہو بس دو دن رہ گئے اسیروں کا غم، سوگواروں کا غم، چہلم کے یہ ماتم دار بس دو دن کا رہ گیا ماتم کل شب اور پرسوں کربلا قافلہ پہنچے گا اور مدینے واپسی مجلس ختم ہوئی۔ کل محرم کا چاند ہوا تھا دیکھتے ہی دیکھتے چالیس روز گزر گئے اللہ تمہیں کوئی غم نہ دے میں نے سب کچھ بیان چھوڑا، قیدیوں کو اندھیرے زنداں میں بھیجا گیا، اب جو قیدی اندھیرے زنداں میں آئے تو رات و دن رونا ہائے حسینا وائے حسینؑ راتیں گزرنے لگیں، پہلی صفر کو قیدی آئے زنداں میں ابھی دس بارہ دن گزرے تھے ایک بار وہ رات آئی کہ وہ بچی روز سو جاتی پھوپھی کے زانو پہ سر رکھ کر، اپنے بھائی کی ہتھکڑیوں، بیڑیوں پہ سر رکھ کر سو جاتی، کبھی ربابؑ کی گود میں سو جاتی آج جو چونک کر اٹھی تو روتی ہوئی یہ کہہ کر اٹھی پھوپھی اماں ابھی بابا آئے تھے۔ (آخری جملے تقریر کے) ابھی بابا آئے تھے اور کہتے تھے کہ سکینہؑ آجاؤ میں تمہیں لینے آیا ہوں سکینہؑ، سب رونے لگے، فریاد کا غل اٹھا قاضی نور اللہ شوستری لکھتے ہیں کہ جس صندوق میں سر حسینؑ تھا اس کا تالا ٹوٹ گیا، صندوق کا دروازہ کھلا، ہوا کے دوش پر سرِ حسینؑ چلا اور زنداں کے دروازے کے سامنے جب سرِ حسینؑ پہنچا تو زنداں کا تالا ٹوٹا، دروازہ کھلا، زنداں میں سرِ حسینؑ

آیا روشنی پھیل گئی سکینہؑ نے پکار کر کہا دیکھا پھوپھی اماں آ گئے بابا ایک بار دامن پھیلایا، سکینہؑ کے دامن میں سرِ حسینؑ آیا، ایک بار حسینؑ کے رخسار پر سکینہؑ نے رخسار رکھا کہا بابا آ گئے اب مجھے لے چلو اب سکینہؑ سے برداشت نہیں ہوتا، کانوں سے لہو، گلا زخمی، بابا اب طمانچے نہیں کھائے جاتے، اب تازیانے نہیں کھائے جاتے بابا آج مجھے لے کر جانا یہ کہہ کر بچی چپ ہو گئی، آواز آنا بند ہو گئی، زینبؑ آگے بڑھیں، شانہ ہلایا آواز نہ آئی، ربابؑ آگے بڑھیں شانہ ہلایا آواز نہ آئی، سیدِ سجادؑ آگے بڑھے شانہ ہلا کر دیکھا ایک بار کہا پھوپھی اماں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ اے پھوپھی اماں بہن نے ساتھ چھوڑ دیا اب تو فریاد کا اتنا غل تھا کہ قیدی کبھی اتنا نہیں روئے تھے رونے کی صدا یزید کے محل تک گئی ہند جاگ گئی دیکھو تو ہوا کیا اتنا تو کبھی قیدی نہیں روئے دربان کو بھیجا واپس آیا کہا کیا ہوا، کہا وہ چھوٹی بچی مر گئی جو بہت اپنے باپ کو روتی تھی قیدی اس بچی کی لاش پر رو رہے ہیں، یزید نے کہلایا کہ کیا کفن چاہیے، بچی کے لیے کفن چاہیے ایک بار زینبؑ نے کہا جا کر اس سے کہہ دو ہم قاتل کا کفن نہیں لیں گے ہمارا جو اسباب لوٹا ہے اس میں چادرِ تطہیر میری ماں کی ہے وہ چادر بھجوا دو تا کہ میں اپنی بچی کو زہراؑ کی چادر میں کفنا کر دفنا دوں گی، یزید نے کہا وہ چادر واپس نہ ملے گی قبر تو بن گئی اب کفن کہاں تھا شہیدِ ثالث لکھتے ہیں کہ بچی کے لیے کفن تو نہیں تھا لیکن وہ کُرتا جو جسم میں تھا جب تازیانہ پڑتا تو پیٹھ سے لہو بہتا اب وہ لہو جو خشک ہوا تو وہ کرتا سکینہؑ کی پیٹھ سے چپک گیا وہ کُرتا بھی اتر نہیں سکتا تھا ایک بار آپ کے چوتھے امام نے اپنا عمامہ اُتارا اور عمامے کو پھیلا کر سکینہؑ کا لاشہ اس میں لپیٹا، قبر میں اتارا قبر بن گئی صدیوں بعد ایک عالم لکھتے ہیں کہ نہر کا پانی قید خانے میں آ گیا اللہ سب کو زیارت کرائے قبرِ سکینہؑ کی، وہ عالم کہتے ہیں کہ میں سو رہا تھا خواب میں

ایک بچی کو دیکھا بچی کہتی ہے تو سیّد ہے میری قبر میں پانی آ گیا، قبر کو کھود کر لاشے کو نکال کر اس کو اونچائی پر بنا دے، وہ عالم کہتے ہیں کہ میں گھر کی سیدانیوں کو لے کر چلا کہا حسینؑ کی بیٹی ہے مرد قبر کیسے کھودے اپنی بیوی سے اپنی بیٹیوں سے کہا قبر کھود کر لاشہ نکالنا اور قبر بلندی پر بنانا قید خانے کے تہہ خانے میں سیدانیاں اُتریں، ایک بار رونے کا غل ہوا (تقریر کا آخری جملہ) ایک بار اس عالم نے پوچھا ارے یہ کیسا شور ہے تو ایک عورت نے چلاّ کر کہا کہ کئی عورتیں سکینہؑ بی بی کا لاشہ دیکھ کر مر گئیں ایک عورت نے کہا جب لاشہ نکالا تو بچی کا وہی کُرتا لہو بھرا پیٹھ سے چپکا ہے اور کانوں سے اب تک خون جاری ہے ہائے سکینہؑ ہائے سکینہؑ ماتمِ حسینؑ۔

نویں مجلس

بنی ہاشم کی فصاحت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
تمام تعریفیں اللہ کے لئے درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ پر

عشرۂ چہلم کی نویں تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں عشرے کی کل آخری مجلس بروزِ چہلم ہوگی، آج شبِ چہلم اس مجلس میں آپ حضرات تشریف فرما ہیں، یہاں کی مجالس کے لیے عنوان مقرر ہے ''معصومین کا علمِ لسانیات'' موضوع سے متعلق جتنا بھی مواد اور احاطۂ اختیار میں تھا گفتگو اس پر ہوئی کہ کس طرح دنیا کی زبانیں بنیں تخلیق ہوئیں اور کس طرح زبانوں کا ارتقاء ہوا، وہ کون سی زبانیں تھیں کہ جو ترقی یافتہ تھیں اور آہستہ آہستہ کئی صدیوں تک دل و دماغ پر حکومت کر کے ختم ہوگئیں، محدود ہوگئیں اور بعض زبانیں تو وہ ہیں کہ جن کے جاننے والے بھی نہ رہے، کچھ زبانیں ایسی ہیں قدیم کے جن کو پڑھایا جاتا ہے، چند اسکالر اس کو سیکھتے ہیں صرف اس لیے کہ جب کئی ہزار برس پرانے آثارِ قدیمہ کھدائی کے دوران نکلتے ہیں ان میں سے جو تحریریں برآمد ہوتی ہیں ان کو پڑھنے کے لیے پرانی تاریخ جاننے کے لیے پرانی قوموں کے حالات سمجھنے کے لیے اس زبان کو اسکالر سیکھتے ہیں لیکن وہ بہت کم ہیں ایسے لوگ پوری دنیا میں چند ہوں گے کہ جو ان زبانوں کو پڑھ سکتے ہیں یا بول سکتے ہیں، وہ زبانیں جو دنیا پر

چھا گئیں وہ آپ کے سامنے ہیں اور جس میں خود آپ بھی حصہ دار ہیں کہ آپ کی اردو زبان دنیا کے بہت سے ملکوں میں بولی اور سمجھی جاتی ہے بہ نسبت فارسی کے اور عربی کے، اردو اِن دونوں زبانوں سے بہت آگے ہے آج اس عہد میں اردو نے سب سے میدان جیت لیا اور اس کی وجہ ہے خلوصِ آلِ محمدؐ، عربی ابوجہل بھی بولتا تھا اور ابولہب بھی بولتا تھا عربی نبیؐ آخر بھی بولتے تھے لیکن دونوں کی زبانوں میں فرق تھا، وہ زبان جو ہمارے نبیؐ کے گھرانے میں بولی گئی اس زبان کو محدود کر دیا گیا، آلِ محمدؐ کو عرب سے نکال کر، سادات کو عرب سے نکال کر عربی زبان کو نقصان پہنچایا گیا، اگر آپ لسانیات کی گہرائی میں جائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ہر زبان میں کچھ شاخیں ہوتی ہیں، شعبے ہوتے ہیں، کچھ زبانیں وہ ہوتی ہیں جو نرم مزاج ہوتی ہیں مثلاً اردو میں بھی آپ کو کئی شاخیں ملیں گی کچھ ایسی جو کانوں کو بھلی نہ لگیں، کچھ ایسی جو کانوں کو بہت بھلی لگیں اس کا فرق اگر آپ سمجھنا چاہیں کہ جو آپ کی مجلسِ عزا میں بولی جاتی ہے یہ بھی اردو ہے اور جو ٹیلی ویژن کی خبروں میں بولی جاتی ہے وہ بھی اُردو ہے لیکن زمین اور آسمان کا فرق ہے، ایک ہی ملک میں، ایک ہی عہد میں، ایک ہی شہر میں، ایک طرح کے انسان بول رہے ہیں لیکن وہاں جہاں زبان میں منافقت آجائے پھر وہ زبان اچھی نہیں لگتی کیوں اس لیے کہ زبان کا تعلق کان سے ہے، زبان کا تعلق سماعت سے ہے جو لفظ کانوں کو بھلا لگے اس کو دل و دماغ قبول کرتے ہیں اگر کان عادی ہیں خدا حافظ سننے کے تو جب منافقت آجاتی ہے تو وہ خدا حافظ سے اللہ حافظ ہو جاتا ہے بظاہر ایک آدمی یہی کہے گا صاحب کیا فرق ہے اللہ کے دو نام ہیں ایک خدا حافظ ہے ایک اللہ حافظ ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ ہم اللہ حافظ کہیں لیکن یہ کیسے سمجھایا جائے کہ لسانیات کا تعلق فیصلوں سے نہیں ہے بلکہ بہتر سے بہتر اصطلاح سے ہے، زبان

میں فصیح اور فصیح تر اب جو بولتے ہیں زبان وہی سمجھ سکتے ہیں کہ مِٹی بھی ہے اور مَٹی بھی ہے ایک فصیح ہے اور ایک فصیح تر ہے تو اللہ حافظ کان پر ایک پتھر پڑتا ہے لیکن خدا حافظ میں شیرینی ہے اب یہ بات کوئی کیسے سمجھائے کہ جدو جہد اور جدو جُہد اب اس کو بگاڑیں جتنا چاہیں تو یہ مثال اس لیے دی تا کہ آسانی سے اگلا جملہ آپ سمجھیں۔ جو کہنا چاہ رہا ہوں کہ زبان ابوجہل بھی بولتا تھا، عربی ابوجہل بھی بولتا تھا اور بنی ہاشم بھی بولتے تھے فرق میں نے سمجھا دیا ایک ذرائع ابلاغ کی زبان تھی جس میں محمدؐ کے خلاف پروپیگنڈہ ہوتا تھا وہ بھی عربی تھی اور ایک وہ عربی تھی جس میں ابوطالبؑ اللہ کی حمد کر رہے تھے اور محمدؐ کے قصیدے لکھ رہے تھے اگر آپ اس گفتگو کو سمجھ گئے تو میں کل سے مربوط ہو جاؤں اپنی گفتگو سے کہ علم الٰہی میں تھا کہ عربی زبان بنے گی اور وہ میری پسندیدہ زبان قرار پائے گی تو لوح پر قرآن لکھا گیا تھا عربی میں، جبرئیلؑ عربی میں ہی لائے تھے اور نبیؐ کو عربی میں ہی سناتے تھے اور پیغمبرؐ کوئی لفظ بدلے ہوئے بغیر کسی تبدیلی کے علیؑ کو سناتے تھے، سنانے والے نبیؐ، لکھنے والے علیؑ کسی اور سے کیوں نہ لکھوایا آج بھی کوئی بزرگ اپنا خط کسی سے لکھوانا چاہتے ہیں تو اس کو تلاش کرتے ہیں کہ جو املا کی غلطیاں نہ کرتا ہو تو جہاں ابوجہل کی زبان بولی جارہی ہو بازار میں کسی بازاری کاتب کو پیغمبرؐ نہیں پسند کریں گے، لکھنے میں غلطیاں کرے گا اور وحی کو غلط نہیں لکھنا ہے ترتیب لوح سے چلے جبرئیلؑ تک پہنچے، جبرئیلؑ قلبِ پیغمبرؐ تک اتارے کہیں نہ تلفظ کی غلطی ہو نہ زیر وزبر کی نہ تشدید کی غلطی ہو تو اب تحریر علیؑ کے قلم سے چلے تو کہیں غلطی نہ ہو جائے وحی آجائے اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓي اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ لے آئے کسی کاتب کو پکڑ کے لکھ بھی دیا اس نے لکھنے والے کا نام ابھی آپ کو معلوم ہو جائے گا لکھنے والے نے

یوں لکھا اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوۡحًا وَّ اٰلَ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اٰلَ مِرۡوَانَ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ کس نے لکھا مروان نے لکھا، لکھنے والے نے اپنا نام لکھا۔ مولانا مودودی نے ''خلافت وملوکیت'' میں یہ واقعہ لکھا ہے پیغمبرؐ نے کہا جو آیت آئی ہے اور ابھی لکھی گئی وہ میرے پاس لائی جائے، لکھنے والے نے کہیں اور لکھی اسی وقت پیغمبرؐ نے کہا لاؤ، پیغمبرؐ نے کہا یہاں سے مروان کا لفظ ہٹاؤ عمران کا لفظ لاؤ آپ کہہ رہے ہیں اُمی ہیں نہ پڑھنا جانتا ہے نہ لکھنا جانتا ہے اس لفظ کو ہٹاؤ عمران لکھوتو اس لیے ضروری تھا ایسا کاتبِ وحی ہو کہ جو بولے اس کی زبان اور جو لکھے اس کی زبان دونوں کی زبان ایک ہوتو کیا علمِ الٰہی میں یہ نہیں تھا کہ کتابیں ہم نے جتنی بھی اُتاریں ان کا حشر کیا ہوا، موسیٰؑ کی توریت تو بنی اسرائیل نے لینے سے انکار کردیا کہا بھئی یہ تو ہم نہ لکھیں گے نہ پڑھیں گے نہ اس بار کو اٹھائیں گے انکار کردیا ہمیں نہیں چاہیے یہ کتاب قرآن میں واقعہ لکھ دیا ہے تو اللہ نے کہا موسیٰؑ کوہِ طور سے کہو کہ ان کے سروں پر نازل ہوجائے پہاڑ اپنی جگہ سے اٹھا اور بنی اسرائیل کے سر پہ مُعلّق ہوگیا، اور بس اتنی دیر تھی کہ وہ گرجائے ان کے سروں پہ تو سب چیخنے لگے کہ نہیں اٹھالیں گے، توریت لے لیں گے جب یہ والی زبان سمجھ میں نہ آئے کل کی بات یاد ہے نہ اِنَّا سَخَّرۡنَا الۡجِبَالَ ہم نے داؤدؑ کو پتھروں سے باتیں کرنے کا علم دیا تھا، پہاڑوں سے باتیں کرتے تھے پہاڑ ان کی بولی سمجھتے تھے جب توریت کی زبان سمجھ میں نہ آئی تو موسیٰؑ نے پہاڑ سے کہا تو انہیں سمجھا اب سمجھ میں آئی بات کہ پیغمبروں کو علمِ لسانیات میں جو زبان دی گئی تھی اس میں پتھروں اور ذرّات سے بات کرنے کی زبان بھی دی گئی تھی اور اب تک اوّلین و آخرین والوں نے یہ زبان استعمال نہ کی تھی جانے کیسے نصارۂ نجران کو معلوم ہوگیا پہلا جملہ جو زبان سے نکلا وہ یہ نکلا کہ میں وہ چہرے دیکھ رہا ہوں کہ یہ

اشارہ کر دیں تو پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں یعنی انہیں معلوم ہے کہ آلِ محمدؐ کو پتھروں کی زبان آتی ہے یعنی پتھروں کی زبان کا بھی ایک تسلسل ہے جو آلِ محمدؐ تک آیا، حضرتِ موسیٰؑ نے کوہِ طور سے کہا وہ ہٹ گیا اب انہیں یہ یقین ہے نصارٰی نجران کو کوہِ طور سے سمجھا دیا توریت اٹھائی تو اللہ کو معلوم ہے کتاب بدلتے ہیں، تلفظ بدلتے ہیں، تحریر بدلتے ہیں اور یہ صرف اللہ کو نہیں بلکہ جو اسلام کا شہر بسا رہا ہے پہلا جو اللہ کا پہلا گھر بنا رہا ہے اس کو بھی معلوم ہے اس لیے جب ساری دعائیں مانگ لیں تو لسانیات کتنی اہم تھی کہ آخری پانچویں دعا ابراہیمؑ نے یہ مانگی وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ آخرین جو رہ جائیں ان میں ایک سچی زبان مجھے چاہیے اللہ نے فوراً اس کا جواب دیا کہا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ہم نے ابراہیمؑ کی دعا کو سن لیا آخرین میں ایک علیؑ کو پیدا کر دیا جو سچی زبان والا تھا تو اب زبان کی ضرورت علیؑ کی صورت میں اس لیے ہے کہ قرآن کی لسانیات کو اب علیؑ کو سمجھانا ہے، پیغمبرؐ کا کام ہے وحی سنا دینا توجہ کر رہے ہیں نا آپ جو پیغام آیا وہ سنا دیں پیغمبرؐ کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ ایک ایک لفظ کی تشریح کریں، ایک ایک حرف سمجھائیں، تفسیر بیان کریں پیغمبرؐ کے پاس اتنا وقت کہاں ہے پیغمبرؐ کا کام ہے آیت سنا دینا، پیغام سنا دینا اُن کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ شرح بھی سنائیں لفظوں کی، وقت نہیں تھا پیغمبرؐ کے پاس، کتنا وقت ہے پیغمبرؐ کے پاس، وقت کتنا ہے تیئس برس، تیئس برس میں مکّے کے تیرہ برس آپ کو معلوم ہے، پتھر کھانا ہیں، محدود رہنا، شعبِ ابی طالب میں قیدی بن کے رہنا حصار میں مکّے میں نکل نہیں سکتے بازار میں آ نہیں سکتے تیرہ برس گزر گئے کام زیادہ ہو نہیں سکا، مکّے سے آگے اسلام بڑھ نہیں سکا تیرہ برس شہر ہی میں گزر گئے اور پورے شہر میں بھی تبلیغ نہ کر پائے اگر پورے شہر میں تبلیغ ہو جاتی تو کیا یہ

مٹھی بھر مسلمان ہجرت کر کے آتے یعنی تیرہ برس میں پیغمبرؐ کے پاس اتنا بھی وقت نہیں تھا کہ مکّے کے محلے محلے میں جا کر اسلام پھیلائیں، بنی امیہ کب مسلمان ہوئے اب اس کی بھی تشریح کروں بنی امیہ دس ہجری میں مسلمان ہوئے گیارہ میں وفات ہے پیغمبر کی چھ مہینے کے بعد فتحِ مکہ فتحِ مکہ کے بعد مکّے کے لوگ مسلمان ہوئے تو وہاں مکّے میں اتنا وقت ہی نہیں تھا کہ محلے محلے میں جا کر تبلیغ کریں بس جو آتے گئے چھوٹے موٹے لوگ، روساء تو آئے نہیں، امراء تک تو پیغمبرؐ گئے نہیں غریب لوگ آ گئے دھوبی نائی، چھوٹے موٹے لوگ انہیں آنا تھا اس کی میں مثال دیتا ہوں کہ شودر ہندوؤں میں جو نیچی ذات ہوتی ہے چھوٹے کام کرتے ہیں ان کو براہمن مندر میں نہیں آنے دیتے اگر ان کا سایہ بھی مندر کی سیڑھی پہ پڑ جائے تو دس جوتے مارے جاتے ہیں اور براہمن پر ان کا سایہ پڑ جائے تو قتل کر دیا جاتا ہے، یہ صدیوں سے ہو رہا ہے تو عیسائیوں نے انہیں عیسائی کیا وہ عیسائی ہو گئے، مسلمانوں نے مسلمان بنایا وہ مسلمان ہو گئے جنہیں مسلمان ہونا تھا وہ مسلمان ہو گئے کیوں اس لیے کہ دونوں مذاہب میں مذہب قبول کرتے ہی عبادت خانے کے اندر تک جایا جاتا ہے تو مکّے میں انہیں جب یہ پتہ چلا کہ لا الٰہ الّا اللہ کہنے کے بعد پیغمبرؐ ان کو اپنے پہلو میں بٹھاتے ہیں اور عبادت خانے میں بھی جا سکتے ہیں تو انہوں نے کہا پھر چھوڑو یہ کفر پرستی وہاں تو ملتی ہے عزّت تو چھوٹی ذات والوں نے پہلے اسلام قبول کیا، امراء کو کاہے کی کمی تھی، رئیسوں کو کاہے کی کمی تھی کاہے کے لیے آتے تو ان کو مجبوراً آنا پڑا سرداروں کو، رئیسوں کو، امیروں کو غریب لوگ پہلے آ گئے، نیچی ذات کے لوگ آ گئے پیغمبرؐ کے ساتھ آ گئے پہلی ہجری اور دس ہجری دس برس اب پیغمبر کے پاس وقت کتنا ہے دس برس دس برس میں ستاسی تو ہیں لڑائیاں ایوریج average

آپ نکال لیں آپ حساب لگائیے کہ مہینے میں کتنی لڑائیاں، ستاسی لڑائیاں، ستاسی لڑائیاں ایک طرف اور بالکل اس کے ہم پلّہ اُنیس بیویاں ارے صاحب ایک ایک کا خیال رکھنا ہے وقت کہاں ملتا ہے اب سمجھے وقت کے معنی اُنیس بیویاں اور پانچ وقت کی نماز پڑھانا اور پھر رات کو جاگ کر اپنی عبادت الگ، پانچ وقت واجب نمازیں پڑھانی ہیں اور اپنی نمازیں رات میں شروع ہوں گی تو ستاسی لڑائیاں، دس برس میں وقت کہاں ہے پیغمبرؐ کے پاس وحی آتی ہے سنا دیتے ہیں اب وقت کہاں ہے شرح کا اس لیے قرآن نے کہا کہ قرآن محمد ہیں بیان علیؑ ہیں، پورے سورۂ رحمان میں یہی فلسفہ بیان ہوا ہے اَلرَّحْمٰنُ O عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ O خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَیَان (۱ تا ۴ سورۂ رحمان) انسان خلق ہوا ابراہیمؑ کی دعا تا کہ قرآن محمدؐ لائیں بیان علیؑ سنائیں اور بیان سنائیں تو بتادیں فرق بھی بتادیں شاید آپ میرا یہ جملہ بالکل بھی نہ سمجھے کہ پیغمبرؐ کے پاس وقت نہیں تھا شرح کا، صرف آیات سنا سکتے تھے علیؑ کے ذمے تھا کہ زبان بتائیں، بیان بتائیں، لسانیات سمجھائیں ایک جملے میں پھر ساری گفتگو کو لا رہا ہوں جنگِ صفین چھڑی تھی عمارِ یاسر لشکر سے نکل کر عَلَم کے نیچے آئے کہا یہ وہی عَلَم ہے جو پیغمبرؐ کے لشکر میں تھا، بدر میں بدر میں اسی عَلَم کے نیچے ہم تم سے جنگ کر رہے تھے تنزیلِ قرآن پر آج یہ وہی عَلَم ہے اور ہم تم سے جنگ کر رہے ہیں تاویلِ قرآن پر۔ دیکھئے میں نے پوری بحث کو سمیٹ دیا پیغمبرؐ کا کام تھا قرآن سنا دینا علیؑ کا کام تھا شرح کرنا تو قدرت چاہتی تھی شرح کرنے والے کو وقت ملے پھر قیمتی جملہ آ گیا قدرت چاہتی تھی کہ سنانا آسان ہے تو پیغمبرؐ کو تیئس برس دیئے سنانے کے لیے علیؑ کو تفسیر کرنا تھی تو، بیان کرنے والے کو پچیس برس دیئے فرصت کے پچیس برس دنیا سمجھی کہ علیؑ سے کچھ چھن گیا دیکھنے میں علیؑ سے کچھ چھن گیا لسانیات

کو کچھ مل گیا پچیس برس اب ایک ایک لفظ کی حفاظت ایک ایک آیت کی حفاظت کسی کی نظر حجرِ اسود پر ہے، کسی کی نظر قرآن کی آیات کے، زیر و زبر اور الفاظ پر ہے، علیؑ کی نظر ہر جگہ ہے، ہر جگہ ٹوکنا، ہر جگہ روکنا یہ ایسا ہی ہوگا، یہ ایسا ہی ہوگا، یہ ایسا ہی ہوگا کیوں یہ انتظام ہو جائے اب پھر تمہید سے مربوط ہو رہا ہوں کہ اردو کو جو مقبولیت ملی اس کی وجہ یہ ہے کہ اردو میں منافقت نہیں ہے عربی میں منافقت داخل ہو گئی اس کو صاف کرنے کے لیے اور جب انسانوں میں شامل ہیں اور قرآن کو بار بار شکوہ ہے تو زبان تو انسان بولتا ہے اگر زبان میں منافقت آ گئی تو کیا حیرت کی بات تو یہاں بھی لغت کو صاف کرنا ہے اب پچیس برس علیؑ کا کام یہی ہے آپ ذرا سمجھائیں تو اب میں کیا طویل بحث کروں مجھے آگے بڑھنا ہے دو جملوں میں بات کو سمجھا دوں، اردو سے پوچھیے لغت اٹھائیے کہ اپنی لسانیات سے سمجھا دے کہ مولا کے کیا معنی ہیں اردو لغت کہے گی کہ مولا علیؑ کو کہتے ہیں غدیر میں کہا گیا اس کے علاوہ اردو کچھ نہیں کہے گی عربی سے پوچھا کہ کیا معنی اس نے کہا مولا کے معنی بھائی، مولا کے معنی پڑوسی، مولا کے معنی چچا زاد بھائی، مولا کے معنی مددگار، مولا کے معنی ناصر یہ ہے منافقت یہ ہے اردو کی مومنیت، یہ ہے خالص ایمان اردو نے کہا یہ چاند ہے تو چاند ہے بھئی یہ چاند ہے اردو نے کہا کہ شیر ہے تو ہے جس چیز کا نام اردو نے رکھ دیا دنیا کی کوئی زبان بدل نہیں سکتی آپ کہیں پر، کسی مقام پر اردو کے لفظ کو بدل نہیں سکتے، چھوٹے چھوٹے لفظ ہیں تبرک لسانیات ہے یہ اردو نے کہا تبرک معنی آپ بدل دیجئے اردو نے کہا جو تبرک کے معنی ہیں وہی رہیں گے اب اسی معنی میں استعمال ہوگا جیسے کہ کل پرسوں کہا جیسے کہا عَلَم تو عَلَم اردو نے کہا تابوت تو تابوت اردو نے کہا تعزیہ تو تعزیہ معنی نہیں بدل سکتے اردو نے کہا روضہ تو روضہ اردو نے کہا ضریح تو ضریح یعنی آپ معنی نہیں

لے کر چلے چلو سقیفہ وہ اُدھر گئے علیؑ نے اپنا کام کیا کوئی جھگڑا وگڑا نہیں ہے سیدھی سی بات ہے کیوں یہ شیرہ کیوں جو کچھ ہوا سی دکان میں ہو جھگڑا باہر نہ جائے ایک لفظ کے گرد سب لپٹ گئے، یقین کریں خود قرآن کہتا ہے اِدھر محمدؐ کی آنکھیں بند ہوئیں الٹے پاؤں تم اپنے پُرانے دین پر واپس جاؤ گے، موسیٰؑ کی قوم واپس گئی، عیسیٰؑ کی قوم واپس گئی ہر پیغمبر کی قوم واپس گئی ہمارا پیغمبرؐ سارے انبیاء کا سرتاج تھا، ہمارے نبیؐ کی کامیابی یہ تھی کہ ایک آدمی بھی کافر نہ ہونے پائے، بعدِ محمدؐ ایک لفظ خلیفہ رکھ کر سب کو مدینے میں ہی روکے رکھا، تیاریاں تھیں فتحِ مکہ میں سارے بُت ہندوستان پہنچا دیئے گئے اونٹوں پہ لاد لاد کے تاریخِ فرشتہ میں پڑھ لیجئے گا محمد قاسم فرشتہ نے لکھا اور بھی کتابوں میں لکھا ہے اونٹوں پہ لاد کے سب قبیلے والوں نے بُت ہندوستان پہنچا دیئے اس میں منات تھا، منات اس بڑے قبیلے کا بُت جب ہندوستان آیا سوم کہتے ہیں مندر کو جہاں منات کو رکھا گیا سومنات وہ ان کا بُت ہے پھر لے کے گیا وہ ادھر ہی پھر افغانستان نے ہندوستان کو واپس کر دیا یعنی بتوں سے دلچسپی دیکھی آپ نے اِدھر آ رہا ہے اُدھر جا رہا ہے آ رہا ہے جا رہا ہے اب تک ہے وہ لٹکا ہوا ہے، ہوا میں معلّق ہے، ہیرے کی آنکھیں ہیں اس کی، بہت ہی قیمتی بُت تھا تو ابوسفیان نے خط بھیج کر ہندوستان کے راجہ کو لکھا تھا کہ جب ہم محمدؐ سے عرب کو چھین لیں گے پھر لا کے کعبے میں رکھیں گے، پلان سمجھ گئے تھے آپ تو ہمارا نبیؐ سیاستِ الٰہیہ کا نمائندہ ہے اُس نے کہا تو سہی جو تم بتوں سے بیزار نہ ہو جاؤ تمہیں یاد بھی نہیں رہے گا کہ یہ بُت واپس لانے ہیں ایسا بے زار کروایا علیؑ نے بتوں سے کہ آج عرب والوں کی اولادیں پتھر کو چومتے ڈرتی ہیں، کعبے میں کعبے کی دیوار کو چھوؤ کعبے کے پردے کو نہ چھوؤ، ضریح کو نہ چھوؤ یہ بدعت، وہ بدعت ڈرنے لگے پتھر سے کیسا ڈرایا علیؑ

نے خوفزدہ ہو گئے، ڈرتے ہیں اچھا ہم کیوں ڈریں نہ دل میں چور نہ ہمارا کوئی بُت تھا نہ ہم نے کہیں بُت چھپایا نہ ہمارا ارادہ تھا بُت لانے کا تو ہم چاہیں تابوت چھوئیں، تعزیہ چھوئیں، منبر کو چومیں، عَلَم کو چومیں ہمیں کیا خوف ہے کہ بدعت ہو جائے گی جن کے دلوں میں چور ہے وہ چھوتے ہوئے ڈرتے ہیں کہیں بت پرستی نہ ہو جائے، جہاں شک وشبہ ہوتا ہے وہیں دوری ہوتی ہے یہاں شک وشبہ ایمان میں نہیں ہے اس لیے ہم کیوں ڈریں ہمارا تو ایک فلسفہ ہے تعزیت سے تعزیہ، جنازے کی شبیہ تابوت ہے اس میں بُت پرستی کہاں، خاکِ شفاء کی سجدہ گاہوں میں بُت پرستی کہاں سب کا ایک فلسفہ تو علیؑ نے پچیس برس میں لغتِ عرب کو وہ وسعت دے دی کہ اب قرآن سمجھنا مشکل نہ رہا علیؑ کے سوا کوئی نہیں سمجھا سکتا تھا اس لیے ابراہیمؑ نے کعبے کو پکڑ کر دعا کی تھی کہ آخرین میں ایک علیؑ چاہیے مجھے اِدھر کی دنیا اُدھر ہو جائے اس آیت سے علیؑ کا نام کوئی نکال نہیں سکتا پچاسویں آیت سورۂ مریم کی آیت میں علیؑ لکھا ہوا ہے ابراہیمؑ نے کہا اللہ نے کہا ہاں علیؑ دے دیا ہم نے تمہیں کیوں علیؑ کیوں موسیٰؑ نے دعا کی تھی

وَاَخِیْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِیَ رِدْاً یُّصَدِّقُنِیْٓ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنَ (سورۂ قصص آیت ۳۴)

''اور میرے بھائی ہارون مجھ سے زیادہ فصیح اللسان ہے، اُسے میرے ساتھ مددگار بنا کر بھیج دے، وہ میری تصدیق کرے گا''۔

پروردگار تبلیغ میں میرا مددگار میرے بھائی کو بنا اس لیے کہ وہ مجھ سے زیادہ فصیح زبان بولتا ہے تبلیغ میں زبان بڑی اہمیت رکھتی ہے اور فصیح یہ ہے کہ بات منہ سے نکل جائے اور اثر ہو جائے اس لیے ابراہیمؑ کو معلوم تھا کہ ہمارے اس دین کو قیامت تک محمدؐ کے ذریعے جانا ہے اس لیے ہمارے لیے محمدؐ کا مددگار جیسے موسیٰؑ کا

محمدؐ جو زبان بولتے تھے وہ علیؑ کی ماں کی زبان تھی، محمدؐ کی مادری زبان فاطمہ بنتِ اسد کی زبان تھی، غور کیا آپ نے ماں سے زبان لیتا ہے بچہ تو قدرت نے اس زبان کو پسند کرلیا جو ہاجرہؑ بولیں، قدرت نے اس زبان کو پسند کرلیا جو فاطمہؑ بنتِ اسد بولیں کتنی بڑی فضیلت ہے بعدِ ہاجرہؑ فاطمہؑ بنتِ اسد کی کہ پورا قرآن فاطمہؑ بنتِ اسد کی زبان میں آیا آپ کہیں گے کیسے صرف اسی کی زبان میں قرآن آ سکتا تھا جس سے اللہ باتیں کرے، آپ کہیں گے کہ باتیں تو پیغمبر جب چالیس برس کے ہوئے تو شروع کیں، اللہ کی باتیں انسان سے غارِ حرا میں شروع ہوئیں جب پیغمبر چالیس برس کے ہوئے اور اگر میں قرآن میں دکھا دوں کہ اللہ پہلے سے باتیں کرتا ہے اور میں یہ کیوں کہوں کہ موسیٰؑ سے باتیں کیں، عیسیٰؑ سے باتیں کیں، ابراہیمؑ سے باتیں کیں یہ سب آپ کو معلوم ہے کہ پیغمبروں سے تو اللہ باتیں کرتا ہے نہیں اللہ باتیں کرتا ہے اَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰی ہم نے مادرِ موسیٰؑ پر وحی کی، ہم نے شہد کی مکھی پر وحی کی، جو اللہ مادرِ موسیٰ سے باتیں کرے، شہد کی مکھی سے باتیں کرے وہ فاطمہؑ بنتِ اسد سے باتیں نہیں کرے گا آپ کہیں گے دکھاؤ تو دیکھئے وہ گئیں خانۂ کعبہ میں رکنِ یمانی کے پاس، کوئی اور عورت جائے دیوار پھٹے تو بے ہوش ہو جائے فاطمہؑ بنتِ اسد کو کیسے پتہ کے دیوار شق ہو گی اور مجھے اس کے اندر جانا ہے، کسی کے گھر میں سِوا چور کے بِلا اجازت وہ لوگ نہیں جاتے جو اخلاقیات کے زیور سے آراستہ ہوتے ہیں بی بی تو دیوار پکڑ کر دعا مانگنے گئی تھیں دیوار جب شق ہوئی، دیوار شق ہونا حیران کُن بات ہے یا کسی کا یہ کہنا کہ آ جاؤ اب جس نے یہ کہا کہ اندر آ جاؤ تا کہ دیوار کو بند کریں اس نے فاطمہؑ بنتِ اسد سے باتیں کی ہیں اور آپ تو اس ایک بات کی بات کرتے ہیں بھئی میں تو ان باتوں کے بارے میں سوچا کرتا ہوں کہ تین دن اس کے گھر میں

نے خوفزدہ ہو گئے، ڈرتے ہیں اچھا ہم کیوں ڈریں نہ دل میں چور نہ ہمارا کوئی بُت تھا نہ ہم نے کہیں بت چھپایا نہ ہمارا ارادہ تھا بُت لانے کا تو ہم چاہیں تابوت چھوئیں، تعزیہ چھوئیں، منبر کو چومیں، علَم کو چومیں ہمیں کیا خوف ہے کہ بدعت ہو جائے گی جن کے دلوں میں چور ہے وہ چھوتے ہوئے ڈرتے ہیں کہیں بت پرستی نہ ہو جائے، جہاں شک وشبہ ہوتا ہے وہیں دوری ہوتی ہے یہاں شک وشبہ ایمان میں نہیں ہے اس لیے ہم کیوں ڈریں ہمارا تو ایک فلسفہ ہے تعزیت سے تعزیہ، جنازے کی شبیہ تابوت ہے اس میں بُت پرستی کہاں، خاکِ شفاء کی سجدہ گاہوں میں بت پرستی کہاں سب کا ایک فلسفہ تو علیؑ نے پچیس برس میں لغتِ عرب کو وہ وسعت دے دی کہ اب قرآن سمجھنا مشکل نہ رہا علیؑ کے سوا کوئی نہیں سمجھا سکتا تھا اس لیے ابراہیمؑ نے کعبے کو پکڑ کر دعا کی تھی کہ آخرین میں ایک علیؑ چاہیے مجھے اِدھر کی دنیا اُدھر ہو جائے اس آیت سے علیؑ کا نام کوئی نکال نہیں سکتا پچاسویں آیت سورۂ مریم کی آیت میں علیؑ لکھا ہوا ہے ابراہیمؑ نے کہا اللہ نے کہا ہاں علیؑ دے دیا ہم نے تمہیں کیوں علیؑ کیوں موسیٰؑ نے دعا کی تھی

وَاَخِیْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِیَ رِدْاً یُّصَدِّقُنِیْۤ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنَ (سورۂ قصص آیت ۳۴)

”اور میرے بھائی ہارون مجھ سے زیادہ فصیح اللسان ہے، اُسے میرے ساتھ مددگار بنا کر بھیج دے، وہ میری تصدیق کرے گا“۔

پروردگار تبلیغ میں میرا مددگار میرے بھائی کو بنا اس لیے کہ وہ مجھ سے زیادہ فصیح زبان بولتا ہے تبلیغ میں زبان بڑی اہمیت رکھتی ہے اور فصیح یہ ہے کہ بات منہ سے نکل جائے اور اثر ہو جائے اس لیے ابراہیمؑ کو معلوم تھا کہ ہمارے اس دین کو قیامت تک محمدؐ کے ذریعے جانا ہے اس لیے ہمارے لیے محمدؐ کا مددگار جیسے موسیٰؑ کا

ہارونؑ تھا ایسا ہی سچی زبان والا علیؑ ہوا اور قدرت نے عطا کر دیا کہ تبلیغ کی راہ میں ہم نے تمھیں ایک ایسی زبان دے دی جو سچ کے سوا کسی شے سے آشنا نہیں، قرآن جس کی زبان کی سچائی کی گواہی دے، وہ علیؑ جو بولے وہ علم بن جائے جو لفظ بول دیں وہ علم کا خزانہ بن جائے کیوں یہ علیؑ کیوں اس لیے کہ ابراہیمؑ یہ دعا مانگ رہے ہیں کہ زبانیں بنیں گی اور بگڑیں گی تو جہ زبانیں بنیں گی اور بگڑیں گی یاد رکھیے گا جس طرح دین و مال کی حفاظت آپ کرتے ہیں اس طرح پیغمبرؐ زبان کی حفاظت کرتے ہیں یہ بھی ایک شعبہ ہے لسانیات میں کہ زبان کا تحفظ کیسے کیا جاتا ہے مثالوں ہی سے بات سمجھائی جاتی ہے اگر خشک تقریر کی تو آپ کی سمجھ میں بات نہیں آئے گی، میر انیسؔ جس محلے میں رہتے تھے، جہاں ان کا گھر تھا اس کے آس پاس جتنی گلیاں تھیں شاہراہ تک اس گلی میں جس میں وہ رہتے تھے نہ کوئی سودے والا آ سکتا تھا، نہ کوئی پھیری لگانے والا آ سکتا تھا، نہ اس گھر میں اخبار آ سکتا تھا یہ پابندی کیوں تھی، ہمارے گھر کے بچوں کی زبان خراب ہو جائے گی اس لیے کہ یہ زبان جب بولتی ہے تو مدحِ حسینؑ لکھتی ہے، کوئی غلط لفظ زبان پہ نہ چڑھ جائے یہ مثال دی ہے میں نے اسی طرح عربی زبان جو ہے وہ آپ کو معلوم ہے کہ کیسے بنی۔ ابراہیمؑ عبرانی زبان بولتے تھے مصر کے بادشاہ کی بیٹی ہاجرہ تھی ہاجرہ کی زبان نبطی زبان تھی ماں اور باپ کی زبان جب ملی تو عربی بنی عبرانی اور نبطی مل کر عربی بنی یہ زبان اسماعیلؑ بولتے تھے کچھ لفظ باپ کے کچھ ماں کے اب جو زبان بچہ بولا اس ریگ زار میں جہاں نہ درخت نہ سایہ نہ پانی نہ انسان ایک انسان بول رہا ہے زبان اور ماں سمجھ رہی ہے۔ زبان کا تعلق بیٹے سے ہوتا ہے یا ماں سے ہوتا ہے بس وہیں سے اصطلاح آفی چونکہ دنیا کی سب سے بڑی پیغمبرانہ زبان کے موجد اسماعیلؑ تھے اور یہ زبان ہاجرہ کی گود میں سیکھی

تھی اس لیے محاورہ بنا ''مادری زبان''، زبان کا تعلق ہجرت سے ہوتا ہے اس لیے کہ کائنات کی پہلی خاتون جس کا نام ہی ہاجرہؑ پڑ گیا، ہجرت ہزاروں انسانوں نے کی ہوگی لیکن کسی کا نام مہاجر ہے نہ ہاجرہ یعنی جس نے خدا کی راہ میں ہجرت کی، اپنے گھر کو، اپنے ملک کو، اپنے محل کو چھوڑا وہ ہاجرہ بن گئی، جو زبان دے دے وہ زبان اب مادری زبان ہو جائے تو اب طے ہے کہ دنیا کی عدالتیں، توجہ دنیا کی تمام عدالتیں، ہر ملک کی عدالت یہ کہے کہ بیٹے کو باپ کی وراثت ملتی ہے، بیٹے کو وراثت باپ سے ملتی ہے لیکن اگر بیٹی پکار کر کہے مجھے اپنے باپ کی وراثت چاہیے تو بیٹی کو اس کا حصہ ملے گا پوری وراثت نہیں ملے گی واحد فقہ شیعہ ہے جو یہ کہتی ہے کہ باپ کی وراثت بیٹی پائے گی کیوں اس لیے کہ فاطمہؑ نے فدک مانگا اور نہیں دیا دربارِ خلافت نے کہ وراثت بیٹی نہیں پاتی تو اب بیٹی باپ سے وراثت میں کچھ نہ پائے لیکن دنیا کی ہر عدالت لکھتی ہے کہ بیٹے کو ماں سے وراثت ملتی ہے اب آپ نہ سمجھیں تو میں کیا کروں دولت نہ ملے ماں سے، کوئی عدالت زمین مکان کچھ بھی نہ دے رشتے داروں میں بٹ جائے لیکن زبان کو کیسے چھینے گی کہ تم نے ماں کی وراثت میں زبان کیسے لے لی اس لیے کہ دنیا کے ہر کاغذ میں اسکول کالج میں کائنات میں جہاں جاؤ پوچھا جاتا ہے مادری زبان، یہ ہاجرہؑ بی بی کا صدقہ ہے مادری زبان اب اگر آپ یہ بات سمجھ گئے تو اب پھر میں دہراؤں قدرت نے عربی کو اس لیے انتخاب کیا تھا کہ قرآن ہم اس لیے عربی میں نازل کریں گے کہ اس زبان کا تعلق ماں سے ہے، پیغمبرؐ کی ولادت سے پہلے، پیغمبرؐ کے والد وفات پا گئے تھے ماں نے وفات پائی جب پیغمبرؐ چھوٹے تھے اب پیغمبرؐ جس کی گود میں پلے گا وہی ''مادری زبان'' ہوگی اور وہی زبان بولے گا جو اس کی ماں بولتی ہے، علیؑ کی ماں فاطمہؑ بنتِ اسد کی گود میں محمدؐ نے پرورش پائی،

محمدؐ جو زبان بولتے تھے وہ علیؑ کی ماں کی زبان تھی، محمدؐ کی مادری زبان فاطمہ بنتِ اسد کی زبان تھی، غور کیا آپ نے ماں سے زبان لیتا ہے بچہ تو قدرت نے اس زبان کو پسند کر لیا جو ہاجرہؑ بولیں، قدرت نے اس زبان کو پسند کر لیا جو فاطمہؑ بنتِ اسد بولیں کتنی بڑی فضیلت ہے بعدِ ہاجرہؑ فاطمہؑ بنتِ اسد کی کہ پورا قرآن فاطمہؑ بنتِ اسد کی زبان میں آیا آپ کہیں گے کیسے صرف اسی کی زبان میں قرآن آ سکتا تھا جس سے اللہ باتیں کرے، آپ کہیں گے کہ باتیں تو پیغمبر جب چالیس برس کے ہوئے تو شروع کیں، اللہ کی باتیں انسان سے غارِ حرا میں شروع ہوئیں جب پیغمبر چالیس برس کے ہوئے اور اگر میں قرآن میں دکھا دوں کہ اللہ پہلے سے باتیں کرتا ہے اور میں یہ کیوں کہوں کہ موسیٰؑ سے باتیں کیں، عیسیٰؑ سے باتیں کیں، ابراہیمؑ سے باتیں کیں یہ سب آپ کو معلوم ہے کہ پیغمبروں سے تو اللہ باتیں کرتا ہے نہیں اللہ باتیں کرتا ہے اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰۤی اُمِّ مُوۡسٰۤی ہم نے مادرِ موسیٰؑ پر وحی کی، ہم نے شہد کی مکھی پر وحی کی، جو اللہ مادرِ موسیٰ سے باتیں کرے، شہد کی مکھی سے باتیں کرے وہ فاطمہؑ بنتِ اسد سے باتیں نہیں کرے گا آپ کہیں گے دکھاؤ تو دیکھئے وہ گئیں خانۂ کعبہ میں رکنِ یمانی کے پاس، کوئی اور عورت جائے دیوار پھٹے تو بے ہوش ہو جائے فاطمہؑ بنتِ اسد کو کیسے پتہ کے دیوار شق ہو گی اور مجھے اس کے اندر جانا ہے، کسی کے گھر میں سوا چور کے بِلا اجازت وہ لوگ نہیں جاتے جو اخلاقیات کے زیور سے آراستہ ہوتے ہیں بی بی تو دیوار پکڑ کر دعا مانگنے گئی تھیں دیوار جب شق ہوئی، دیوار شق ہونا حیران کُن بات ہے یا کسی کا یہ کہنا کہ آ جاؤ اب جس نے یہ کہا کہ اندر آ جاؤ تا کہ دیوار کو بند کریں اس نے فاطمہؑ بنتِ اسد سے باتیں کی ہیں اور آپ تو اس ایک بات کی بات کرتے ہیں بھئی میں تو ان باتوں کے بارے میں سوچا کرتا ہوں کہ تین دن اس کے گھر میں

فاطمہؑ بنتِ اسد رہیں کیا کیا باتیں ہوئیں ہوں گی ہوسکتا ہے باتیں ہوئیں ہوں کہ فاطمہؑ بنتِ اسد تم نے خوب ہمارے محبوب کو زبان سکھائی، تم نے خوب ہمارے حبیب کو لفظ سکھائے اب یہ تمہارا بچہ اس کی شرح کرے گا اس کو بھی خوب سکھانا یہ لسانیات کی باتیں ہوئیں ہوں گی اب یہ اور کیا باتیں ہوئیں ہوں گی، فاطمہؑ بنتِ اسد کو جنگیں کرنی نہیں ہیں، وحی کوئی سنانی نہیں ہے، کہیں اصلاح کوئی کرنا نہیں ہے بچہ پالنا ہے اور اسے زبان سکھانا ہے یہ کام پہلے کر رہی تھیں یہی کام پھر کرنا ہے تو لسانیات سے الگ ہٹ کر اللہ نے کیا باتیں کی ہوں گی اب آپ کے لیے بہت ہی دلچسپ اور یادگار جملہ، لسانیات کا تعلق عورت سے ہی ہوتا ہے ورنہ ابوطالبؑ کو بلا کر اللہ باتیں کرتا چونکہ زبان مادری ہوتی ہے اگر زبان پدری ہوتی تو ابوطالبؑ سے باتیں ہوتیں لسانیات پر اور یہ دنیا کی ہر زبان کی تاریخ جب آپ پڑھیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ زبان عورت بناتی ہے، یہ اردو زبان بہو بیگم شجاع الدولہ کی زوجہ جو بانی ہیں اس زبان کی جو آپ کے پاس ہے انہوں نے ایک پورا دفترِ اردو بنایا تھا فیض آباد میں، وہاں بڑے بڑے رجسٹر باہر رکھتے تھے ملازمین، بڑے بڑے شعراء تھے جن میں میر انیسؔ کے والد میر خلیقؔ، میر انیسؔ کے دادا میر حسنؔ اور ابھی آپ نے ماجد رضا سے سوز خوانی میں سلام سنا

"کہیں بانو" میں سیس نواؤں کہاں موراسیاں میکا بسار گئیو"

اس کے خالق پناہ علی افسردہؔ یہ داروغہ تھے بہو بیگم کے، یہ بہت بڑے شاعر ہیں، ان کے کئی ہزار اشعار ہیں، بے شمار مرثیے سلام اور نعتیں ابھی ان کا دیوان راجہ صاحب محمود آباد کے کتب خانے میں دریافت ہوا ہے پوربی میں بھی، اردو میں، فارسی میں، عربی میں بھی شعر کہے ہیں مختلف زبانوں میں شاعری کی ہے۔ ان سب کا کام یہ تھا کہ کنیزوں سے لے کر غلام تک اندر محل میں جب بھی کوئی نیا

لفظ زبان سے نکل جائے تو باہر وہ لفظ پہنچایا جاتا تھا رجسٹر میں لکھا یا جاتا تھا یوں اردو کی لغت بنی بازاری لفظ نہیں لفظ اندر سے آتا تھا، خاتونِ خانہ لفظ دیتی تھی تو وہ لکھا جاتا تھا کیوں اس لیے کہ زبان میں نرمی وہیں آئے گی کاش کہ اس مثال سے آپ فوراً سمجھ جاتے کہ مکّے میں اللہ نے ابراہیمؑ کو کیوں نہیں بھیجا، میں تو جھوم رہا ہوں آپ پتہ نہیں کہاں ہیں صرف حکم الٰہی یہ ہے کہ ہاجرہ جائیں اور بچہ جائے باپ یہیں فلسطین میں رہے۔ یہیں رہو تم بس چھوڑ کر ماں کو آ جانا ماں کو اور بیٹے کو چھوڑ کر آ جانا یعنی قدرت نگرانی کر رہی تھی اس لسانیات کی لغت کی جس میں قرآن آنا تھا، ماں لفظ بولے بیٹا لکھتا جائے اپنے قلب پر عربی بنتی جائے اور قرآن تک پہنچتی جائے اور یہ امانت ابوطالبؑ کے گھر تک پہنچ جائے۔ جب فاطمہؑ بنتِ اسد بولیں تو محمدؐ وہی زبان سیکھیں، عقیلؑ وہی زبان سیکھے، جعفرؑ وہی زبان سیکھیں، علیؑ وہی زبان سیکھیں اور زبان جب سیکھ لے اس ماں سے تو ایک ایک سمت جائیں، ایک ایک جائے، محمدؐ مکّے میں رہیں، علیؑ لڑائیوں میں جائیں کبھی خیبر میں، کبھی بدر میں، کبھی تبوک میں، کبھی وادیٔ رمل میں جائیں جہاں جائیں زبان بولتے جائیں زبان پھیلتی جائے، جعفرؑ حبش جائیں اسّی آدمیوں کی سرکردگی ذِتے کیوں ہے، جعفرؑ کی زبان اس نے پوچھا نجاشی نے کیا کہتا ہے تمہارا دین جعفرؑ سے پوچھا عیسیٰؑ کے بارے میں، تھے نہ اسّی آدمی بول دیتے کہہ دیتے نہیں بلکہ جعفرؑ نے کہا اے بادشاہ اب دیکھئے زبان میں کیسے فصاحت آتی ہے، مٹھاس اور شیرینی کیسے آتی ہے کوئی اور ہوتا تو بتا دیتا ہاں عیسیٰؑ پیغمبر ہیں اب کمال دیکھئے گا پوری حیاتِ عیسیٰؑ کو ایک جملے میں سمیٹا فصاحت اور بلاغت کے معنی یہ ہیں کہ طویل عبارت کو مختصر سے جملے میں سمیٹ دیا جائے اور کانوں کو اتنا اچھا لگے کہ خوشی کے آنسو نکل آئیں جو لفظ لا دے اب انیسؔ اور دبیرؔ کو سمجھئے گا بعد میں

سوچتے رہیے گا کہ میں نے کتنے گوشے آپ کے لیے چھوڑ دیے۔ ایک بار جعفرؑ نے کہا اے بادشاہ نجاشی عیسیٰؑ اللہ کا ایسا کلمہ تھے کہ جس کلمے کو اللہ نے کنواری مریمؑ پر القاء کیا تھا، ہزاروں برس میں اس جملے کی تشریح کروں تو حق ادا نہ ہو کیا کہنا کہ فاطمہؑ بنتِ اسد کے لال نے جو جملہ بولا اور جب یہ جملہ کہہ چکے تب سورۂ مریمؑ پڑھنا شروع کیا غور نہیں کیا آپ نے جعفرؑ نے اپنا جملہ کہہ کر پھر سورۂ مریم پڑھ کر بتایا قرآن سے زبان ملا لو قرآن کہے عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ یہ تم سے گستاخی کر رہا ہے تو ہم نے اس کا شجرہ بتا دیا قرآن نے کیا کہا دشمن پیغمبر کے بعد عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ اس سے پہلے پھر شجرہ بتایا کہ یہ ہے اس کا شجرہ جب قرآن اس کا شجرہ بتائے کہ یہ ہے اس کا شجرہ اور آیت یہ بتائے اور دربارِ شام میں معاویہ یوں کہہ دے کہ آئے ہو عقیل اگر یہ دولت چاہیے تو اتنی دیر سے یہ بٹ رہی ہے تمہیں لینا ہے تو لے لو، کہا کیوں یہ دولت بٹ رہی ہے، کہا جو علیؑ پہ لعنت (معاذ اللہ) کرتا ہے اسے ایک کشتی ملتی ہے اگر تم بھی منبر پر جا کر علیؑ کو بُرا کہو لعن کرو تو یہ دولت مل جائے گی، کہا اچھا منبر پر گئے، کہا اس نے مجھے حکم دیا عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ زبانِ قرآن یہ فاطمہ بنتِ اسد کی گود کا پلا ماہرِ لسانیات عقیل ہے، عقیل کہتے ہیں معاویہ نے مجھے حکم دیا کہ میں علیؑ پر لعنت کروں تو بس خدا اسی پر لعنت کرے یہ کہہ کر منبر سے اُتر آئے کہا کس پر لعنت کی میں تو سمجھا ہی نہیں تم نے تو بس اشارہ کر دیا کس پر کر دی عقیل کے علاوہ کون کہے گا یہ جملہ آیتِ قرآنی سے ملا لو جملہ کہا ئن پیغمبر نے کہا ہے کہ جب زبان سے لعنت نکل جاتی ہے تو جاتی وہیں ہے جو اس کا مستحق ہوتا ہے تجھے پریشانی کیا ہے عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ سورۂ نون والقلم میں آیت پڑھیے گا تیرھویں آیت کیا پریشانی ہے، کہا تیرے پاس کون ہے، کہا وہ فلاں، کہا وہ چڑی مار کا بیٹا اور کون

بیٹھا تھا، کہا وہ فلاں، کہا اچھا مکّے کے مشہور گرہ کٹ کا بیٹا اور کون بیٹھا تھا، کہا فلاں اچھا یہ وہ ہے جب پیدا ہوا تھا تو بارہ آدمی لڑ رہے تھے ولدیت کے لیے میرا بیٹا میرا بیٹا اب یہ وہ تھے جو بڑے بڑے وزراء تھے عقیل نے ایک ذرا سی جنبشِ لسان سے سارا بھرم کھول دیا اب آپ دیکھئے کہ کیا عالم ہوا ہوگا ظاہر ہے کہ دوستوں کی حالت کیا ہوگی تو اب چاہا کہ دوست اور میں برابر ہو جاؤں تو کہا عقیل کچھ میرے بارے میں بتاؤ، کہا تیرے بارے میں کہہ چکا ہوں بتا چکا ہوں، کہا مجھے یاد نہیں کہہ دو کچھ کہہ دو، کہا اچھا اب میں چلا حمامہ کو جانتا ہے اور یہ کہہ کر اٹھ کر چلے گئے اب یہ لسانیات کا کمال ہے کہ تجسّس میں چند جملوں سے چھوڑ دیا جائے، تجسّس ہوتا ہے تو ریسرچ ہوتی ہے جب ریسرچ ہوتی ہے تو لفظوں کے عقدے کھلتے ہیں عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ اے رسول ہم شجرہ اس کا بتا رہے ہیں، ہم بتا رہے ہیں کل یہ خود اپنا شجرہ بتائے گا عقیل چلے گئے گویا فاطمہ بنتِ اسد کا شیر شکار کو زخمی حالت میں چھوڑ کر چلا گیا حمامہ کون، کہا ماہرِ انساب کو بلاؤ جو ہمارا درباری ماہر انساب ہے کہا یہ حمامہ کے بارے میں جانتا ہے شجرے میں کچھ عرب کے، کہا ہاں امیر جانتا ہوں، کہا یہ عقیل نے اتنے طنز سے کیوں نام لیا، کہا جاں بخشی امیر میری زبان لڑکھڑا جائے گی، کہا بتا بھی دو اس لیے بتا دو کہ سب برابر ہو جائیں، کہا تیری دادی، کہا تو عقیل نے اتنا طنز کیوں کیا، کہا طنز اس لیے کیا کہ مکّے میں جو اپنے اپنے گھروں میں جھنڈے لگاتی تھیں، جھنڈا اشارہ تھا اب میں کیسے سمجھاؤں لسانیات کی گفتگو ہے آپ کو خود سمجھ جانا چاہیے ہر چیز کی شرح ہو جائے تو مزہ خراب ہو جاتا ہے، اس میں سے ایک تیری یہ دادی بھی تھیں، حمامہ کہتے ہیں فاختہ کو کبوتری کو، وہی سمجھے جو ماہرِ لسانیات بیٹھے ہیں ہمارے سامنے کم از کم ایک عشرے میں لسانیات کی پرکھ تو سمجھائی زبان کیا اور زبان کے لفظ کیا یعنی

صرف انسانوں کے لیے نہیں بلکہ اس گھرانے نے جانوروں کے لیے بھی لفظ مخصوص کر دیئے بتا دیا ہر گھر میں پلے ہوئے جانور اور پرندے تاریخ میں نہیں آیا اس گھر میں اگر پرندے بھی پل گئے تو لغت میں آ گئے، اس گھر میں جانور پل گئے تو لغت میں آ گئے ہو گئے شاہ بادشاہ لیکن لغتِ عرب میں جب لکھ دیا جائے ذوالجناح تو معنی نہیں بدل سکتے اب اس کے روحانی اور اندرونی اور باطنی معنی یہ ہوں دو پروں والا جناح پر کو کہتے ہیں ذول دو تو آپ تشریح کرتے رہیے دو پروں والا لفظ کے آگے یہ نہیں لکھا جائے گا دو پروں والا لغت میں لکھا جاتا ہے ذوالجناح حسینؑ کا گھوڑا معنی بدل دیئے آلِ محمدؐ نے لفظ کے، اس لیے کہ رسولؐ نے یہ نام اپنے مرکب کا رکھ دیا تھا اور ایک نہیں ایک گھوڑے کا نام عقاب، ایک گھوڑے کا نام میمون، ایک گھوڑے کا نام مرتجز اور یوں نام رکھے تھے کہ لفظ کے صوتی اثرات اور مرکب کی خوبیاں لفظ میں آ جائیں، مرتجز لفظ ہے رجز سے، رجز کہتے ہیں جب رجز کے ساتھ حرفِ میم یعنی مرتجز آ جائے تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں بادل کی گرج اور اس گرج میں بجلی کی کڑک جب یہ مرکب چلتا تھا میدانِ جنگ میں تو یوں چلتا تھا کہ جیسے لگتا تھا کہ بادل کا ٹکڑا گرجتا ہوا جا رہا ہے اور اتنی تیزی تھی اس کی چمک میں کہ لگتا تھا کہ بادل کے ٹکڑے میں بجلی چمکتی جا رہی ہے اور اس کی سفیدی اس کا سفید رنگ یوں لگتا کہ بادل کا ایک ٹکڑا لکۂ ابر جا رہا ہے۔ میمون چوں کہ سبز رنگ کا گھوڑا تھا اس لئے میمون یعنی برکت والا کہا گیا،

ذوالجناح رسولؐ اللہ کی سواری کے لئے خاص راہوار تھا۔ جب امام حسینؑ کے سامنے وہ آتا تھا تو آپ شفقت کی نگاہ سے بہت غور سے اُسے دیکھتے تھے، اس کو دیکھ کر امام حسینؑ کی آنکھوں میں آنسو بھر آتے تھے، ایک دن رسولؐ اللہ نے فرمایا "اے میرے پارۂ جگر تم اسے غور سے کیوں دیکھتے ہو، اے میرے نور

دیدہ تم ذوالجناح کو اتنا پیار کیوں کرتے ہو، آیا تمہارا جی اس پر سوار ہونے کو چاہتا ہے، امام حسینؑ نے عرض کیا، میں آپ کے اس گھوڑے کو بہت پیار کرتا ہوں اور میرا جی چاہتا ہے کہ میں اِس پر سوار ہوجاؤں اُس وقت حسینؑ چھ برس کے تھے، رسول اللہ نے فرمایا کہ اس گھوڑے کو لاؤ، یہ سُن کے ذوالجناح آہستہ آہستہ حسینؑ کے پاس آیا اور زمین پر ہاتھ اور پاؤں پھیلا کر بیٹھ گیا، گویا وہ بھی مشتاق تھا کہ دلبر زہراؑ مجھ پر سوار ہو، امام حسینؑ اُس پر سوار ہوے، سب اصحاب خوش ہو گئے مگر رسولؐ اللہ کچھ یاد کر کے رونے لگے اور اِس شدّت سے روئے کہ تمام ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی، تمام اصحاب یہ حال دیکھ کے حیران ہو کے پوچھنے لگے، یا رسولؐ اللہ اِس وقت رونے کا کیا سبب ہے یہ مقام تو خوشی کا ہے کہ آپ کا پارۂ جگر پہلے پہل گھوڑے پر سوار ہوا ہے، حضرت رسالت مآب رو کر بولے، آہ، میں حسینؑ کی مظلومیت پر روتا ہوں، میں دیکھ رہا ہوں کہ بعدِ قتلِ عزیز و انصار میرا فرزند حسینؑ تنہا تین دن کا پیاسا ظالموں کے نرغے میں فریاد کر رہا ہے، اور ہر طرف سے تیر و تلوار اور نیزے چل رہے ہیں، وہ زخموں سے چُور چُور ہو کر زمین پر گرنے والا ہے اور اُس وقت یہ ذوالجناح اِسی طرح زمین پر بیٹھ گیا ہے جیسا کہ اِس وقت تم نے دیکھا اور یہ میرا نورِ نظر زمین پر گر کر بے ہوش ہوگیا ہے، یہ حال سُن کر بزمِ رسولؐ میں سب رونے لگے، اس واقعے کے بعد ذوالجناح جب مدینے کے گھروں کے سامنے گزرتا تھا لوگ اس کا احترام کرتے تھے، جب حسینؑ کے گھر کے دروازے پر ذوالجناح آتا، حسینؑ ماں سے کہتے تھے اماں اس گھوڑے کو جَو کھانے کے لئے دیجیئے۔ حسینؑ نے ذوالجناح کے احترام کی بنیاد مدینے میں رکھ دی اور دنیا کو بتایا کہ اِس گھوڑے کا احترام اِس طرح کرنا چاہیے مدینے والے اس کا احترام کرتے ہیں۔ لیکن کیا احترام ہوا آپ کو معلوم ہے

چاروں طرف سے تیر برسے، کمندیں ڈالی گئیں اس لیے کہ وہ اپنے آقا کی حفاظت کر رہا تھا اور یوں ایک ایک تیر حسینؑ کے جسم سے نکالتا، حسینؑ کا طواف کرتا اور فکر ایک تھی کہ آخر وقت حسینؑ نے کہا تھا کہ اب تو ہی تو جا کر سکینہؑ کو بتائے گا، اب تو ہی تو جا کر زینبؑ کو بتائے گا، حسینؑ کا پیغامبر آخری ناصر دوڑتا ہوا خیمے کے پاس آیا اور آ کر بتایا...... کر کے بتایا پڑھ چکا کہ یہ آلِ محمدؐ جانوروں کی بولی بھی جانتے تھے قرآن میں ذکر آیا کہ یہ ان کی بولیاں سمجھتے تھے اور یہ جانتے تھے جانور کہ یہ ہماری بولی سمجھ رہے ہیں، ذوالجناح نے مرثیہ پڑھا بحارالانوار میں وہ مرثیہ موجود ہے جو ذوالجناح نے خبر دی ہے اپنی زبان میں کہ ہمارا آقا مارا گیا اور امامِ زمانہؑ نے زیارتِ ناحیہ میں اسی ذوالجناح کے اُس مرثیے کے پورے ٹکڑے کو بیان کیا کہ جب ذوالجناح آیا اور اس نے خبر دی کہ ہمارا سوار مارا گیا تو تمام بیبیاں یوں خیموں سے نکل آئیں جیسے جنت سے حوریں نکل آتیں ہیں اور ساری بیبیاں ذوالجناح سے لپٹ گئیں کسی نے گردن پہ ایال پہ ہاتھ رکھ دیئے، کسی نے اس کے سُموں کو پکڑ لیا بیبیاں لپٹ گئیں ذوالجناح کربلا میں پھر نظر نہ آیا، کہتے ہیں کہ چھپ گیا اور اب امامِ زمانہؑ کے پاس ہے، حسینؑ کا آخری ناصر غیب میں چلا گیا اسیر رہ گئے سب سامان لوٹا گیا ذوالجناح اپنی جان بچا کر ذوالفقار کو لے کر نکل گیا نہ ذوالفقار لوٹی گئی نہ ذوالجناح پہ قبضہ کر سکے ظالم لوگ لیکن اللہ اللہ گھر کی بیبیوں کو اسیر بنا لیا آپ نے دیکھا کہ گھر کی بیبیوں کو اسیر کر کے لے کر چلے تقریر یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ قید خانے میں قیدی گئے اور ایک رات وہ بچی روتے روتے قید خانے میں مر گئی اس بچی کا مرنا تھا کہ شام میں قیامت آ گئی، انقلاب آ گیا اور ایسا انقلاب آیا کہ شام کے لوگوں نے قصرِ یزید کو گھیر لیا اب ان کی روز کی صدائیں راتوں کو ہم سے نہیں سنی جاتیں، ہمیں راتوں کو

نیند نہیں آتی، ہمارے بچے نہیں سوتے، ہمارے گھر کی عورتیں نہیں سوتیں اس طرح فریاد کرتے ہیں یہ قیدی کس خطا اور جرم پر ان کو گرفتار کیا ہوا ہے اِدھر تو شہر میں انقلاب آیا اور راتوں کو اب خواب دیکھتا ہے کہ رسولؐ خدا کہتے ہیں یزید میرے بچوں کو چھوڑ دے میرے بچوں نے کیا خطا کی اور اُدھر ہند زوجۂ یزید کی اس کا یہ عالم کہ بار بار کہتی ہے مجھے کسی بی بی کے رونے کی صدا آتی ہے، قصر کی دیواروں سے میں کسی بی بی کی فریاد سنتی ہوں اور آخر وہ دن آیا کہ پریشان ہو کر فیصلہ کیا کہ قیدیوں کو آزاد کر دو تو سیدِ سجادؑ کو بلا بھیجا اب جو چلے قید خانے کے دروازے سے تو پھوپھی لپٹ گئی کہا میرے لال اکیلے نہ جانے دوں گی ظالم کا دربار دیکھ چکی ہوں، کہا پھوپھی اماں پریشان نہ ہوں سیدِ سجادؑ خیریت سے رہے گا حکمِ الٰہی یہی ہے میں جاتا ہوں دیکھ کر آتا ہوں اب جو سیدِ سجادؑ پہنچے تو حداد (لوہار) پہلے سے موجود تھا لوہار کو بلایا گیا تھا فوراً حکم ہوا کہ بیڑیاں کاٹ دو، ہتھکڑیاں کاٹ دو، خاردار طوق کاٹ دو، سارا لوہا جس کا وزن تمہارے چوتھے امام نے اٹھایا تھا اور سال قید خانے میں گزر گیا کہ اس وزن کو اٹھا اٹھا کر سوا ہڈیوں کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا، گوشت گل گیا تھا، آج وہ طوق کاٹا گیا، آج وہ ہتھکڑیاں کاٹی گئیں، آج وہ بیڑیاں کاٹی گئیں اور ایک بار وہاں بٹھایا جہاں تخت تھا، کہا کیا چاہتا ہے، کہا سیدِ سجادؑ ہم نے تمہیں آزاد کر دیا چاہو تو مدینے جاؤ اور یہاں رہنا چاہو تو یہاں رہو ہماری طرف سے آزادی ہے، کہا میں جواب نہیں دے سکتا جب تک میں اپنی پھوپھی سے نہ پوچھ لوں، سیّد سجادؑ واپس آئے، حضرت زینبؑ سے فرمایا کہا پھوپھی اماں حاکم نے ہمیں آزاد کر دیا مدینے چلیں گیں پھوپھی اماں، کہا بیٹا ابھی تیری پھوپھی نہ مدینے جائے گی نہ کربلا جائے گی اے میرے لعل ابھی تو بہن نے بھائی کا ماتم نہیں کیا ابھی یہاں سے زینبؑ کہیں

نہ جائے گی یزید سے کہو ایک مکان خالی کرادے ایک مکان خالی کرادیا گیا زینبؑ اس مکان میں آئیں اس مکان میں جاتے جاتے بتانا چاہتی ہیں کہ میں اپنے بھائی کا ماتم کر کے جاؤں گی، صفِ عزا بچھا کر جاؤں گی، بھائی کی فتح کی خبر ایک ایک ساکنِ شام کو سنا کر جاؤں گی جب وہاں پہنچ گئیں کہا فرش بچھایا جائے، کہا بیٹا اب یزید سے کہلاؤ کہ ہمارے تمام وارثوں کے سر بھجوادے اور ہمارا تمام لوٹا ہوا سامان بھجوادے، زینبؑ بی بی نے جب سارے سر آئے تو سر ایک جگہ رکھ دیئے اور کہا مجلس اور اس ماتم میں ایک ایک سر لایا جائے گویا شبیہوں کی بنیاد رکھ دی اس کے بعد بی بی نے تمام لٹی ہوئی چیزوں کو دیکھا علی اصغرؑ کا جھولا، علی اکبرؑ کی کمر کا پٹکا، پیراہنِ قاسمؑ، عمامۂ حسینؑ لیکن ساری چیزوں کو ہٹا کر حسینؑ کی مسند کو نکالا سب سے پہلے ایک بلند مقام پر اس کو بچھایا جب مسندِ حسینؑ بچھادی تو ایک بار ہاتھ باندھ کر آئیں کہا سیدِ سجادؑ اس مسند پر بیٹھ جاؤ حکم تھا پھوپھی کا بیٹھ گئے جب بیٹھ گئے تو کہا پھوپھی اماں آپ چاہتی کیا ہیں ہاتھ باندھ کر پھوپھی بھتیجے کے سامنے کھڑی ہو گئیں اور کہا سیدِ سجادؑ دنیا کا دستور ہے کہ جب باپ مارا جاتا ہے تو سارا زمانہ بیٹے کو پُرسہ دیتا ہے کہ تم یتیم ہو گئے تعزیت قبول کرو میرے لعلِ عصرِ عاشور کو تیرا باپ مارا گیا تُو یتیم ہو گیا تجھے کوئی پُرسہ نہ دے سکا ارے میں کیسے پُرسہ دیتی کہ میرے ہاتھ بندھ گئے اے میرے لعل آج ہاتھ کھلے ہیں پھوپھی کی طرف سے پُرسہ قبول کر واے سیدِ سجادؑ میں تعزیت ادا کرتی ہوں، رِقّت کا غُل اٹھا بیبیوں میں، رِقّت کا غُل اٹھا پھر سر آنا شروع ہوئے حسینؑ کا سر آیا، عباسؑ کا سر آیا، علی اکبرؑ کا سر آیا، قاسمؑ کا سر آیا، عونؑ و محمدؑ کے سر آئے ایک ایک بی بی نے ایک ایک سر اٹھالیا اُمِ لیلیٰ کی گود میں علی اکبرؑ کا سر تھا، اُمِ فروا کی گود میں قاسمؑ کا سر تھا، شہزادی زینبؑ کی گود میں حسینؑ کا سر تھا، شہزادی اُمِ کلثومؑ کی گود میں عباسؑ کا

سر تھا دو ننھے سر رکھے تھے تو شام کی عورتوں نے پکار کر کہا کیا ان بچوں کی ماں نہیں کیا اِن بچّوں کی ماں مر گئی آواز آئی ماں تو ہے لیکن بھائی کا ماتم کرے گی زینبؑ ہائے حسینا وائے حسینؑ (چہلم کی رات ہے دو چار جملے اور تا کہ کل کی مجلس کا ربط میں دے سکوں)۔ سات دن بہن نے بھائی کا ماتم کیا کہتے ہیں ایسا ماتم کیا کہ شام کی زمین ہلنے لگی اور شام کی کوئی عورت ایسی نہیں تھی جو زینبؑ کی مجلس میں نہ آئی ہو اور سب نے ماتم کیا، سب نے حسینؑ پر بین کیے سات دن ہو گئے زینبؑ نے کہا سیدِ سجادؑ پہلے میں کربلا جاؤں گی کربلا سے ہو کر مدینے جاؤں گی یزید سے کہہ دو سواری بھیج دے، عماریاں آئیں زینبؑ باہر آئیں دیکھا واپس ہو گئیں کہا بیٹا میں بھائی کی سوگوار ہوں یہ زرق برق پردے عماریوں سے ہٹائے جائیں یہ مخمل کے پردے ہٹائے جائیں سیاہ پردے ڈالے جائیں میں تو ماتم دار بن کر کربلا جارہی ہوں کالے پردے پڑے عماریوں پر، کہتے ہیں ہزاروں عورتیں شہزادی کو الوداع کہنے آئیں لیکن یوں آئیں چھوٹے چھوٹے بچے گودیوں میں تھے اور شہزادی پر نظر تھی جب شہزادی باہر آ گئیں چاروں طرف قناتیں لگی تھیں کہ حسینؑ کے گھر کی بیبیاں سوار ہو رہی ہیں اب مرد کوئی نظر نہیں آتا تھا، دور دور تک عورتوں کا ایک سمندر تھا عماری آتی جاتی تھی زینبؑ بازو پکڑ کر سوار کرتی تھیں آؤ اُمِ فرواؑ قاسمؑ تو نہیں زینبؑ سوار کرے، آؤ اُمِ لیلیٰؑ اکبرؑ تو نہیں میں بازو پکڑ کر بٹھا دوں، آؤ اُمِ کلثومؑ میں سوار کروں، آؤ رُبابہ میں سوار کروں، آ جاؤ فضہ تجھ کو بھی میں سوار کروں، جب ساری بیبیوں کو عماری میں بٹھا دیا تو ایک بار داہنی جانب مڑیں بائیں جانب مڑیں بے اختیار کہا بھابی اُمِ رباب نظر نہیں آتیں تو شام کی عورتوں نے کہا کہ جب ہم آپ کو الوداع کہنے آرہے تھے تو ایک بی بی کو زنداں کے دروازے سے لپٹ کر روتے دیکھا بس سمجھ گئیں جنابِ زینبؑ آہستہ آہستہ

قدم اٹھاتی ہوئی زنداں کے دروازے کے پاس پہنچیں زنداں کا دروازہ بند تھا لیکن بی بی لپٹی ہوئی دروازے سے ایک ننھی سی قبر کو زنداں کے اندھیرے میں دیکھ رہی تھیں جا کر شانے پہ ہاتھ رکھا کہ بھابی سواریاں تیار ہیں قافلہ جاتا ہے اب چلو رو کر کہا شہزادی میں کیا کروں میری گود اُجڑ گئی ارے میری بچی سکینہ قید خانے میں اکیلی ہے مجھے یہیں چھوڑ دو بہت سمجھایا کہا رباب چل کر اپنے والی کی قبر پہ ماتم کرنا ابھی علی اصغرؑ کی بھی تو قبر بنانی ہے ربابؑ کربلا نہیں چلو گی، کہا آپ کہتی ہیں تو چلتی ہوں لے کر آئیں بڑی محبت سے اپنی عماری میں بٹھایا جب زینبؑ بھی عماری میں بیٹھ گئیں جب ناقہ آگے بڑھنے لگا تو ایک بار پردے کو الٹ کر شام کی عورتوں سے کہا شام کی رہنے والیوں تمہارے بچے سلامت رہیں، تمہاری گودیاں آباد رہیں حسینؑ نے ایک بچی ہم کو دی تھی ہم نے بڑی حفاظت کی اس کی قبر اندھیرے قید خانے میں ہے، اے شام کی رہنے والیوں اندھیرے زنداں میں اگر یاد آئے تو شام کو ایک چراغ روز جلانا میری سکینہؑ اکیلی ہے روتی ہوئی چلیں قافلہ چلا کہتا جاتا تھا ہائے حسینا وائے حسینؑ ماتم حسینؑ۔

دسویں مجلس

علیؑ لسانِ صدق ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

ساری تعریف اللہ کے لئے درود و سلام محمدؐ و آل محمدؐ پر

عشرۂ چہلم کی دسویں مجلس آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں، بانیٔ عزا کی طرف سے آپ حضرات کی تشریف آوری کا شکریہ، شہزادیٔ کونین اس کا اجر آپ کو عطا فرمائیں گی، تمام وہ حضرات جنہوں نے انتظام میں حصہ لیا اور اسد جہاں اور ماجد رضا اور ان کے برادران کا شکریہ اور انجمن ذوالجناح سنگت کی جانب سے ذوالجناح جو لے کر آئے وہ حضرات ان سب کا شکریہ اور آپ کا شکریہ۔ معصومین کا علم لسانیات ہمارا موضوع تھا گفتگو کر رہے تھے آخر میں مختصر اپنے موضوع کے سلسلے میں کچھ عرض کر دوں کہ یہ موضوع جیسا کہ عرض کیا گیا کہ دنیا کے ہر علم کی بنیاد زبان ہے، حرف ہیں، لفظ ہیں جب تک انسان کو لکھنا اور بولنا نہ آئے وہ دنیا کا کوئی کام نہیں کر سکتا گویا یہ موضوع اپنی حدود میں ایک اہم ترین موضوع تھا جس پر ہم نے گفتگو کی ظاہر ہے کہ ہر نبی انسانوں کو بتانے، سکھانے اور سمجھانے کے لیے آیا اور اس کے لیے ظاہر ہے کہ زبان چاہیے اور زبان کے لیے لفظ چاہیے تو اللہ نے ہر نبی کو اپنے وقت کا مبلّغ بنایا اور اس کو لفظوں کا خزانہ عطا کیا تا کہ وہ اپنی باتوں کو جب بھی کہنا چاہے تو ایسا نہ ہو کہ اس کے پاس لفظوں

کی کمی ہو جائے اور وہ بات کو واضح نہ کر سکے اس لیے ہر نبی کی زبان پر اس نے لاکھوں لفظ جاری کر دیئے اور یہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء تھے جنہوں نے انسانوں کو بولنا سکھایا آج ہم یہ کہتے ہیں کہ ہر نبی پر وحی آئی، کتابیں آئیں، صحیفے آئے جنابِ داؤدؑ پر کتاب آئی، حضرت موسیٰؑ پر کتاب آئی، جناب عیسیٰؑ پر کتاب آئی اور دوسرے پیغمبروں پر چھوٹے صحیفے آئے، آیتیں آئیں تو جب لفظ نہیں تھے اس وقت کیا وحی آئی ہوگی تو جنابِ ادریسؑ پر سب سے پہلے یہ حروفِ تہجی نازل ہوئے یہ پہلی وحی ہے جو حروف کی شکل میں نازل ہوئی اور جنابِ ادریسؑ پر، الف، ب، پ، ت، ٹ، ث، ج یہ سارے حروف نازل ہوئے یہی ان کا صحیفہ ہے یعنی آج جسے آپ بغدادی قاعدہ کہتے ہیں اور جو بچے کو بطور پہلی کتاب پڑھایا جاتا ہے یہ صحیفۂ ادریسؑ ہے، یہ حضرتِ ادریسؑ کا صحیفہ سب سے پہلے پڑھایا جاتا ہے اور انہوں نے ہی پہلی بار ان حروف کو اپنے مخرج سے ادا کیا، وہ حروف کے موجد ہیں اور سب سے پہلے حروف کو لکھنے والے بھی وہی ہیں اس سے پہلے حروف لکھے نہیں جاتے تھے، حروف کی شکل نہیں تھی تو پتہ چلا کہ حروف کی شکل بھی اللہ نے نبی پر اتاری تو اب یہ کہنا کہ حرف انسان نے ایجاد کیا یہ اس کے بس کی بات کہاں تھی جب تک کہ اُدھر سے وحی نہ آئے، آدمؑ کے دور میں کوئی امت نہیں تھی آدمؑ پہ کیا صورت تھی حروف کی آدمؑ کے لیے کیا تحریر تھی، کیا تقریر تھی عروہ بن زُبیر سے روایت ہے کہ حضرت آدمؑ نے وفات سے تین سو سال قبل اپنی اولاد کی ہر شاخ کے لئے ایک خط ایجاد کر کے اُن تختیوں پر تحریر کر دیا تھا۔ یہ لغتِ عرب تھی وہ طوفانِ نوحؑ میں غرق ہو کر غائب ہوگئی تھی۔ جب حضرت اسماعیلؑ کو نبوت عطا ہوئی ایک شب خواب میں انھوں نے دیکھا کہ کوہِ ابوقبیس میں ایک خزانہ دفن ہے۔ جب بیدار ہوئے تو صبح کو کوہِ ابوقبیس میں وہ

صحیفہ (لغت) تلاش کر کے اُسے نکالا اُس نادر نقوش میں الفاظ تحریر تھے، جبریل امیں نے آکر عجائباتِ خط اور زبانِ لغت سے حضرت اسماعیلؑ کو آگاہ کیا۔ اس صحیفے میں عربی، سُریانی، ہندی، عبری، یونانی، معقلی، خطائی کوفی، ہیشی، الفاظ اور رسم الخط تحریر تھے۔ عبداللہ ابنِ عباس بھی یہی کہتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت اسماعیلؑ نے رسم الخط اور لغت کی ایجاد کی تھی۔

حضرتِ شعیبؑ کے زمانے میں قوم مدیَن میں چھ اشخاص گذرے ہیں ابجد، ہوّز، حُطّی، کلمن، سعفص، قرشت اُن کے نام تھے۔ انھیں کے نام سے یہ حروف لکھے گئے اور دو لفظوں کا اضافہ کیا ثخذّ اور ضظغ

ایک روایت یہ بھی ہے کہ ابجد، ہوّز، حُطّی، کلمن، سعفص، قرشت اُن چھ دِنوں کے نام ہیں جن دِنوں میں اللہ نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ (سورۂ اعراف آیت ۵۴) ''تحقیق، تمہارا پروردگار اللہ ہے جس نے آسمان و زمین چھ دِنوں میں خلق کئے، پھر وہ عرش پر جلوہ فرما ہوا'' یہ آیت قرآن میں سات مرتبہ نازل ہوئی ہے۔

حضرتِ ادریسؑ حضرتِ آدمؑ کے پوتے ہیں انہوں نے ہی تحریر بھی دی، تقریر بھی دی، سب سے پہلے اوزار و ہتھیار بھی انہوں نے ہی بنائے، سب سے پہلے لباس سینا بھی انہوں نے سکھایا، پہننا بھی انہوں نے سکھایا، سب سے پہلے روٹی انہوں نے ہی ایجاد کی، کھانے بھی انہوں نے ایجاد کیے، انسان کے رہن سہن کے طریقے، مکان بنانے کا طریقہ، سڑکیں بنانے کا طریقہ، سواریوں کا طریقہ سب ادریسؑ نے سکھایا اسی لیے اللہ نے قرآن میں کہا ہم نے ان کو اتنا بلند کیا کہ جو شعورِ علمی عطا کر رہا ہے انسانوں کو اس کو بلند کر کے چوتھے آسمان پر اللہ لے گیا

اور وہ زندہ ہیں ان کی وفات اب تک نہیں ہوئی، آسمان پر زندہ ہیں اب ظاہر ہے کہ زندہ گئے اور اپنی مرضی سے وہاں ٹھہرے اللہ نے ان کو چوتھے آسمان تک معراج دی تھی کہ لاؤ لا کر اس دنیا کی انہیں سیر کراؤ تو ان کو دکھایا گیا وہاں مکانات دکھائے گئے جب ان کا اپنا مکان آیا تو اسی میں بیٹھ گئے اور جبرئیلؑ سے کہا جنت میں آکے بھی کوئی جاتا ہے اب ہم یہاں سے نہیں جائیں گے ہم یہیں رہیں گے تو ملائکہ نے اللہ سے کہا کہ ادریسؑ تو جانے کو ہی نہیں تیار ہوتے یہ تو یہاں ٹھہر گئے ہیں اللہ نے کہا بس جب ان کی مرضی ہے ٹھہرنے کی تو ان کو ٹھہرا رہنے دو ہم زبردستی یہاں سے ان کو نہیں نکالیں گے تو دادا کو جنت سے نکالا گیا تھا پوتے نے اپنا حق لے لیا یعنی اللہ نے وہ الفاظ واپس لے لیے کہ ہم یہاں سے نہیں نکالیں گے تو اب نہیں نکالیں گے تم ٹھہر تو گئے ہو یہاں کرو گے کیا، مرنے کے بعد جو لوگ آتے ہیں ان کا کچھ کام ہے تم تو آئے ہو زندہ یوں خالی تو نہیں بیٹھے رہنا ہے جب تک کہ محشر نہ ہو جائے اس وقت تک تو اب فیصلے رُک رہے ہیں اب تم خالی بیٹھے بیٹھے کیا کرو گے تو جو کام تم وہاں کرتے تھے، جو تمہارا پیشہ تھا وہی کرو تو چونکہ ادریس کا خطاب ہے خیاط الانبیاء انبیاء کے پہلے درزی، خیاط ہو تو اللہ نے کہا وہ جو جنت میں سب آئیں گے ان کے لباس سیو، ان کے خلعت تیار کرو تو جنّت میں وہ لباس سیتے ہیں، جنتیوں کے کپڑے سی رہے ہیں تو اب اس سے اندازہ کیجئے آٹھ دس ہزار برس سے وہ کپڑے سی رہے ہیں ظاہر ہے کہ اکیلا آدمی دس ہزار برس میں کتنے لباس بنائے گا تو اس سے اندازہ کیجئے کتنے جنتی ہوں گے لیکن اب بات یہ ہوتی ہے کہ کوئی بھی فنکار آج کی دنیا میں جب کوئی فن کا موجد ہوتا ہے اس کو اس وقت تک تسلی و تشفّی نہیں ہوتی جب تک کہ وہ اپنے فن کا ظہور نہ دیکھ لے یہ بات کوئی ضروری نہیں کہ میں تفصیل سے آپ کو سناؤں بعض

باتیں آپ سے آپ سمجھ آ جانی چاہئیں۔ جب آپ درزی کے یہاں جاتے ہیں کپڑا دے کر آتے ہیں تو وہ آپ کو دو تاریخیں دیتا ہے ایک رسید پہ تاریخ ہوتی ہے اور ایک زبانی تاریخ ہوتی ہے، رسید پہ تاریخ ہوتی ہے کہ فلاں تاریخ کو اپنی شیروانی یا سوٹ لے جایئے گا لیکن بیچ میں ایک تاریخ ہوتی ہے کہ آ جایئے گا کاہے کے لیے آ جایئے گا تاکہ پہنا کر دیکھ لیں کہ فٹ ہے، بیچ میں بلاتا ہے نا درزی تو جب تک کہ وہ مطمئن نہیں ہو جاتا کہ جس کے لیے لباس سِیا ہے اس کے جسم پر فٹ بھی ہے یا نہیں، لباس چھوٹا ہو جائے، ڈھیلا ہو جائے، خراب ہو جائے تو کتنا بے ڈھنگا لگے گا اس لیے ہر فنکار پہلے دیکھ لینا چاہتا ہے کہ میرا فن کامل ہے یا نہیں، اتنے ہزار برس سے کپڑے سی رہے تھے شاید اللہ سے کہا ہو کہ میں کیوں سیئے جاؤں کیوں سیئے جاؤں پہننے والا تو ہو میں پہنا کر تو دیکھوں کہ جنتیوں کے اوپر یہ لباس صحیح بھی آتا ہے کہ نہیں، اللہ نے کہا بھئی پہلے تو یہ لباس جا نہیں سکتا، جنّت کا لباس وہاں نہیں جائے گا اور تم یہ چاہتے ہو کہ پہنا کر دیکھ لو تو ہر جنتی ابھی تو پہن نہیں سکتا ہاں جو جنّت کے سردار ہیں ان کا لباس جائے گا، اب سمجھ میں آیا کہ حسنؑ حسینؑ کے لیے کپڑے کیوں آئے تھے بے قرار تھے ادریسؑ، آپ سمجھ رہے ہیں کہ حسنؑ اور حسینؑ نے کپڑے منگائیں ہیں ادریسؑ کی لاج رکھی تھی، زہراؑ ہے تو یہ جو کپڑے سی رہا تھا اس کا پیشہ تھا انبیاء کے کپڑے سینا، اس کی ڈیوٹی جنّت میں لگی کہ کپڑے سیو وہی ہے حرفوں کا موجد تو کیسے نہ اس نے چاہا ہوگا کہ یہ حرف جو میں نے مٹی کی تختیوں پر لکھنا شروع کیا تھا اور اب جو یہ ابجد کا آغاز ہوا تھا اس کا جو انجام ہوا ہے میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ کس منزل تک لسانیات کا علم پہنچا تو دریچوں کو وا کیا اللہ نے اور کہا ادریس سے کہ مسجدِ کوفہ کی طرف دیکھو، آواز آ رہی تھی سلونی سلونی کیا مسرت ہوئی ہوگی ادریسؑ کو جب سلونی کی صدا ادریسؑ کے

کانوں سے ٹکرائی مجھ سے پوچھو، کائنات میں کوئی نہ کہہ سکا کہ سلونی، قیامت تک کی باتیں بتادیں جیسے میں زمین کے راستوں سے واقف ہوں اسی طرح آسمان کے راستوں سے واقف ہوں تو وہ جس کی زبان سچی، جس زبان کو ابراہیمؑ نے مانگا لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا وہ علیؑ جو سچی زبان کا مالک ہے جہاں لسانایت کی معراج ہوئی تو ان کے اجداد نے اس راستے کو بنایا تھا، ادریسؑ سے بات شروع ہوئی تھی، ہاجرہؑ نے اس زبان کو مادری زبان بنا کر آلِ اسماعیلؑ کو عطا کر دیا، اسماعیلؑ کی اولاد نے اس زبان کو ارتقاء دیا یہاں تک کہ غالب ولوئی وکنانہ اور مضر اس منزل تک پہنچے کہ جہاں زبان پوری دنیا میں سب سے بلند نظر آتی تھی، ہر ایک یہی دیکھتا تھا کہ یہ دنیا کی سب سے بڑی اور ترقی یافتہ زبان ہے جو اولادِ اسماعیلؑ بولتے ہیں اور ضرورت تھی کہ دھیرے دھیرے وہ سب کچھ بنتا جائے کہ جس چیز کی محمدؐ کو اور علیؑ کو ضرورت پڑنے والی تھی اور ان کی امت کو جن لفظوں کی ضرورت ہے تاکہ بنیاد پڑتی جائے لفظوں کی تاکہ استعمال کرنے کے لیے لغت میں کمی نہ ہو، چونکہ لغت کو اتنی وسعت دی ہے آلِ اسماعیلؑ نے، ہاجرہؑ کی اولاد نے کہ آج جو اِن کی پیروی میں چل رہے ہیں بنی ہاشم کی پیروی کرتے ہیں جملہ بہت قیمتی ہے جو بنی ہاشم کی پیروی کرتے ہیں ان کی لغت اتنی وسیع ہوتی ہے اتنی وسیع لغت ہے ان کے پاس کہ کہیں بھی ان کو کشکول ہاتھ میں لے کر لفظوں کے لیے بھیک نہیں مانگنی پڑی بلکہ وہ خود اتنے سخی ہیں کہ لفظوں کے خزانے حسینؑ کے چاہنے والے مجلسِ عزاء سے لُٹا دیتے ہیں کہ لغتیں بن جاتیں ہیں، دنیا کی کتابیں تیار ہو جاتیں ہیں اب ظاہر ہے کہ آج آخری مجلس ہے اور اندازہ ہو رہا ہے کہ موضوع میں بہت کچھ رہ گیا ہے ظاہر ہے کہ میرے لیے مجبوری ہوتی ہے کہ مجلس میری کسی بھی موضوع پر ہو منبر پر بیٹھنے کے بعد شروع ہوتی ہے اس سے پہلے مجھے

نہیں پتہ ہوتا کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں، میں قسمیہ آپ کو بتا رہا ہوں دس دن مجھ کو نہیں معلوم تھا کہ مجھے کیا بولنا ہے جب میں منبر پر آتا ہوں تو موضوع شروع ہوتا ہے تو اب اس وقت یہ اندازہ ہوا کہ دس مجلسوں کے بعد بھی دس مجلس کا میٹر رہ گیا، ابھی بھی مجھے علم ہوا کہ موضوع پورا نہیں ہو سکا اور جب شروع کیا تھا تو سوچ رہا تھا کہ کیا بولوں گا یہ ہے اس مدینۃ العلم کی بارگاہ کا معجزہ جس نے انہیں مانا وہ پھر کوتاہیِ لسان کا شکوہ نہیں کر سکتا، کوئی بھی ہو جس کی زبان پر علیؑ کی مدح آ گئی اس کے لیے لفظوں کی کمی نہیں ہوتی اور یہ واحد بارگاہ ہے کہ جہاں یہ عالم ہوتا ہے کہ غیر ملکی بھی آ جائے تو اس کی وہ محنت اور کام اس کو کرنا ہے دنیا کا مشکل ترین کام آسان ہے، لوگ لفظ ڈھونڈتے ہیں، لوگوں کے یہاں کتابیں چھپتی ہیں تقریر کا فن، اچھے مقرر بنیے، لوگوں کے یہاں انسٹیٹیوٹ ہیں شاعری کیسے کی جائے، لحن سے کیسے پڑھا جائے، آپ کے یہاں نہ کوئی انسٹیٹیوٹ، نہ کالج کچھ بھی نہیں بس اس بزم میں آ کر بچہ بیٹھا سوز خواں بھی بنا، سلام خواں بھی بنا، مرثیہ خواں بھی بنا، شاعر بھی بنا، مقرر بھی بنا اب اس کے پاس زبان کا خزانہ آ گیا یعنی یہ اگر ساری مجلسیں، سارے سلام مرثیے صرف آوازیں جمع کی جائیں اور ان کے لفظ گنے جائیں کروڑوں عربوں لفظ بولے جا چکے حسینؑ کے لیے، دنیا کی کسی ہستی کے لیے اتنے کروڑوں لفظ نہ بولے گئے یہ تو ایک جگہ کی بات کر رہا ہوں ایک ملک، ایک شہر اگر تمام دنیا کے شہروں کے لوگوں کے الفاظ گنے جائیں تو میں دُور کیوں جاؤں میں اپنی سنا دوں آپ کو کہ میری جو سوا گھنٹے کی تقریر ہوتی ہے جب وہ کاغذ پہ لکھی گئی تو لکھنے والے نے کہا کہ آپ کے لفظ گن لیں تو سوا گھنٹے میں آپ کتنے لفظ بولتے ہیں وہ لکھے ہوئے ہیں میرے پاس اس میں گنتی کے ساتھ نشان لگا کر گنا تو ستائیس ہزار لفظ میں بولتا ہوں سوا گھنٹے میں، ایک ایک لفظ کاغذ پہ گنا ہوا ہے

میرا کہ سوا گھنٹے میں ستائیس ہزار لفظ میں بولتا ہوں تو ایک جاہلِ مطلق کے ستائیس ہزار لفظ بارگاہِ حسینؑ میں بغیر کسی لغت کی مدد کے آئے تو اگر ساری دنیا کے ذاکرِ حسینؑ، سارے مرثیہ خواں، سارے شاعروں کے لفظ ایک ایک گھنٹے کے جوڑے جائیں تو گنتی ختم ہو جائے اور حسینؑ کی مدح کے لفظ نہیں ختم ہوں گے تو حسینی لسانیات ایک الگ لسانیات ہے جو دنیا کی ہر زبان پر حاوی ہے، حسینیؑ لغت کچھ اور ہے غیر ملکی بھی آئے تو اس کو مل جاتا ہے ایک اسکالر ۱۸۰۲ میں بھیجا گیا تھا برطانیہ سے کہ وہ الفاظ جو ہندوستان میں انگریزی کے ساتھ مل کر بن رہے ہیں ان کی ایک لغت بنا کر لاؤ تو وہ کلکتہ میں آ کر ایک ہوٹل میں ٹھہرا، لغت بنانے آیا تھا، میں حسینیت کا آپ کو معجزہ بتا رہا ہوں وہ آیا تھا لغت بنانے، انگریزی میں کتاب لکھ رہا تھا جانے اس کی لغت کا کیا نام تھا ایک دن ہوٹل کے ایک کمرے میں جہاں ٹھہرا تھا اس کے کانوں میں ایک شور کی آواز آئی تو وہ باہر آیا تو اس نے دیکھا بہت سارے انگریز لڑکے سینے پہ ہاتھ مار کر زور زور سے کہہ رہے ہیں یا حابسن، جابسن، جابسن حابسن حابسن، جابسن تو اس نے پوچھا کہ یہ کیا ہے تو انگریز لڑکوں نے بتایا کہ ہم یہیں پیدا ہوئے ہیں ہندوستان میں، ہیں تو انگریز لیکن یہاں ہندوستانی آج کی رات ماتم کرتے ہیں تو ہم بھی ماتم کر رہے ہیں تو اس نے کہا کہتے کیا ہو، اس نے کہا یہ نبیؐ کے دونواسے ہیں حسنؑ حسینؑ تو ہم حسنؑ حسینؑ کہہ رہے ہیں، اپنی زبان میں ماتم کر رہے ہیں، آج شبِ عاشور ہے سبھی نے جلوس نکالا ہے تو ہم نے بھی نکالا ہے تو ہم اپنی زبان میں کہہ رہے ہیں حابسن جابسن کمرے میں آیا اور اس نے اس لغت کا نام رکھا حابسن اینڈ جابسن نیچے بریکٹ میں لکھا ہوا ہے حسنؑ اینڈ حسینؑ، نبی کے دونواسوں کے نام پر یہ لغت میں لکھ رہا ہوں۔

اس کتاب کا پس منظر یہ ہے کہ سولہویں صدی سے لے کر اٹھارہویں صدی تک مختلف قومیں (ڈچ، پرتگیز، فرانسیسی اور انگریز وغیرہ) تجارت کی غرض سے ہندوستان آئے، یہاں رہے بسے، کچھ علاقوں پر قبضہ کے سلسلے میں آپس میں لڑے بھی، بالآخر ایسٹ انڈیا کمپنی کے ذریعے انگریز تقریباً پورے برصغیر پر قابض ہو گئے۔ اس کتاب کے مصنفین کرنل ہنری یول اور اے سی برنل نے یہاں پر ہونے والے مختلف تہوار، رسموں، رواج اور دیگر تقریبات کو حروفِ تہجی کے اعتبار سے قلم بند کیا۔ کتاب بڑی محنت شاقہ سے لکھی گئی ہے اور مختلف قوموں اور ان کی زبانوں میں بلحاظ سن عیسوی حوالہ دے کر اُن الفاظ کو اُنہی کی زبان میں نقل کیا ہے کہ اُنہوں نے یہ دو لفظ حسنؑ اور حسینؑ کیسے سُنے، ان کے تاثرات کیا تھے۔ زیادہ تر لفظ ہابسن جابسن ہی کتاب میں ملتا ہے۔

یہ ایک مقامی تہواری جوش و خروش ہے جسے ہم تعزیت کہہ سکتے ہیں مگر یہ صرف محرم کے مہینے میں ہوتا ہے۔ یہ محاورہ بہت پیچیدہ معنوں میں سمجھ میں آتا ہے۔ اینگلو انڈین کی ایک ثقافت اس میں پوشیدہ ہے۔ یعنی بڑے لوگوں میں بھی ملتی ہے ہم نے جرات کر کے چند لفظوں میں بیان کیا ہے خاص طور پر یہ ہندوستانی سپاہیوں اور ان کے ماحول میں اس کی ابتدا ہوئی یہ ہماری سوچ اور سمجھ میں بڑی دیر سے آئی۔ میرے دوست میجر جان ٹراٹر نے مجھے بتایا کہ اُس نے بار بار برطانوی فوج کے سپاہیوں کو یہ الفاظ کہتے سنا جن میں اکثریت کا تعلق پنجاب سے تھا اور میری رجمنٹ (رسالہ) کا ایک منشی بھی بار بار یہ کہتا تھا۔ مسلمانوں کا اثر اینگلو انڈین کی اچھی خاصی تعداد پر تھا جو محرم میں اپنی چھاتیوں (سینوں) کو محرم کے جلوس میں یہ کہتے ہوئے پیٹتے تھے یا حسینؑ، یا حسینؑ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ شیعہ حضرات میں یہ سب سے زیادہ تھا

کیونکہ یہاں کی زیادہ تر آبادی سنی تھی لیکن یہاں ہم کچھ غیر یقینی بات بھی بیان کرنا چاہیں گے جو ایک ذمہ دار فرد یا ادارے کی ہے۔

عوام الناس بالخصوص یہاں کی عورتیں حسنؑ اور حسینؑ سے بہت عقیدت رکھتی ہیں۔ یہ عقیدت محمد اور اُن کے خلفاء سے زیادہ ہے۔ ان دونوں امامین کی برسی پر تعزیہ بنانا سارے ہندوستان میں عام رواج ہے، حد یہ ہے کہ مخالفین بھی اس کے خلاف بول نہیں سکتے، یہ مثال بہت سے ہندوؤں خاص کر مرہٹوں میں بھی بہت پائی جاتی ہے۔ محرم پورے دکن اور مالوہ میں منایا جاتا ہے اور بہ نسبت دوسرے مقامات کے یہاں جوش وخروش زیادہ ہوتا ہے۔ اس موقعہ پر بڑے بلکہ تمام شہروں میں عالی شان تیاریاں کی جاتی ہیں۔ یہ غم سے زیادہ خوشی کا تہوار لگتا ہے، مگر ماتم ہوتا ہے، یہ اقدام اتنا اہم ہے کہ مسلمان اسے رسولؐ خدا کی خوشنودی تصور تو کیا اس پر یقین رکھتے ہیں یہ بات لوگوں کے ذہنوں میں مضبوطی سے قائم ہو چکی ہے کہ اگر اُنہوں نے ایسا نہ کیا تو مسئلہ بن جائے گا۔ (راوی میر شہامت علی) ادبی نکتہ نگاہ سے ہمیں کوئی جواز نہیں ملتا کہ ہم کوئی مثال دے سکیں اُن کی جو اس میں بھرپور حصہ لیتے ہیں کہ وہ ''واحسینؑ اور شاہ حسینؑ'' کیوں کہتے ہیں۔ ۱۶۳۰ء میں یہ لوگ ۹ دن بالکل دیوانے سے رہتے ہیں نہ داڑھی مونڈتے ہیں، نہ کنگھی کرتے ہیں نہ خوشی کا کوئی اظہار کرتے ہیں، بس ایک ہی صدا لگاتے ہیں حسنؑ حسینؑ، ان کی عقیدت کا یہ حال ہے کہ بعض بعض تو محرم کا پورا مہینہ یہی کرتے رہتے ہیں۔

فرانسیسی کتابوں کے حوالے سے جن میں حسنؑ اور حسینؑ لکھا ہے، ۱۶۷۳ء تک اپنے دو عظیم سرداروں کو پورے دس دن یاد کرتے ہیں۔ ان تہواروں کے سلسلے میں کچھ اور لوگوں کو بھی باقاعدہ لائسنس دے دیئے گئے جو تلواروں سے آپس

میں لڑتے تھے۔ اس آزادی کا فائدہ اُٹھا کر وہ صرف حُسَے حُسَے ہی کہتے تھے کوئی پرانی دشمنی یا رقابت ظاہر کرنے کے لیے کبھی نہیں منع کیا گیا اور یہ اب اُن کی عبادت بن گئی تھی کہ نئے بادشاہ نے تلوار اور ننگے جسم پر اسے مارنے پر پابندی لگا دی۔ ۱۷۱۰ء میں وہ ساسین ساسین کہتے تھے، بلکہ لحن سے پڑھتے تھے۔

۱۷۲۰ء میں ان دلکش مصروفیات میں مسلمانوں کا تہوار آیا تو وہ جوسین جوسین کہتے تھے۔ اس کا بہتر نام محرم تھا۔ ۱۷۲۶ء محرم ماتم کا موسم ہوتا ہے حسنؑ اور حسینؑ دو بھائیوں کی یاد میں عربی میں اسے عاشور کہتے ہیں۔ مگر ہالینڈ والے اسے جیک سم بیک سم نام دیتے ہیں۔ ۱۷۶۳ء آج چودہ نومبر ہے اور حسین اور جاسین کے قتل کی یادگار منانے کا موسم آ گیا ہے۔

۱۷۷۳ء یہ افریقی مسلمان اپنے جلوس اور تہواروں سے غافل نہیں رہتے، خاص کر جب حَسن حَسن کرنے کے دن آتے ہیں۔

۱۸۲۹ء کاغذ کے بنے خوبصورت ڈبے سے (تعزیہ) برآمد ہوتے ہیں مگر شرکاء جو شور مچاتے ہیں تو ہابسن جابسن کی آواز سنائی دیتی ہے۔

۱۸۳۰ء حسینؑ، حسنؑ منانے کی رسم کی طرف لوگ اتنی توجہ نہیں دیتے۔

۱۸۳۲ء یہ لوگ آگ جلاتے ہیں لمبے لمبے گڑھوں میں اِس تہوار میں ہر شام بچے اور بوڑھے جوان سبھی اپنا روحانی نذرانہ یوں پیش کرتے ہیں ہاتھوں میں ڈنڈے یا تلواریں لیئے آگ کے پار کودتے ہیں یا اُن کے گرد دوڑتے اور انگاروں سے کھیلتے ہیں اس دوران وہ یا علیؑ یا علیؑ، شاہ حسینؑ شاہ حسینؑ بار بار کہتے رہتے ہیں، یا دولھا دولھا دوست ہے ہمارے ہاں رہیو رہیو یہ دو لفظ تقریباً ہر کوئی سو مرتبہ دہراتا ہے اور اپنا پورا زور لگا کر (راوی جعفر شریف)

۱۸۸۳ء ایک لمبا جلوس جس کے آگے پیچھے رضا کار ماتمی اور چھاتی کوٹنے والے

اپنی پوری آواز سے چلاتے تھے ہاؤ حسنؑ، ہاؤ حسن سینکڑوں ہاتھ جب چھاتیوں پر پڑتے ہیں تو عجب سی آواز نکلتی تھی لفظ کے آخری حرف یعنی ن پر ۱۹۰۲ء ہابسن جابسن تحریر مس اے گڈرچ کتاب کا نام اُنیسویں صدی اور مابعد۔

آپ نے دیکھا لفظ کے ذریعے حسینیت کا معجزہ اب یہ لغت آپ کے یہاں انجمن ترقیٔ اردو کراچی میں بابائے اردو روڈ جائیں اور یہاں نئی لائبیریری گلشن اقبال میں اسی روڈ پر جو یونیورسٹی روڈ ہے جب آپ آگے بڑھیں گے نیپا سے ادھر سے جب آپ جائیں گے اُلٹے ہاتھ سے یہ اسلامی آفس ہے اسلامیات کا اس کے پیچھے ترقیٔ اردو کا آفس ہے اور وہاں وہ کتاب رکھی ہے جا کر دیکھ لیجئے حسنؑ اور حسینؑ لغت کا نام ہے لغت کا نام، کیا معلوم اسے کیا الہام ہوا تھا کہ لسانیات کا کوئی گہرا تعلق حسنؑ حسینؑ سے ہے، ایک انگریز کو یہ بات معلوم ہے اور مسلمانوں کو نہیں معلوم تو یہی ایک احسان حسنؑ اور حسینؑ کا کیا کم ہے کہ جو زبان آج پورا ملک بول رہا ہے یہ حسینیت کی دین ہے، یہ حسینیت کا تحفہ ہے، یہ حسینیت کی عطا ہے آج کہاں علمی بحثوں میں مسلمان جائیں گے کہ جس طرح اردو حسینیت نے عطا کی ہے اسی طرح حسینیت کے عطا کردہ خاندان کے اجداد نے عربی زبان عطا کی تھی، ہر زبان پر ان ہی گھرانوں کا احسان ہے، بنی ہاشم کے خاندان کے افراد کے ہی احسان عربی پر بھی ہیں اور فارسی پر بھی اور دیگر زبانوں پر بھی بحث ہو سکتی ہے کہ حسینیت کیسے کیسے، کہاں کہاں اور اس خاندان کے اثرات کہاں کہاں تک پہنچے، یہ حسینؑ ہیں، حسینؑ کے باپ علیؑ ہیں، علیؑ کے باپ ابو طالبؑ ہیں، ابو طالبؑ کے باپ عبدالمطلبؑ ہیں، عبدالمطلبؑ کے باپ ہاشمؑ، ہاشمؑ کے باپ عبدِ منافؑ ہیں، عبدِ منافؑ کے باپ قصیٰؑ اور قصیٰؑ کے باپ جنابِ کلابؑ ہیں کتنی پشتیں گنوادیں اب گن لیں حسینؑ کے باپ علیؑ، علیؑ کے

ان کے باپ عبدالمطلبؑ ان کے باپ ہاشمؑ ان کے باپ عبد منافؑ ان کے باپ قصیؑ ان کے باپ کلابؑ آٹھ پشتیں تو گنا دیں تھیں دو منٹ میں آٹھویں پشت پہلے نبیؐ کے جد حضورؐ کے سگڑ دادا ان کا نام ہے کلاب یہ فنِ خطابت کے موجد ہیں یہ عرب میں فنِ خطابت کے موجد ہیں اور آج آپ خطیب سے سنتے ہیں، ذاکروں سے شیعہ ہوں یا سنّی وہ کہتا ہے کہ اما بعد یہ اما بعد کا لفظ جنابِ کلابؑ کی ایجاد ہے صدیاں گزر گئیں مگر اما بعد کہے بغیر خطیب اپنی بات کا آغاز نہیں کرتا، وہ جب خط لکھتے تھے تو تحریر اما بعد سے شروع کرتے تھے، جب تقریر کرتے تب یہی لفظ کہتے، جانے کیا معنی ہیں اس کے، کیسے یہ لفظ یہاں تک پہنچا، کیا اس کی روح ہے لیکن کلاب کا لفظ اب تک چلا آ رہا ہے یہ علیؑ کے سگڑ دادا کا لفظ اب تک چلا آ رہا ہے کوئی اس کو بدل نہیں سکا، اس کی جگہ کوئی دوسرا لفظ نہیں لا سکا، یہی تھے جو پکار کر جب تقریر کرتے اما بعد کے بعد کہتے سنو، سمجھو، غور کرو، فکر کرو یہاں سے اپنی تقریر کا آغاز کرتے اور اس میں وہ اخلاقیات بیان کرتے، توحید کا تذکرہ ہوتا اور زبان پر ان کو اتنا عبور تھا، لفظیات اور لسانیات کے اتنے ماہر تھے کہ سب سے پہلے پوری دنیا میں مہینوں کے نام عرب میں رکھے گئے اس کا تعلق بھی لسانیات سے ہے، جب آپ کہتے ہیں جنوری، فروری، مارچ، اپریل یہ تو بہت بعد میں نام آئے، بادشاہوں کے نام پر نام رکھے گئے، موسموں کے نام پر نام رکھے گئے لیکن عربوں نے پہلے نام رکھے اور آج آپ کے پاس جو مہینوں کے نام ہیں یہ جنابِ کلابؑ نے نام رکھے ہیں، یاد ہے نا آٹھویں پشت سگڑ دادا علیؑ کے بھی اور ہمارے حضورؐ کے بھی سب سے پہلے انھوں نے نام رکھا سال کے پہلے مہینے کا محرم، پھر نام رکھا صفر اس کے بعد نام رکھا ربیع الاوّل، ربیع الثانی، جمادی الاوّل جمادی الثانی، رجب، شعبان، رمضان، شوال، ذی القعد، ذی الحجہ، اور

پھر محرّم کتنی آسانی سے آپ یہ مہینوں کے نام لیتے ہیں، کلینڈروں میں چھاپتے ہیں کاش ہماری لغت یہ بھی تو بتائے کہ علیؑ کے پردادا نے یہ نام رکھے کیوں تھے، محرّم، محرّم کا لفظ ہے حرام سے چوں کہ سال کا پہلا مہینہ عربوں نے اعلان کیا تھا کہ اس مہینے میں ہم کوئی جنگ نہیں کریں گے اس لیے ہم لڑائی کو اس مہینے میں حرام قرار دیتے ہیں اس لیے یہ مہینہ محرّم ہے یعنی احترام والا مہینہ ہے جب لڑائی حرام ہو جائے تو مہینہ محرّم احترام والا ہو گیا محرّم کے معنی احترام بھی ہیں حرام بھی ہیں اب یہ عربی کی اصطلاح ہے کلابؑ نے کہا تھا کہ یہ محرّم ہے، کلابؑ نے کہا تھا کہ لڑائی حرام ہے حرام کا لفظ شریعت کا لفظ ہے جب اسلام کی شریعت آئی تو حلال اور حرام بنا پتہ چلا بنی ہاشم میں حلال و حرام پہلے سے آ رہا تھا شریعت نہیں تھی اور حلال و حرام تھا تو جہاں حلال و حرام ہوگا وہاں نکاح ضرور ہوگا، وہاں جائز نسل ضرور ہوگی اور یہی تھے کلابؑ جو اعلان کرتے رہتے تھے کہ بغیرِ عقد عورت نہ لانا، یہ بنی ہاشم تھے جو بار بار کہتے تھے عربوں سے اور انہیں ضد تھی تو ایک نسل محفوظ رہ گئی کہ رسولؐ نے فخر سے کہا کہ ہمارے باپ نے، دادا نے پردادا نے، سب نے اپنی اپنی بیبیوں سے نکاح کیے، کافی تھا رسولؐ کا یہ کہہ دینا کہ ہماری دادیاں، پردادیاں، نانیاں سب نکاح میں آئیں، حدیث کافی تھی اگلا جملہ کہا کہ تمام عرب نکاح سے نہیں پیدا ہوئے یہ کہہ کر حضورؐ نے لسانیات میں دونوں چیزیں رکھ دیں ایک تولاّ ہے دوسرے تبرّہ ہے اور پیغمبرؐ کی ہر حدیث کے دو رخ ہوتے ہیں کبھی پیغمبرؐ نے تنہا تولاّ کی بات کی ہی نہیں پتہ چلا شریعتِ اسلامی کامل نہیں ہوتی اس لیے کہ سب سے پہلے اسلام کا آغاز ہوتا ہے لا الہ سے بات شروع ہو جاتی ہے کلمے میں پہلے تبرّہ ہے بعد میں تولاّ یعنی اللہ تعالیٰ کے یہاں جو آرڈرز آتے ہیں اس میں تبرّہ پہلے ہوتا ہے نبیؐ نے ذرا سا اس کو نرمی برتی

فصاحت کے ساتھ کہ کل علَم دوں گا مرد کو کرار کو اس کے بعد کہا وہ نہ بھاگنے والا ہو گا یہ بعد میں کہا تو پیغمبرؐ کی ہر حدیث میں آپ دیکھیں کُلِ ایمان جارہا ہے پہلے تولا کوئی حدیث آپ پیغمبرؐ کی پڑھیں لسانیات کی کسوٹی پہ پرکھیں آپ لسانیات اس کو یہ بھی ایک موضوع ہے اگر صرف اسی موضوع پر بولا جائے کہ حدیثوں کو لسانیات کی کسوٹی پر پرکھا جائے ایک عشرہ ہو جائے کُلِ ایمان جارہا ہے یہ تولا ہے کُلِ کفر کے مقابل یہ تبرّہ ہے آپ کہیں گے اس میں کیا تبرّہ آپ نے غور نہیں کیا یعنی یہ کُلِ ایمان ہے اس کے مقابل جو آئے گا وہ کُلِ کفر ہو گا جب بھی آئے صفّین میں آئے، نہروان میں آئے، جمل میں آئے یہ کُلِ ایمان رہے گا کُلِ ایمان کے مقابل کُلِ کفر رہے گا تو اب اگر میں حدیثیں پڑھنے لگوں لسانیات پہ تو اسی پہ گفتگو ہو جائے تو میں جنابِ کلاب کی گفتگو کر رہا تھا، موضوع سے تو میں نہیں ہٹا نا محرم یعنی لڑائی حرام ہے احترام والا مہینہ دادا نے کہا تھا کہ احترام والا مہینہ ہے تو آج ہر اسلامی فرقے میں سال کا پہلا مہینہ احترام کا کہلاتا ہے حسینؑ نے اسے اور محترم بنا دیا کہ دیکھوں کیا احترام ہو گا اس مہینے کا، سال کے پہلے مہینے کا، صفر کا لفظ عربی میں صفراء، اظفر، زرد کو کہتے ہیں چونکہ صفر کے مہینے میں خزاں آتی تھی، پتّے زرد ہو جاتے تھے صفر کے معنی ہیں زردی اس لیے اس مہینے کا نام خزاں والا زردی والا مہینہ رکھ دیا کیا پتہ تھا دنیا کو کہ اسی کلابؑ کی نسل میں آنے والے کچھ اسیر جب شام آئیں گے تو اسلام پہ خزاں چھا جائے گی یہ صفر کا مہینہ محترم مہینے کے بعد خزاں کا اسلامی تاریخ میں خزاں کا مہینہ بن گیا نام انہوں نے رکھے تھے مہینے خود تاریخ بناتے چلے ذرا کلابؓ کی زبان کے معجزات دیکھئے۔ ربیع کہتے ہیں موسمِ بہار کو پہلی بہار کہا ربیع الاوّل دوسری بہار ربیع الثانی، دو بہاریں آئیں بعدِ محرم اور صفر ربیع الاوّل اور ربیع الثانی اس کے بعد کہا جمادی الاوّل اور جمادی

الثانی جماد الاماد یہ محاورہ تھا کہ پانی جم گیا ماد بمعنی پانی جم جانا جب پانی جم جاتا تو برف بن جاتا تھا یہ سردیوں کے دونوں مہینے تھے جب برف جم جاتی تو دو مہینے برف جمتی تو پہلے کو کہا یہ جمادی الاوّل، یہ جمادی الثانی چار مہینے یہ ہو گئے ربیع الاوّل، ربیع الثانی، جمادی الاوّل، جمادی الثانی۔ رجب رجب کا لفظ ہے ترجیب سے ترجیب کے معنی ہیں تعظیم اور تعظیم اس لیے لفظ کے معنی ہوئے کہ بیچ کی انگلی دو اِدھر دو اُدھر اس کو ترجیب کہتے ہیں اس انگلی کو ترجیب کہتے ہیں چونکہ یہ بیچ میں ہے رجب بھی سال کے بیچ میں ہے، پانچواں مہینہ ہے تو درمیانی مہینہ تھا اور ترجیب سے رجب کو لیا رجب کہتے ہیں اس نہر کو جو جنت کے درمیان میں بہہ رہی ہے جس کا پانی کوثر جیسا ہے، سلسبیل جیسا ہے تو اس کا نام رجب رکھ دیا کہ یہ درمیانی نہر ہے یہ تعظیم والا مہینہ ہے جتنے معنی رجب کے تھے وہ سارے قدرت نے کلابؑ کی اولاد کو عطا کر دیئے، اگر تعظیم والا مہینہ ہے تو اس سے بڑا تعظیم کا مہینہ کیا کہ چار آئمہ اس مہینے میں پیدا ہوئے اگر یہ درمیانی نہر ہے تو علم کی نہر، فضیلت کی نہر اس مہینے میں بہہ گئی کہ پانچویں امام پہلی کو پیدا ہوئے، تیسری کو نویں امام، پانچویں کو دسویں امام، تیرہ کو علیؑ آ گئے، چوبیس کو فتحِ خیبر ہوئی، ستائیس کو معراج ہوئی تو ترجیب کا مہینہ گویا رجب کا مہینہ بن گیا اس کے بعد جنابِ کلابؑ نے رجب کے بعد شعبان کا مہینہ رکھا، عربی میں شعبان کہتے ہیں کہ درخت میں کلیاں پھوٹنے لگیں اور شاخیں نکلنے لگیں کلی پھوٹنا یعنی درختوں میں کلیاں چٹکنے لگیں آپ نے غور کیا کلابؑ نے نام رکھا تھا رسولؐ کے گھر میں کلیاں چٹک گئیں تین شعبان کو حسینؑ آئے، پندرہ کو امامِ زمانہ آئے رجب شعبان اس کے بعد رمضان نام رکھا جنابِ کلابؑ نے رمضان رمض کہتے ہیں اس ریت کو جو دھوپ کی شدت سے جلنے لگے، جب سخت گرمی پڑتی اور عرب کی ریت جلنے لگتی

تھی آ گ نکلتی تھی اس میں سے اس لیے اس کا نام رمضان کر دیا وہ مہینہ جو جلتی
ہوئی ریت والا مہینہ تو اللہ نے اس میں روزے رکھوا دیئے، تپتی ہوئی ریت کی
طرح تم بھی کندن بن جاؤ، فاقہ کر کے، روزہ رکھ کے کندن بنایا انسان کو کہ اپنی
زکوٰۃ جسم کی نکالو، جس طرح ریت اپنی گرمی کو نکالتی ہے اس طرح تشبیہات بھی
اس کی بنتی گئیں اللہ نے کلابؒ کے رکھے ہوئے ناموں کو بدلا نہیں ورنہ رسول اللہ
پر وحی آنی چاہیے کہ مہینوں کے نام بھی بدل دو یہ کافروں کے زمانے کے رکھے
ہوئے نام ہیں اب اسلام کی شریعت آنے کے بعد دوسرے نام رکھے جائیں،
انسانوں کے نام محمدؐ نے بدلوائے تم اپنا یہ نام رکھو یہ غلط نام ہے تم اپنا یہ نام رکھو یہ
غلط نام ہے دادا کے رکھے ہوئے ناموں کو نہیں بدلا اس لیے کہ ایمان کی زبان
سے ادا ہوئے تھے اگر کفر کی زبان سے نکلتے تو اللہ بدلوا دیتا، کہا یہ رمضان ہے
اس کے بعد شوال، شالت عربی میں شالت کہتے ہیں اس وقت کو کہ جب تمام
عرب کی اونٹنیوں کو آثارِ ولادت ظاہر ہو جاتے اور بچے اونٹنیوں کے اسی ماہ میں
پیدا ہوتے گویا وہ عربوں کے لیے عید کا مہینہ بن گیا کہ ہمارے اونٹوں کی نسل
بڑھ گئی اس مہینے میں اس لیے اس کا نام شوال رکھ دیا، عربوں کی عید تھی اونٹ کی
نسل بڑھ جانا اللہ نے اسے مسلمانوں کے لیے عید بنا دیا آزمائش کے بعد عید کا
مہینہ ہو گیا شوال، ذی القعد، ذی القعد بھی کہتے ہیں احترام کو احترام بمعنی تعظیم تو
وہ مہینہ بھی تعظیم والا مہینہ بن گیا کچھ نہیں تھا اس مہینے میں لیکن جب ہمارے
آٹھویں امام امام علی رضاؑ کی ولادت ہو گئی اس مہینے ذی القعد میں تو احترام والا
مہینہ بن گیا اور اتفاق سے حج جب آیا تو بارہویں مہینے میں آیا تھا تو اس کا نام
ذی الحجہ پڑ گیا حج والا مہینہ یہ ذی القعد کے بعد آخری بارہواں مہینہ ہے کلابؒ
نے نام رکھے تھے اب لغت سے کوئی نہ یہ لفظ نکال سکتا ہے نہ ان کے معنی بدل

سکتا ہے، یہ حضورؐ کے دادا، یہ علیؑ کے دادا تو یہاں جب لفظ زبان سے نکل جائے تو اس کی تاریخ بنتی ہے، لسانیات میں تاریخ بن جاتی ہے ایک ہی لفظ تو کہہ دیا تھا خیبر میں پیغمبرؐ نے مظہر العجائب یعنی پوری لغت کی ساری توانائیوں کو سمیٹا تھا ایک لفظ میں کہ پوچھتے نہ پھرنا کہ علیؑ کیا ہے ایک لفظ دے رہا ہوں اور سمجھ جانا کہ علیؑ کیا ہے مظہر العجائب تو اب حدیث پر حیرانیاں بڑھتی جائیں۔ وہ عرب جنہوں نے قرآن سنا کہا قرآن ''عجبا'' قرآن کو عجب کہا گیا یا علیؑ کو عجب کہا گیا یعنی وہاں بھی عجائبات ہیں یہاں بھی عجائبات آج جیسے جیسے سائنس ترقی کرتی جاتی ہے انسان کی حیرتیں بڑھتی جاتی ہیں یعنی ہر آن آپ کے لیے تعجب ہے ٹی وی آیا آپ نے تعجب کیا، ٹیلی فون آیا آپ نے تعجب کیا، ریڈیو آیا آپ نے تعجب کیا، جہاز آیا آپ نے تعجب کیا جیسے جیسے چیزیں آتی گئیں آپ کا تعجب بڑھتا گیا، جب چیز پرانی ہوتی جاتی ہے تعجب ہٹتا جاتا ہے جب نئی آتی ہے تو تعجب بڑھتا ہے ہر آن تعجب بڑھ رہا ہے سائنس کی ترقیوں سے تو ایک لفظ میں سمیٹا کہ ہر چیز پر حیران ہونے والے انسان جب مڑ کر علیؑ کی طرف دیکھے گا تو ہر وہ چیز جس چیز پر قیامت تک حیران ہوگا اور مڑ کر دیکھے گا تو وہ پہلے سے علیؑ میں موجود تھی۔ اگر تو یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ چند لمحوں میں انسان کیسے اوپر جاتا ہے تو نبیؐ کو بلایا تھا تو گیا لیکن علیؑ کو بلایا نہیں تھا کہیں نہیں ملتا قرآن میں، حدیث میں کہ ملک آیا کہ علیؑ تم کو بھی چلنا ہے لیکن یہ پوچھا گیا پیغمبرؐ سے کہ اللہ سے باتیں بھی ہوئیں، کہا ہاں باتیں ہوئیں پردے کے پیچھے وہ میں ادھر تھا اب یہ پیغمبرؐ کے الفاظ ہیں کہا کس زبان میں باتیں ہوئیں اب مسئلہ یہی رہ گیا تھا دس دن سے کہ نبیؐ کی زبان، یہ آدمؑ کی زبان یہ ادریسؑ کی زبان، یہ نوحؑ کی زبان، یہ ابراہیمؑ کی زبان، یہ موسیٰؑ کی زبان، یہ یعقوبؑ کی زبان، یہ پیغمبرؐ کی زبان یہی مسئلہ آخر میں رہ گیا تھا کہ اللہ کی زبان کیا

ہے، تقریر ختم ہوگئی اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ دس دن کا حاصل میرے لیے یہی جملہ کافی ہے، میرے پورے عشرے کا حاصل یہی جملہ کافی ہے کہ لسانیات میں اللہ کون سی زبان بولتا ہے، اللہ کون سی زبان بول رہا تھا، پیغمبروں کی زبانیں تو امت نے سن لی تھیں اب پیغمبرؐ بتائے کہ اللہ کون سی زبان بولتا ہے، لسانیات میں اللہ کا مقام کیا ہے تو نبیؐ نے بتایا اللہ بول رہا تھا میں سن رہا تھا اصحاب نے پوچھا کون سی زبان اللہ بول رہا تھا، کس زبان میں اللہ بات کر رہا تھا نبیؐ نے کہا علیؑ کی زبان میں بس جناب ہوگئے فضائل بڑی فرمائش تھی یہاں کے طلباء............

گا ایسا نہ ہو کہ آپ صرف مصائب پڑھ کر مجلس ختم کر دیں تو یہاں کے منتظم اعلیٰ کی فرمائش تھی کہ امام بارگاہ کے لیے آپ نے عرض کیا، یہاں مدرسہ بھی ہے طلباء پڑھتے ہیں ستائیس اٹھائیس طلباء یہاں عربی تعلیم حاصل کر رہے ہیں جو حضرات اس طرف توجہ فرمائیں مدرسے کی طرف جو اس علاقے کے لوگ ہیں یا جنہیں دلچسپی ہے وہ اس مدرسے میں بھی دلچسپی لیں، طلباء کے ساتھ تعاون کریں، مدرسے میں تعاون کریں ان کا ارشاد تھا تو میں نے پیغام پہنچا دیا تو یہ بھی لسانیات سے تعلق ہے کہ جو طلباء پڑھتے ہیں، علم حاصل کرتے ہیں ظاہر ہے کہ وہ دین کا ارتقاء دین کی ترقی ہے تو اس کی طرف بھی توجہ رہنی چاہیے تو یہ جناب پیغمبرؐ نے بتایا کہ وہ بول رہا تھا تو اب اگر ہم کہیں پیغمبرؐ سے کہ اسی لیے آپ نے پیغمبرؐ کا نام لسان اللہ رکھا اللہ کی زبان تو بھئی سوا پیغمبرؐ کے اور کسی نے اللہ کی زبان سنی نہیں اس لیے علیؑ کا نام لسان اللہ رکھ دیا کہ اگر اللہ کی زبان تم لوگ سننا چاہتے ہو یا پڑھنا چاہتے ہوں تو علیؑ کو سنو علیؑ کو پڑھو اب جسے شوق ہو کہ اللہ کیسے باتیں کرتا ہے وہ ''نہج البلاغہ'' پڑھے۔ کسی انسان کے بس میں نہیں کہ ایسی کتاب چودہ صدیوں میں تیار کر سکے، بڑے بڑے لسّان پڑے تھے اور پڑے ہیں لیکن کیا ''نہج البلاغہ''

جیسی کتاب، لسانُ اللہ بولا تھا تو جناب جب زبان ہوگی تو جہ، جب زبان ہوگی تو زبان کہاں ہوگی چہرے میں تو چہرہ بھی ہوگا نا پردے کے پیچھے یا پھر صرف زبان تو جو زبان بول رہی تھی وہ لسانُ اللہ بنی اور جو چہرہ تھا پردے کے پیچھے وہ وجہُ اللہ تھا اور چہرے میں آنکھیں بھی ہوتی ہیں تو وہ عینُ اللہ بنیں اور جب چہرہ ہوتا ہے تو جسم ہوتا ہے جب جسم ہوتا ہے تو ہاتھ ہوتے ہیں تو وہ یداللہ بنے جب ہاتھ ہوتے ہیں تو پیر اور پہلو بھی ہوتا ہے تو وہ جنبہ اللہ بنا تو اب یوں اللہ نے کہا سب کچھ میرا آنکھیں بھی میری، چہرہ بھی میرا، ہاتھ بھی میرے، زبان بھی میری اب یہ کیا راز ہے کہ اللہ نے علیؑ کی ہر چیز کو اپنا لیا اور اس کی کوئی دلیل کی ضرورت نہیں کہ کوئی یہ کہے کہ سارے نام پیغمبرؐ کے کیوں نہیں رکھے گئے وہ ہے حبیب، وہ ہے دوست اس کو کہتا تیری آنکھیں میری آنکھیں، تیرا چہرہ میرا چہرہ، تیرے ہاتھ میرے ہاتھ کیا لطف تھا اگر کہہ دیتا اس کو تو اتنا قریب کیا تھا، اتنی محبت تھی کہ حبیب اللہ کہا نہیں سمجھے آپ بتانے کی ضرورت نہیں تھی لیکن بتانا پڑ رہا ہے اتنا قریب کے محبوب حبیب محبت کا پتہ جب چلتا ہے کہ محبوب جس کو چاہے اب کیا پڑھوں محبت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ محبوب جس شے سے پیار کرتا ہے تو وہ محبوب کا محبوب ہے تو اللہ نے کہا تیرا محبوب علیؑ ہے تو اللہ نے کہا ہاں اس کی آنکھیں میری آنکھیں، اس کا چہرہ میرا چہرہ، اس کے ہاتھ میرے ہاتھ، اس کی زبان میری زبان اب اس پہ جتنا سوچیں گے محبت کا فلسفہ حل ہو جائے گا اور لوگوں نے بحث کی ہے کہ علیؑ کی آواز آئی اس لیے کہ اتنی محبت تھی پیغمبر کو علیؑ سے کہ کانوں میں علیؑ کی آواز آئی یہی سمجھ لیجئے کہ جو بھی بول رہا تھا پیغمبرؐ یہ محسوس کر رہے تھے کہ علیؑ بول رہے ہیں تو اب اس سے تو یہ اندازہ ہوا کہ پیغمبرؐ کو علیؑ سے محبت کتنی تھی، کس قدر محبت تھی کہ اس آواز کو محسوس کر رہے تھے کہ علیؑ بول رہے

ہیں تو زبان ایسی تھی کہ کانوں میں لفظ علیؑ کے گونجتے رہتے تھے اکیس رمضان کی شب میں مولا علیؑ اپنے اصحاب و انصار سے کہہ رہے تھے کہ بس آج کے بعد یہ آواز نہ سُن سکو گے۔

اب تم اس زبان کو نہ سُن سکو گے اکیس رمضان کی شب میں کہا جب ابن نباتہ آئے سوالات کر رہے تھے اس دن بھی علیؑ نے کہا کہ میں جا رہا ہوں جو کچھ پوچھنا ہے پوچھ لو بہت سے سوال ہوئے ابن نباتہ نے پوچھا تھا کہ آپ آدمؑ سے کیسے افضل نوحؑ سے کیسے افضل اور علیؑ نے جواب دیا اس وقت کہ جب چند لمحے علیؑ کی زندگی کے رہ گئے تھے، دنیا سے علیؑ کی رخصت کے چند لمحے رہ گئے تھے، علیؑ باتیں کر رہے تھے عبداللہ ابنِ عفیف نے کہا تھا میں دونوں آنکھوں سے اندھا ہوں مولا میری آنکھیں واپس کر دیں کہا واپس کر تو سکتا ہوں لیکن ایک سوال کرتا ہوں میرے بعد جو ہونے والا ہے وہ اگر تم دیکھ لو گے تو اپنے لیے دعا کرو گے کہ کاش میں اندھا ہوتا، کیا آنکھیں چاہتے ہو، عبداللہ ابنِ عفیف نے کہا نہیں ایسا منظر نہیں دیکھنا کہ جس کے بعد میں یہ کہوں کہ میں پھر اندھا ہو جاؤں عبداللہ ابنِ عفیف میری آواز اب قیامت میں سنو گے محشر کے میدان میں لیکن عبداللہ ابنِ عفیف نے علیؑ کی آواز کوفے کے بازار میں سنی عبداللہ ابنِ عفیف نے کہا کیا علیؑ بول رہے ہیں کیا قیامت آ گئی کیا محشر کا دن آ گیا میرے مولا نے تو کہا تھا کہ تم میری آواز محشر میں سنو گے کیا محشر کا دن ہے کہا محشر کا دن نہیں ہے اونٹ پر علیؑ کی بیٹی بول رہی ہے گویا زبانِ زینبؑ لسانِ علیؑ تھی کتنا اثر تھا زینبؑ کی زبان میں کہ جو لفظ بھائی کے ماتم میں ادا ہوئے وہ آج عزاداری بن گئے زینبؑ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ آج عزاداری بنے ہوئے ہیں ماتم مرثیہ، نوحہ، تقریر مصائب یہ سب زینبؑ کے چند لفظوں کے اثرات ہیں کہ لغتیں بنا دی جائیں غمِ حسینؑ کی کل آپ سن چکے مرثیے میں بھی آپ نے سنا اور ابھی آخر میں

ماجد رضا عابدی چہلم کا الوداعی نوحہ سنائیں گے پھر اسد جہاں سے سلام آخر پھر عشرے کا اختتام ہوگا آپ کے لیے دعائیں چند لمحوں کی زحمتیں دینا چاہتا ہوں آپ نے جلوس کیا یہ کس جلوس کی یاد ہے اربعین چہلم کیوں کہتے ہیں حسینؑ کی شہادت کو چالیس دن ہوئے لیکن یہ پہلا چہلم نہیں تھا پہلا چالیسواں تو غربت میں ہوگیا تھا ایک سال قیدی قید خانے میں رہے دوسرا سال جب آیا تب صفر میں آزاد ہوئے قیدی آٹھ صفر کو آزاد ہوئے اور رجب سفر ختم ہوا تو وہ بیس صفر تھی وہ صفر کے مہینے کی بیس تاریخ تھی ایک سال میں پورے عرب میں معلوم ہوگیا تھا کہ چہلم ہے تو یہ وہ دن تھا کہ تمام بنی ہاشم مدینے سے چل چکے تھے چہلم کرنے کے لیے تمام بنی ہاشم جتنے اصحاب رسول تھے زندہ اس میں جابر بنِ عبداللہ انصاری تھے سب روتے ہوئے گھر سے نکلے تھے کہ چہلم کے دن ہم کربلا پہنچ جائیں اس لیے کہ یہ سُن رکھا تھا کہ شام سے سیدِ سجادؑ چل چکے ہیں شاید کربلا میں ملاقات ہوجائے اور وہی دن آ کے پڑا کہ اِدھر سے مدینہ کا قافلہ پہنچا اُدھر سے شام کا قافلہ سال کے قیدی چھوٹ کر آرہے ہیں کل آپ نے سنا کہ شام سے زینبؑ یوں رخصت ہوئیں کہ شام کی عورتوں نے رو رو کر الوداع کہا جب کربلا سے چلے تھے اسیر یاد ہوگا آپ کو کہ جب اسیر چلے تھے تو پردے نہیں تھے محملوں پر، آج شام سے واپسی پر محملوں پر پردے بندھے ہوئے تھے جب گیارہ محرم کو کربلا سے چلے تھے بال کھلے ہوئے تھے سر پر چادریں نہیں تھیں لیکن جب واپس چلے تو بشیر بن جزلم کو بلا کر یزید نے کہا کہ پانچ ہزار کا لشکر تحفظ کے لیے جائے گا آلِ محمدؐ کے لیے چاروں طرف لشکر چلے گا بیچ میں قافلہ چلے گا چاروں طرف سے سپاہی حفاظت کرتے چلیں گے لیکن بشیر بن جزلم نے پانچ ہزار کے لشکر میں اعلان کیا کہ اے لشکر والو اتنی دور دور چلنا کہ نہ تمہاری نظر عماریوں پر پڑے اور نہ زینبؑ کی صدا تمہارے کانوں میں جائے اور جب

قافلہ رکتا تو بشیر کہتا کہ ایک میل دور چلنا جہاں پر اہلِ حرم کا پڑاؤ ہو اس کے آس پاس کوئی سپاہی نظر نہ آئے کیا اہتمام ہو گیا سواریاں چلیں پردے میں بیبیاں سیدِ سجادؑ گھوڑے پر سوار کارواں چلا قافلہ چلا جیسے جیسے زمینِ کربلا قریب آتی گئی مقاتل میں ہے کہ اہلِ حرم کے رونے کی صدا تیز ہوتی گئی بیبیوں کے رونے کی صدا تیز ہوتی گئی کہتے ہیں اِدھر کربلا کی سرحد میں سواریاں داخل ہوئیں اُدھر جابر ابن عبداللہ انصاری فرات سے غسل کر کے احرام باندھ کر جس طرح حج کا احرام باندھتے ہیں جابر نے حسینؑ کی زیارت کا احرام باندھا اور یہ کہتے چلے حسینؑ تیری قبر کی زیارت حج کی زیارت سے کم نہیں یہ صحابیٔ پیغمبرؐ نے پہلی بار کہا کہ حسینؑ کی قبر کی زیارت خانۂ کعبہ کی زیارت اور حج سے کم نہیں جیسے ہی فرات سے نکلے غلام نے نعلین آگے رکھ دی تو پیر سے جوتیاں ہٹا کر کہا غلام سے کہ کیا اب میں اس زمین پر جوتے پہنوں تو غلام نے کہا زمین جل رہی ہے خاک بہت جل رہی ہے دھوپ بہت تیز ہے پیر میں چھالے پڑ جائیں گے کہا کیسی باتیں کرتا ہے ارے میں اندھا ہوں مجھے کیا معلوم کے مقتل کہاں ہے مجھے کیا معلوم زہراؑ کا لہو کہاں کہاں گرا ہے یہیں تو لڑیں ہیں یہیں تو لشکر والوں نے زہراؑ کا گھر تاراج کیا کہیں علی اکبرؑ کا لہو ہے کہیں قاسمؑ کا لہو ہے کہیں عباسؑ کا لہو ہے کہیں عونؑ و محمدؑ کا لہو ہے کہیں نبیؐ کے نواسے کا لہو ہے میں ننگے پیر چلوں گا کہا جب قبر قریب آ جائے تو مجھے بتانا غلام نے صدا دی کہ قبرِ حسینؑ قریب آ گئی جابر بن عبداللہ انصاری نے اپنے آپ کو کھڑے قد سے قبر پہ گرا دیا اپنے چہرے کو اپنے سینے کو قبرِ حسینؑ پہ رکھ دیا اور بے اختیار پکارا میرے حبیب حسینؑ میرے حبیب حسینؑ اے حسینؑ جب تم نانا کی گود میں ہوتے اور میں سلام کرتا تھا تو تم اس بوڑھے صحابی کو نانا کہہ کر سلام کا جواب دیتے تھے حسینؑ اب آج جابر سلام کرے گا جواب دو گے جابر نے کہا السلام وعلیک یا ابا عبداللہ لیکن جوابِ سلام نہ ملا ایک بار قبرِ حسینؑ پر اپنے

سر کو پٹخنا شروع کیا، میں سمجھ گیا حسینؑ کیسے بولو گے ارے جسم پر سر ہوتا تو بولتے نہ سر تو کاٹ لے گئے پتہ نہیں حسینؑ میرے بچے تیرا سر کہاں ہے ابھی رو رہے تھے کہ ایک بار آواز آئی جابر سر کٹ جائے جب بھی حسینؑ بول سکتا ہے ہٹو ارے قبر سے دور ہٹو میری بہن آ رہی ہے زینبؑ آ رہی ہے جابر ذرا قبر سے ہٹ کر راستہ دو گرد اڑی کارواں نظر آیا غلام نے کہا ایک قافلہ آتا ہے جابر نے کہا مجھے الگ درختوں کی آڑ میں بھیج دو زہراؑ کی بیٹیاں آ رہی ہیں راوی کہتا ہے جیسے ہی کربلا میں ناقے آئے ابھی ناقے رکے نہیں تھے کہ ایک بار ایک ایک بی بی نے اپنے آپ کو ناقے سے گرا دیا بیبیوں نے اپنے آپ کو ناقے سے گرانا شروع کیا زینبؑ نے اپنے آپ کو قبرِ حسینؑ پہ گرا دیا اور گرتے ہی کہا بھیا کچھ خبر بھی ہے تمہارے بعد بہن ظالم کے دربار میں گئی بازاروں میں گئی کہاں کہاں سے زینبؑ ہو کر آ رہی ہے بھیا بازوؤں میں رسی باندھی گئی اور ایک بار رخسار رکھ کر قبر پر کہا سکینہؑ کو میرے حوالے کیا تھا مگر زینبؑ بہت شرمندہ ہے بچی تمہاری قید خانے میں رہ گئی بس جناب بہت روئے اس طرح آپ نے حسینؑ کا چہلم کیا اور پورے دن کی آخری مجلس بھی آپ نے یوں ادا کر دی کہ جیسے اہلِ حرام نے کربلا میں گریہ کیا تھا اسی طرح آپ نے گریہ کیا، تقریر کا آخری جملہ ام لیلیٰ علی اکبرؑ کی قبر سے لپٹ گئیں کچھ مائیں ایسی تھیں جو گنجِ شہیداں سے لپٹ گئیں یہیں میرے بچے ہیں لیکن جہاں ذرا سا مٹی کا ڈھیر نظر آتا رباب دوڑ کر جاتیں میرے اصغرؑ کی قبر میرا اصغرؑ ایک بار قبرِ حسینؑ پر آئیں اے میرے والی میرے بچے کا لاشہ کہاں گاڑا تھا بتاؤ اصغرؑ کی قبر کہاں ہے قبر سے آواز آئی ربابؑ اصغرؑ میرے سینے پہ سو رہا ہے۔ ماتمِ حسینؑ۔

علیؑ کی سرگوشیاں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے اور درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لیے

قرآن میں ایسے پندرہ مقامات ہیں کہ جہاں لسان کے سلسلے میں گفتگو ہے اور لسان کی جمع ہے۔۔۔لسان کی جمع بھی ہے اور اب لفظِ لسانیات ایک علم ہے اور اس علم میں شعبے ہیں۔۔مختلف شاخیں ہیں اس علم کی۔ سورۂ شعراً کی آیت ۸۴ ہے۔۔۔!

وَاجۡعَلۡ لِّیۡ لِسَانَ صِدۡقٍ فِی الۡاٰخِرِیۡنَ ٥

ابراہیمؑ نے اللہ سے دعا مانگی کہ اللہ آخرین میں ایک سچی زبان قرار دے، ایسی زبان ہو کہ جس کی نوکِ زباں صداقت ہی صداقت ہو۔۔۔! مکہ میں خانۂ کعبہ بناتے ہوئے حضرت ابراہیمؑ نے یہ دعا مانگی۔ قرآن نے حضرت ابراہیمؑ کی اس دعا کا ذکر کیا اور دوسرے مقام پر سورۂ مریمؑ میں اس آیت کا جواب دیا کہ وہاں دعا ابراہیمؑ کی ہم نے قرآن میں سنا دی تم کو کہ یہ دعا تھی ابراہیمؑ کی۔۔۔اور یہاں ہم یہ بتا رہے ہیں کہ ہم نے ابراہیمؑ کی دعا کو سن لیا اور انہوں نے جو مانگا تھا وہ ہم نے ان کو عطا کر دیا۔۔!

وہاں کہا کہ ابراہیمؑ نے ہم سے یہ دعا کی تھی کہ آخرین میں جو لوگ ہوں ہمارے خاندان میں ان میں سے ایک سچی زبان ہو۔۔۔تو ہم نے ان کو ایسی

زبان عطا کردی۔ سورۂ مریم میں ارشاد ہوا۔۔!

وَجَعَلۡنَا لَهُمۡ لِسَانَ صِدۡقٍ عَلِيّاً

ہم نے ان کو اُن کی نسل میں۔۔۔ ابراہیمؑ کی نسل میں۔۔۔ آخرین میں ایک سچی زبان والا دیا جس کا نام علیؑ ہے۔۔۔ تو یہ کسی صاحب نے آج کہا جناب ناصر رضا صاحب سے کہ وہ تو عَلَيّا ہے۔۔ عَلِيّاً تو نہیں ہے وہ۔۔۔! وہ علیؑ کا نام تو نہیں ہے؛؛ تو نہ ہو علیؑ کا نام۔۔۔ یہ تو طے ہے نا کہ ابراہیمؑ نے ایک دعا مانگی کہ خاندان میں آخرین میں ایک ہستی مجھے چاہیئے جس کی زبان سچی زبان ہو جو زبان داں ہو۔۔۔ جس کی زبان پر جو آجائے صدق۔۔ یہ نہیں کہ وہ سچ بولتا ہو۔۔۔ مطلب جو بولے وہ سچ ہو، وہ جو کہہ دے وہی ہو جائے۔۔۔ تو علیؑ کہتے ہیں کہ ہم ارادہ کرتے ہیں تب وہ ارادہ کرتا ہے۔

جب ہم ارادہ کرتے ہیں تب وہ ارادہ کرتا ہے، جب ہم بولتے ہیں تب وہاں آیت بنتی ہے، اور اللہ آیت بنا کر بھیجتا ہے تو یہ سب طے شدہ باتیں ہیں گھبراہٹ یہ ہے کہ کیا علیؑ کا نام قرآن میں ہے؟

نہ ہو صرف ایک جگہ تو ہے نہیں، دسیوں جگہ علیؑ کا نام قرآن میں آیا ہے۔۔ کہیں علیؑ کو علی العظیم کہا ہے، کہیں علی الکبیر کہا ہے، یہ سب علیؑ کے نام ہیں تو صوتی اثرات سے بھی مثلاً مَیں نے کہا تھا کہ لسانیات کی لغزش پوری قوم کو جہنم میں لے جاتی ہے کہ سورۂ صافات میں اللہ نے کہا۔۔۔ آلِ یٰسین! تو انہوں نے کہا نہیں یہ غلط ہے۔ آلِ یٰسین نہیں، ال یاسین ہے۔۔۔ نہ ہو۔۔ ال یٰسین سہی، یعنی آپ ایک صحیح تلفظ کو غلط کرنا چاہتے ہیں تو کیجئے۔۔ امام صادقؑ سے پوچھا گیا تو آپؑ نے کہا کہ وہ آلِ یٰسین ہے اُسے ال یاسین کر دیا۔۔ تو کر دیا ٹھیک ہے تو شاید کبھی

مَیں نے کہا تھا کہ جہاں صحیح تلفظ نہ ادا ہو۔۔ جان کر غلطی کی جارہی ہو اور اس غلطی کو مزید غلطی بنانے کے لئے ریاض کو ریاد کہا جارہا ہو۔۔۔ ابوظبی کو ابودہبی، ضیا کو دیا۔۔۔خوامخواہ ہی غلطی پر غلطی کہ اب ہم ض کو 'دال' ہی بولیں گے تو جھوٹ بولے جایئے۔۔۔! اس سے کوئی اہلِ بیتؑ کی یا علیؑ کی فضیلت نہیں گھٹ جائے گی۔ ان کے فضائل اتنے ہیں کہ جتنے چاہے کم کرتے جاؤ، کم کرنے سے اور بڑھتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا کہ قرآن ایک ایسا چراغ ہے کہ چراغ کی لَو سے لاکھوں چراغ جلالو، لَو میں کمی نہیں آئے گی۔ قرآن سے علم لیتے جاؤ، قرآن کے علم میں کمی نہیں آئے گی، ایسے ہی آلِ محمدؐ کا علم ہے لیتے جاؤ، گھٹاتے جاؤ کچھ بھی کرتے جاؤ بڑھتے جائیں گے، فضائل بڑھتے جائیں گے۔ تو فرض کیجئے یہ دونوں آیتیں علیؑ کی مدح میں نہیں ہیں۔ بھول جایئے! تو کیا قرآن میں علیؑ کی مدح کم ہوگئی! ثابت کرنا وہ ایک الگ بات ہے، تحقیق کی باتیں ہیں کہ امام نے کیا فرمایا؟ اور جو قرآن کے زیر و زبر ایجاد کرے، جو قرآن پڑھنے کا سلیقہ سکھائے، جو لسانیات اور زبانی لغزشیں بتائے۔۔۔ اسی کو حق ہے کہ یہ کہے کہ کون سی آیت ہمارے دادا علیؑ کے لئے ہے اور جو کہہ دے وہی سند ہے۔۔۔ اس لئے کہ اس کے گھر کی زبان میں قرآن آیا ہے۔ جو وہ کہیں گے وہ صحیح، جو سب کہیں گے وہ سب غلط ہے۔۔۔ امام کی بات پر کسی کی بات کو ہم ماننے کو تیار ہی نہیں اس لئے کہ ان کے گھر کا قرآن ہے، ان کی زبان ہے، ان کی لسان ہے، ان کی مدح ہے، ان ہی کے لئے اتارا، انہی کے لئے کائنات بنی، سب کچھ ہو رہا ہے ان کے لئے تو ان کا کہنا نہ مان کر ہم اِدھر اُدھر بھٹکتے پھریں کہ یہ کیا لفظ ہے؟ یہ کیا لفظ ہے؟ یہ کیا آیت ہے؟ نہ ہو۔۔۔

اگر کوئی کہے کہ یہ جو آیتیں آپ نے پڑھی ہیں علیؑ کی مدح میں نہیں ہیں۔۔ نہ ہو۔۔ نہ مانئے زبردستی نہیں ہے۔

علیؑ کے فضائل زبردستی نہیں منوائے گئے۔۔۔ ۱۴۰۰ برسوں میں، اگر منوائے گئے ہوتے تو آج تمام دنیا علیؑ علیؑ کر رہی ہوتی۔۔۔ کمال تو یہ ہے کہ جہاں مٹائے گئے اور پھر علیؑ رہ گئے تو جب آپ یہ کہیں کہ یہ علیؑ کے لئے نہیں تو اس کے معنی اور محکم ہوئی بات اور فضیلت بڑھی، بحث ہوئی۔۔! یعنی جب آپ کسی چیز پر تنقید کریں گے تو ثابت کیا جائے گا اور دفتر کھل جائیں گے، دفتر کھلتے چلے جائیں گے، فضائل بڑھتے چلے جائیں گے۔

علیؑ نے کہا علم ایک نقطہ تھا جاہلوں نے اسے پھیلا دیا۔۔۔ تو جاہل کا کام یہ ہے کہ جو چیز سمجھ میں نہیں آتی اس کو ادھیڑتا ہے۔۔۔ جیسے جیسے ادھیڑتا ہے ویسے ویسے وہ سُوت پھیلتا جاتا ہے تو دور تک وسعتوں میں وہی چیز نظر آتی ہے۔ آپ کہتے جائیں یہ آیت علیؑ کی نہیں! یہ آیت علیؑ کی نہیں! آپ لکھتے جایئے، لکھتے جایئے۔۔ دوسری طرف سے اللہ بھیجتا جائے گا جبرئیلؑ کو اور وہ کتابیں نکالتے جائیں گے۔ یہاں یہ لکھا ہے، یہاں یہ لکھا ہے۔۔۔ تو مَیں اس بحث میں کیوں جاؤں؟ مَیں یہ کیوں نہ کہوں کہ اسی قرآن میں اگر آپ یہ آیت نہیں مانتے تو مَیں دوسری آیت پیش کئے دیتا ہوں، تیسری آیت پیش کئے دیتا ہوں، چوتھی۔۔، پانچویں۔۔۔!

آپ ایک ایک کا انکار کرتے جائیں مَیں پیش کرتا جاؤں کہ یہ علیؑ کی شان میں ہے، یہ علیؑ کی شان میں ہے۔۔۔ تو فرض کیجئے کہ جو آیتیں مَیں نے پڑھی تھیں وہ علیؑ کی مدح میں نہیں ہیں۔ مَیں ایک اور آیت آج پڑھے دیتا ہوں اور ایسی

آیت پڑھے دیتا ہوں علیؑ کی مدح میں کہ اب اگر کسی کو اس آیت پر اعتراض تھا تو اب یہاں اعتراض کی گنجائش نہیں ہے۔

مَیں ایک ایسی آیت پڑھنے جارہا ہوں کہ جس میں تہتّر فرقوں کے کسی بھی مسلمان مفسر، مورّخ، کسی بھی شخص کو ایک بال برابر بھی شک نہیں ہوسکتا کہ یہ آیت علیؑ کی شان میں نہیں ہے۔ آیتیں تو دیکھئے بہت سی ہیں۔ مباہلے کی آیت پڑھ دوں، آپ کہیں گے نہیں وہ نفس کوئی اور ہوگا! مَیں آیتِ تطہیر پڑھ دوں۔۔۔ ہاں! اس میں تو سبھی شامل ہیں۔۔ مَیں آیۂ مودّت پڑھ دوں آپ کہیں ہاں وہ تو مطلب امت سے محبت مانگی کہ آپس میں بچوں سے محبت کرو، رشتہ داروں سے، قربیٰ سے اپنے اپنے رشتہ داروں سے محبت کرو۔۔۔ کچھ بھی معنی بتا دیں۔

اب مَیں ایسی آیت پڑھنے جارہا ہوں نہ جس کے معنی آپ بدل سکتے ہیں نہ آپ یہ ثابت کرسکتے ہیں کہ یہ علیؑ کی شان میں نہیں ہے اور یہ واحد آیت ہے کہ جہاں ۷۳ فرقے اور ہر فرقے کا مفسر اور ہر فرقے کا مورخ آج تک کوئی یہ نہ کہہ سکا کہ یہ آیت علیؑ کی شان میں نہیں ہے۔ ایک آیت ہے بس۔۔۔ پورے قرآن میں ۶۶۶۶ آیات ہیں، چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتوں میں واحد ایک یہ آیت ایسی ہے کہ جس آیت پر کوئی دنیا کا انسان یہ انکار نہیں کرسکتا کہ یہ آیت علیؑ کے لئے نہیں ہے۔۔ نہیں انکار کرسکتا۔ اب یہ آیت کیا ہے یہ ہے سورۂ مجادلہ۔۔ اٹھاونواں سورہ، آیت ہے اس کی بارہویں، ارشاد ہوا!

يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَیْ نَجْوٰكُمْ صَدَقَةً (سورۂ مجادلہ آیت ۱۲)

اَے صاحبانِ ایمان! اگر تم رسولؐ سے اس کے کان میں سرگوشی کرنا چاہتے ہو تو سرگوشی کرنے سے پہلے کچھ صدقہ نکال دو پھر آ کر سرگوشی کرو"۔۔۔اس کو کہتے ہیں آیۂ نجویٰ۔۔۔ جیسے درود سورۂ احزاب میں، جیسے آیۂ تطہیر سورۂ احزاب میں، جیسے آیۂ مودت سورۂ شوریٰ میں۔۔۔ یہ آیات کے نام ہیں سوروں میں جو آیتیں اپنے ناموں سے پہچانی جاتی ہیں۔

آیۂ مباہلہ، آلِ عمران میں، اسی طرح سورۂ مجادلہ میں یہ آیت۔۔۔اس کا نام ہے آیۂ نجویٰ۔ اب یہ آیت واحد آیت ہے قرآن میں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتوں میں کہ جس کے لئے بڑے بڑے تمام اہلسنت مفسّرین مثلاً زمخشری۔۔۔، امام فخر الدین رازی۔۔۔، محی الدین عربی۔۔۔، جلال الدین سیوطی۔۔۔، یہ سب بڑے بڑے مفسّرین ہیں اہلسنت کے۔۔ان سب نے یہ لکھا ہے کہ یہ واحد آیت ہے قرآن میں کہ جو صرف علیؑ کے لئے آئی ہے۔

یہ آیت صرف علیؑ کی مدح میں ہے۔۔ اور اس کی فضیلت میں کوئی دوسرا امت میں، کائنات کا شخص شامل نہیں ہے۔ یعنی آیۂ مباہلہ میں اور لوگ شامل ہیں۔۔۔، آیۂ تطہیر میں اور لوگ شامل ہیں۔۔۔، آیۂ مودّت میں اور لوگ شامل ہیں۔۔۔، آیۂ درود میں اور لوگ شامل ہیں۔۔۔ یہ واحد آیت ہے جس میں سوا علیؑ کے اور کوئی شامل نہیں۔ یہ پوری آیت صرف علیؑ کی مدح میں، سارے صحابہ متفق، سارے مفسر متفق کہ یہ علیؑ کی شان میں ہے اور جب بعدِ رسولؐ کبھی مولائے کائنات نے احتجاج کیا تو اپنے احتجاج کو شروع یہاں سے کیا کہ یہ بتاؤ کہ آیۂ نجویٰ میں میرے علاوہ کوئی اور بھی شامل ہے۔۔؟ سب نے کہا نہیں یہ آیت آپ کے علاوہ کسی کی مدح میں نہیں ہے۔

آیت سن لی۔۔، معنی سن لئے۔۔ آپ نے حوالے کتابوں کے سن لئے۔۔۔، تاریخ میں، حدیث کی کتابوں میں، حدیث کی کتابوں میں ترمذی۔۔، تاریخ کی کتابوں میں طبری۔۔، سارے مفسّر، مورّخ، محدّث سب متفق ہیں کہ یہ آیت علیؑ کی شان میں ہے۔۔ تو کوئی ایک آیت ایسی ہے تو بھئی قرآن میں۔۔ بھئی نہ ہو، یہ آیت نہیں، وہ آیت نہیں۔۔۔ یہ ایک ایسی آیت میں پڑھ رہا ہوں جس پر سب متفق ہیں کہ یہ علیؑ کی مدح میں ہے۔۔۔ حد یہ ہے کہ مولانا مودودی نے اردو میں جو تفسیر قرآن لکھی۔۔۔ پوری چھ جلدوں میں، پوری قرآن کی تفسیر۔۔ کہیں علیؑ کی تعریف ہی نہیں کی مولانا نے! کوئی فضیلت علیؑ کی لکھی ہی نہیں۔

پوری کتاب میں سوا اس ایک مقام پر مجبوری تھی۔۔۔ پوری تفہیم القرآن میں علیؑ کی ایک ہی مدح۔۔ وہ ہے آیۂ نجویٰ! یعنی اب یہ بھی مجبور ہو گئے۔ جو یہ طے کر کے بیٹھے تھے کہ علیؑ کی مدح نہیں لکھنی، تو یہ آیت اگر کسی دشمن سے دشمن کے سامنے بھی آجائے تو وہ کرے گا کیا؟ بہت عجیب بات ہے کہ اس آیت پر کوئی دشمنِ علیؑ بھی کوئی بہانہ نہیں لاسکتا کہ یہ کس کے لئے ہے؟ آپ کہیں گے یہ کیسی بات آپ کہہ رہے ہیں۔ اس کی بھی مثال دے دوں! علامہ حلّی کی ایک کتاب ہے "نہج الحق" جو امامتِ علیؑ پر ہے۔۔ اس کا جواب لکھا فاضل ابنِ روزبہان نے۔۔۔ ابطالِ باطل کے نام سے۔ وہ کتاب دشمنیٔ علیؑ پر لکھی گئی۔ علامہ حلّی کہتے ہیں یہ آیت علیؑ کے لئے ہے وہ کہتا ہے نہیں کسی اور کے لئے۔۔! اس آیت پر یعنی آیۂ نجویٰ پر وہ اتنا بڑا دشمن جب پہنچا تو اس نے بھی کہا ہاں! یہ آیت علیؑ کے لئے ہے۔

دیکھئے میں نے نہیں کہا تھا کہ بڑے سے بڑا دشمن علیؑ کا اس آیت پر جب پہنچے

گا۔۔ تو مانے گا، مسلمانو! ایک آیت تو قرآن میں مانو گے چاہے سب نہ مانو۔۔۔ تو ایک آیت تو ایسی ہے۔ اب وہ کیا ہے۔۔۔ بے قرار ہیں آپ سننے کے لئے۔۔ وہ ہے کیا؟ آیۂ نجویٰ ہے کیا؟ نجویٰ عربی میں کہتے ہیں کانا پھوسی کرنے کو۔ مثلاً ادھر کوئی صدر صاحب بیٹھے ہوں اور مجمع انہیں دیکھ رہا ہو اور ادب سے ان کے پاس نہ جا رہا ہو۔۔ اب جو منہ چڑھے ہوں وہ اِدھر سے گھوم کر آئیں ان کے کان میں بات کریں اور اُدھر سے چلے جائیں۔

پھر کوئی اور آئے۔۔ تو اب کیا اس نے کان میں کہا اور کیا صدر صاحب نے جواب دیا۔۔۔ ڈانٹ بتائی یا پیار سے جواب دیا کچھ معلوم نہیں۔ اس کے لئے اخلاقیات میں اور اسلام میں شرعاً منع ہے، کسی محفل میں اسلام کی فقہ میں تو یہ ہے کہ اگر تین آدمی پاس ہوں، تین میں کے دو ایک کو چھوڑ کر آپس میں کانا پھوسی نہ کریں تیسرے کا دل ٹوٹے گا اور اسلام کی فقہ کو یہ بات پسند نہیں۔

بعض نے فقہ میں اس کو حرام قرار دیا ہے کہ تین آدمی پاس بیٹھے ہیں اور دو آدمی کانا پھوسی کرنے لگیں تو تیسرے کو جو تکلیف پہنچی ہے اس عمل کو بعض فقیہہ حرام کہتے ہیں۔ نجویٰ کے معنی ہیں مجمع میں کان میں چپکے سے سرگوشی کرنا۔۔ اللہ کہتا ہے! دیکھ رہا ہے منظر کو کہ مسجدِ نبویؐ میں مجمع بیٹھا ہے۔۔ حضورؐ بھی بیٹھے ہیں، اب کچھ لوگ آئے۔۔ پہلو میں بیٹھ گئے۔۔ مفسرین نے کہا ایک پوری ٹیم تھی اس کا کام ہی یہ تھا کہ ادھر حضورؐ صدر جگہ پر بیٹھے اور وہ ٹیم اِدھر اُدھر آ کر بیٹھ گئی۔۔ ایک بڑھا اس نے کچھ کان میں پھُس پھُس کیا۔۔، پھر دوسرے نے کان میں کچھ کہا، پھر تیسرے نے۔۔ حضورؐ نے اِدھر دیکھا، اُدھر دیکھا۔۔ حضورؐ بات کرنا چاہتے ہیں اُمت سے سارا وقت اسی کانا پھوسی میں رسولؐ کا تباہ ہوا، بہت دن

سے یہ چکر چل رہا تھا آخر میں آیت آئی۔۔۔ کہا! اے مسلمانو یہ روز روز کی بدتہذیبی رسولؐ کے ساتھ بدتمیزی مجھ کو پسند نہیں۔ اب اگر نبیؐ کے کان میں تمہیں کوئی بات کہنی ہے تو پہلے کچھ رقم صدقے کی باہر دے دو پھر آ کر بات کرو۔

اس آیت نے آ کر حکم سنایا کہ اگر تم تخلیے میں نبیؐ کے کان میں کوئی بات کہنا چاہتے ہو۔۔۔ وہ بات کوئی نہ سنے تو کرو، منع نہیں کرتا۔۔۔ لیکن شرط یہ ہے کہ کچھ پیسے خرچ کرو۔ جو رقم خرچ کر کے آئے گا وہ آئے اور بات کر کے چلا جائے، پوچھ کر چلا جائے، جیسے ہی آیت آئی۔۔ مسجد خالی ہوگئی!

یہ مَیں شیعوں کی کتاب سے نہیں پڑھ رہا یہ سب تمام فرقے کے مفسّرین کی تفسیروں سے پڑھ رہا ہوں اس آیت کے بارے میں ابھی مَیں اپنی کتاب سے بھی پڑھوں گا۔۔ مسجد خالی ہوگئی۔ نبیؐ اکیلے۔۔! سب غائب ہو گئے۔ اب کوئی پوچھنے ہی نہیں آ رہا اس لئے کہ حکم آ گیا ہے کہ صاحب رقم باہر رکھ دیجئے تب جا کر نبیؐ سے کان میں بات کیجئے۔

مولائے کائنات علی ابنِ ابیطالبؑ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت آئی تو مدینے میں بڑے بڑے امیر، بڑے بڑے اغنیا جن کے پاس زمینیں تھیں، باغات تھے، دولت تھی، ثروت تھی، اس کے باوجود رقم دے کر، صدقہ نکال کر نہ آئے رسولؐ سے کان میں کچھ پوچھنے! فرماتے ہیں میرے پاس ایک دینار تھا۔۔ مولاؑ فرماتے ہیں مَیں نے اس کو بھنایا تو ایک دینار میں مجھے دس درہم ملے، مَیں نے پہلے ایک درہم صدقہ کیا۔۔۔ مسجد میں گیا رسولؐ سے سوال کیا، واپس آ گیا، پھر دوسرا درہم دیا، صدقہ کیا پھر دوسرا سوال کیا، پھر ایک درہم دیا پھر تیسرا سوال، پھر۔۔! اور یوں سوا میرے کسی نے بھی رقم دے کر نبیؐ سے سرگوشی نہیں کی۔۔! یہ

آیت اولین و آخرین میں صرف میرے لئے آئی بس، بس مَیں نے اس پر عمل کیا۔ دس دن تک یہ آیت برقرار رہی اور دسویں دن یہ حکم آیا کہ ہم نے یہ آیت منسوخ کردی، اس حکم کو ہی منسوخ کر دیا۔

منسوخ کیسے ہوئی۔۔۔؟ منسوخ ایسے ہوئی کہ اس کے بعد کی آیت۔۔ کہ ہم نے جب تم سے کہا کہ صدقہ دے کر نبیؐ سے سرگوشی کرو تو تم ڈر گئے۔ اب سورۂ مجادلہ موجود ہے پوری تفسیریں شیعہ سنی کی موجود ہیں۔۔۔ اور دیکھ لیجئے اللہ کہتا ہے تم ڈر گئے، جب رقم کی بات آئی تو تم ڈر گئے۔۔ کون لوگ؟ پوری امت سے کہا جا رہا ہے۔ تو جب اللہ کہے کہ تم ڈر گئے تو صرف میدانِ جنگ میں ہی نہیں ڈرا جاتا! پتہ چلا مال دینے میں بھی ایک ڈر ہے۔۔۔ تو تم ڈر گئے کہ مال چلا جائے گا۔۔ تو پتا چلا آیت آئی تھی یہ بتانے کے لئے کون کون دولت مند ہو گئے تا کہ ان کا بخل ظاہر ہو جائے، ان کی کنجوسی ظاہر ہو جائے۔

محدث دہلوی نے کہا کہ اس آیت نے آ کر بتا دیا کہ مفلسین سوال اس لئے نہ کر سکے کہ ان کے پاس پیسہ نہیں تھا، دولت منداس لئے سوال نہ کر سکے کہ کنجوس تھے۔۔۔ تو دو ہی گروپ بنے پوری امت میں۔۔ یا مفلسین ہیں یا بخیل ہیں۔

بھئی قرآن ہے نا۔۔! تفسیر ہے۔۔ مَیں کوئی اور بات تو نہیں کر رہا ہوں نا۔۔! تاریخ کی بات تو نہیں ہو رہی ہے نا۔۔ اور تمام مفسرین مسلمانوں کے کہہ رہے ہیں نا۔۔ تو اس وقت نبیؐ کے سامنے دو ہی گروہ تھے یا مفلسین تھے یا سارے کنجوس لوگ تھے۔

پوری امت دو حصوں میں بٹ گئی، ایک طرف سارے کنجوس کھڑے ہیں، ایک طرف سارے فقیر کھڑے ہیں، ان کے پاس پیسہ ہے یہ خرچ کیوں کریں

ان کا کلیجہ پھٹ رہا ہے۔۔تو اب اس کُل امت میں ایک طرف بخیل ایک طرف غریب۔۔ایک واحد انسان نکل کر آیا۔تو یہ سارے بخیل، سارے مفلس اور علیؑ کیا یہ سب برابر ہو جائیں گے؟ کیا درجے میں برابر ہو جائیں گے؟ اللہ کا ایک نام ہے رفیع الدّرجات۔۔درجوں کو بلند کرنے والا تو جب درجے وہ بلند کرے گا تو کسی کا درجہ گھٹے گا جب ہی تو کسی کا درجہ بلند ہو گا۔

اس آیت نے آ کر علیؑ کا درجہ اتنا بڑھا دیا کہ سب ایک طرف رہ گئے اور علیؑ کا درجہ بلند سے بلند تر ہو گیا۔۔تو درجہ بندی تو ہے۔اب اس آیت میں کیا کریں گے؟ نہیں ہے قرآن میں علیؑ کا نام، نہیں یہ آیت اولین وآخرین میں علیؑ کے نام۔۔تو آیۂ نجویٰ میں کیا ہوگا؟ کتنی عجیب بات ہے یعنی کبھی کبھی ہم جب یہ کہہ دیتے ہیں کہ صادقِ آلِ محمدؑ سے کسی نے پوچھا کیا پوری امت۔۔؟ تو معصوم نے کہا ہاں پوری امت۔بہت سے لوگ مانتے نہیں اس کو، کہا ایک آدھ تو ہوں گے حق پر۔امام نے فرمایا نہیں کوئی نہیں۔راوی نے کہا سلمان وابوذر۔۔؟ کہا ان کی بات نہ کرو، کہا عمّار اور مقداد۔۔؟ کہا ان کی بات نہ کرو تو اس صف میں سلمان، مقداد، ابوذر، عمار کی بات نہ کیجئے۔۔تو جب رسولؐ یہ کہہ دیں کہ کلِ ایمان جا رہا ہے کلِ کفر کے مقابل۔۔۔امت ہے اِدھر، علیؑ جا رہے ہیں اُدھر اور نبیؐ کیا کہہ رہے ہیں؟ وہ جا رہا ہے کلِ ایمان تو یہاں کیا رہ گیا؟

ایسے مناظر کئی بار نظر آئیں گے۔۔۔یہ تو حدیث تھی نا کہ آپ کہہ دیں پتہ نہیں نبیؐ نے کیا کہا تھا لیکن یہ ہے قرآن۔۔! سارے کنجوس پوری امت باہر اور علیؑ مسجد کے اندر۔۔! سارے بخیل باہر، علیؑ مسجد کے اندر تو میں یوں کہہ دوں۔۔یہ کوئی حدیث نہیں ہے جو کہہ رہا ہوں نہ کسی نے لکھا تو یوں کہہ دوں کہ ساری

اُمت کے بخیل وہ مسجد کے باہر اور کلِ سخاوت۔۔۔ انکار کیسے کریں گے آپ؟ اب ذرا اس صف میں کوئی غنی۔۔، کوئی سخی۔۔ جب آیت ہی کسی کو غنی، سخی نہیں کہہ رہی تو آپ کیسے کہہ رہے ہیں؟

بس ایک ہے کلِّ سخاوت۔۔!

مولاؑ فرماتے ہیں کہ ہم نے عمل کیا۔۔ ایک دینار تھا، دس درہم اس کے ملے، دس سوال مَیں نے کئے اور نبیؐ نے مجھے دس جواب دیئے۔۔ کسی نے کہا کیا سوال کیا؟ کہا سرِ نبیؐ، سرِّ امامت، راز۔۔ لیکن رازِ نبیؐ، رازِ علیؑ، رازِ امامؑ راز تو ہوتا ہے لیکن کچھ لوگ سرِ کے جاننے والے ہوتے ہیں۔۔ اس میں عورتیں بھی ہوتی ہیں۔ باہر سلمان، ابوذر رازدارِ رسولؐ۔ حذیفہ، عمّار بھی رسولؐ کے رازدار، گھر میں امّ سلمٰی رازدارِ رسولؐ۔۔۔ رازدارِ معصوم۔

اُمِ سلمٰی ہی سے تو پوچھا تھا کسی نے کہ رسولؐ نے آخری وقت فاطمہؑ سے کیا کہا تھا؟ ایک بات کی تو اسے سن کر فاطمہؑ رونے لگیں، جب دوسری بات کی تو فاطمہؑ مسکرانے لگیں۔۔ اس کے بعد رسولؐ کا وصال ہو گیا۔ تو اُمِ سلمٰی نے کہا رازِ نبیؐ رازِ معصومہ۔۔ یعنی اُمِ سلمٰی کو معلوم تھا وہ راز۔۔ تو اب یہ رازدار پر ہے کہ وہ کسی کو بتا دے، کس کو بتائے گا۔

اب علیؑ کہتے ہیں میری حدیث کا بار ملکِ مقرب اٹھائے۔۔ یا کوئی نبیؐ۔۔ یہ آیت آئی کیوں؟ یہ آیت آیتِ آزمائش ہے! اتنا تمہیں دولت مند بنا دیا اسلام نے اس نبیؐ نے اتنی عزت دے دی۔ اب نبیؐ پر کتنا خرچ کرو گے؟ آزمانے کے لئے آئی۔ جبھی تو علیؑ کو بلا کر رسول اللہؐ نے کہا کہ کوئی آ ہی نہیں رہا سوال کرنے یہ سب سمجھ رہے ہیں کہ بہت زیادہ پیسہ ہے تو یا علیؑ بتاؤ کتنی رقم مقرر کی جائے کہ

اتنی رقم دے کر باہر صدقہ کر کے پھر مجھ سے سوال کرنے آؤ تو حضرت علیؑ نے کہا ایک درہم۔۔ رسولؐ اللہ نے کہا یہ بہت زیادہ ہے یہ نہیں دے پائیں گے۔ نبیؐ کو سطح معلوم ہے سب کی۔۔!

علیؑ نے کہا آدھا درہم کہا نہیں علیؑ یہ بھی بہت زیادہ ہے۔۔۔ اچھا یہ بتایئے اللہ نے آیت اُتار دی اور اس میں آ گیا حکم۔۔ مشورہ کر رہے ہیں دو بھائی۔ آیت میں ان کا مشورہ شرک تو نہیں ہو جائے گا۔ معلوم ہوا کہ جب اس کا حکم آتا ہے تو آئین یہ دونوں مل کر بناتے ہیں۔ رسولؐ خود ہی اعلان کر دیتے اتنی رقم۔ علیؑ کو بلا کر کہا یا علیؑ کتنی رقم؟ اب علیؑ کو دیکھئے ایک درہم سے شروع کیا۔۔ کہا آدھا درہم، کہا اس کا بھی آدھا۔۔ کہا یہ بھی بہت زیادہ ہے۔ آخر میں اتنا رسولؐ نے علیؑ سے کہلوایا۔۔ کہ علیؑ نے کہا شعیر جَو۔۔۔ کیا مطلب؟ ایک جو کے دانے کے برابر سونا۔۔ کہا علیؑ ہاں یہ ٹھیک ہے۔ بہر حال ایک جَو کے دانے کے برابر سونا۔۔ ارے بھئی! ایک درہم تو سونے کا خیبر سے۔۔۔ سینے سے لگے ہوئے تھے وہ سارے درہم دینار سونے کے جو یہودیوں سے آئے تھے سب سونے کے تھے۔

یہ آپ کے سکوں کی طرح کانسی اور تانبے کے نہیں تھے، دیتے کیسے۔۔ ہر درہم سونے کا تھا۔۔ ایک ایک تولے کا تھا۔ آج کے ساڑھے چار پانچ ہزار کا ایک تھا تو ایک سوال پر چھ ہزار روپے خرچ کرتے تو رسولؐ نے ذرا کم کرایا کہ شائد آ جائیں۔۔ پوچھیں مجھ سے؟ اچھا تو آپ کو پریشانی کیا ہے؟ نہ پوچھیں۔۔۔ یا رسولؐ اللہ آپ کو کیا پریشانی ہے؟ یہ نہ آئیں پوچھنے۔۔ کیوں اتنی رقم کم کراتے چلے جا رہے ہیں کہ لوگ آئیں۔۔۔ ظاہر ہے رسولؐ اللہ کو یہ فکر ہے کہ علم کی توہین ہو گی۔۔ لوگ کہیں گے کہ سیکھا کیا علم کا ذوق ہی نہیں ہے۔۔۔

اب معلوم ہوا کہ یہ آیت بتانے آئی تھی کہ ان سب کو علم کا ذوق کتنا ہے؟ وہ تو ظاہر ہو رہا ہے۔ وہ تو پتہ چل رہا ہے وہی ذوق چلا آ رہا ہے۔۔۔ تو علیؑ کو کیا ضرورت تھی کہ یہ دس سکے خرچ کریں؟ آپ کو کیا علم کی کمی ہے؟ یہ آپ کاہے کے لئے دس سوال کرنے جارہے ہیں؟

وہ شہرِ علم ہیں آپ دروازہ ہیں۔ آیت نے اتر کر بتایا شہر میں جانے کا حق کس کو ہے؟ آج تک کوئی گیا ہو شہر تک تو ہمیں بتا دیجئے! ارے دروازے تک آئے ستر مرتبہ اور لوٹ گئے اگر یہ نہ ہوتا تو ہم ہلاک ہو گئے ہوتے۔۔۔ ارے اندر بھی گئے؟ اچھا اگر آیت آجاتی اور علیؑ بھی عمل نہ کرتے تو کیا ہوتا۔۔ کیا ہوتا؟ قرآن کی آیات کا غرور ٹوٹ جاتا۔ دنیا کہتی کوئی اثر ہی نہیں تھا قرآن کی آیات میں۔ ایک آیت ایسی بھی ہے قرآن میں کہ اللہ کا حکم آیا ماننے والا کوئی نہیں تھا۔۔ علیؑ نے عمل کر کے بتایا کہ قرآن کا غرور علیؑ ہے۔

علیؑ کے ایک ایک درہم کا ایک ایک سوال۔۔ سنیں گے آپ؟ علیؑ گئے ایک درہم دیا۔۔۔ علیؑ فرماتے ہیں مَیں نے ایک درہم صدقہ کیا مسجد میں گیا، تنہا رسولؐ! مَیں نے رسولؐ اللہ کے نزدیک جا کر پہلا سوال کیا۔۔۔ مَیں نے کہا یا رسولؐ اللہ وفا کیا ہے؟ کہا یا علیؑ توحید۔۔۔ کلمۂ لا الٰہ الّا اللہ۔ شرح کروں؟ الست بربّکم۔۔ قرآن۔۔ ہم نے تمام روحوں کو بلایا اور ہم نے ان سے پوچھا تمہارا رب کون ہے؟ سب نے پکار کر کہا قالو بلیٰ۔۔ ہاں! تو ہی ہمارا رب ہے۔ وہاں سے کہہ کے چلے۔۔ یہاں آئے، کوئی بت پوجنے لگا۔۔ کوئی لات کوئی منات، ارے وفادار کہاں ہے؟ علیؑ نے پوچھا وفا کیا ہے؟ کہا توحید۔۔۔! جس کا وعدہ کر کے آئے تھے۔۔ کیا وفا، کیا وفا نبھائی، توحید اُسی کے پاس ہے جو وفادار ہے۔

میر انیس کہتے ہیں:۔

گذرِ منزلِ تسلیم و رضا مشکل ہے
سہل ہے عشقِ بشر، عشقِ خدا مشکل ہے

وعدہ آسان ہے، وعدے کی وفا مشکل ہے
جن کے رتبے ہیں سوا اُن کو سوا مشکل ہے

یہ فقط امر ہوا فاطمہؑ کے جانی سے
مشکلیں جتنی پڑیں کاٹیں وہ آسانی سے

علیؑ کہتے ہیں مَیں نے دوسرا درہم صدقے کیا اور مَیں اندر مسجد میں گیا، مَیں نے کہا یا رسولؐ اللہ فساد کیا ہے؟ اب یہ لسانیات کا کمال ہے کہ دونوں سوال آپ کو فاصلے کے لگیں گے یعنی وفا کا فساد سے کوئی تعلق نہیں۔۔ لیکن جواب توحید کے الٹ آئے گا۔۔۔ علیؑ نے کہا فساد کیا؟ نبیؐ نے کہا یا علیؑ فساد کفر و شرک، توحید کا الٹ۔۔ قرآن کہتا ہے!

لا تفسدوا فی الارض

زمین پر فساد نہ کرو تو معلوم کیسے ہو کہ فساد کیا ہے؟ اس لئے اللہ نے قرآن میں لکھ دیا جو فساد کرے وہ کافر ہے، وہی مشرک ہے، اب یہ آزماؤ کہ کافر ہے کون۔۔۔ جدھر سے فساد ہو؟ کافر کا فیصلہ آپ کر کیسے رہے ہیں۔۔! جو تابوت اٹھائے وہ کافر، جو علم اٹھائے وہ کافر، جو ذوالجناح نکالے وہ کافر، جو مجلس کرے وہ کافر۔۔۔ نہیں۔ جو فساد کرے، جو فساد کا بیج بوئے، کوئی کاغذ لا کر ڈال دے سب کے بیچ میں کہے اس کو مانو، بھئی فساد کیا کس نے؟ کل جب نبیؐ نے کاغذ مانگا تھا تو دیا نہیں اور اب یہ شریعت بل کا کاغذ اسمبلی میں پیش کیا جا رہا ہے۔۔۔ اس

کو مانو، فساد شروع۔

علیؑ نے تیسرا درہم دیا۔۔۔ اور پھر مسجد میں گئے اور علیؑ کہتے ہیں مَیں نے پوچھا یا رسولؐ اللہ حق کیا؟ دسوں سوالوں کی ترتیب بھی دیکھتے جایئے ۔۔۔ یا رسولؐ اللہ حق کیا؟ کہا یا علیؑ اسلام۔۔ قرآن اور تمہاری ولایت۔ لغاتِ قرآن میں حق کے معنی کیا ہیں؟ امام راغب حدیثوں اور تفسیروں کے امام۔۔۔ حق کے معنی لغات القرآن میں بتاتے ہیں کہ ایک ہے چوکھٹ بازو، ایک ہے دروازہ دونوں کو جوڑنے کے لئے ایک قبضہ چاہئے اور وہ دروازہ وہ قبضے کے اوپر اِدھر اُدھر گھومتا ہے۔

قبضہ نہ ہو تو نہ دروازہ اِدھر آئے، نہ بند ہو نہ کُھلے۔۔۔ ہیں دونوں چیزیں بڑی اہم۔۔ بازو چوکھٹ، دروازہ۔ دونوں اہم لیکن دونوں قبضہ کے بغیر جڑ نہیں سکتے۔ قبضہ نہ ہو تو دروازہ گھومے گا نہیں اپنے محور پر۔ حق کے معنی ہیں وہ قبضہ جو بازو اور دروازے کو آپس میں جوڑ کے حرکت دے رہا ہو۔ علیؑ نے کہا حق کیا؟ رسولؐ نے کہا اسلام، قرآن اور تمہاری ولایت۔۔۔ یہ بازو چوکھٹ اسلام، یہ قرآن ہے دروازہ۔۔ یہ دونوں جُڑیں کیسے؟ جب تک ولایت نہ ہو۔

علیؑ فرماتے ہیں مَیں واپس آیا۔ مَیں نے چوتھا درہم صدقے کیا اور جا کر مَیں نے چوتھا سوال کیا۔۔ مَیں نے کہا حیلہ کیا؟۔۔ نبیؐ نے کہا حیلہ۔۔ ترک کر دینا۔ حیلے کے ۲۲ معنی ہیں اردو عربی اور فارسی میں بھی۔ حیلے کے سب سے بڑے معنی سیاست۔۔ کون سی سیاست؟ دغا بازی والی سیاست؟ مکاری والی، عیاری والی؟ علیؑ نے کیا کہا۔۔! مثلاً ترجمہ کر رہا ہوں۔۔ حیلہ کیا؟ یا رسولؐ اللہ سیاست کیا؟ رسولؐ نے کہا سیاست ترک کر دینا۔ کائنات کی سب سے بڑی سیاست کیا؟

سیاست کو ترک کر دینا۔۔۔نہیں غور کر رہے آپ! آج تک اہلِ بیتؑ کی سیاست کو دنیا نہیں سمجھ سکی۔

سب سمجھتے رہے حسنؑ نے صلح کر لی۔۔۔، ارے جو سیاست چل رہی تھی، جو سیاست حسنؑ چلنے والے تھے اس کو ترک کر دیا۔ یہ ہے سب سے بڑی سیاست۔ بھئی تاج و تخت حسنؑ نے دے دیا ہے یعنی تاج و تخت کو ترک کر دیا اس نے کہا لاؤ۔۔۔حسنؑ نے کہا ایسے نہیں دوں گا۔ علامہ اقبال کہتے ہیں ایک بار تاج و تخت کو حسنؑ نے ٹھوکر ماری۔۔

پشتِ پا زد بر سرِ تاج و نگیں

اس سے پہلے کہ جنگ کی آگ بھڑکتی حسنؑ نے تاج و تخت کو ٹھوکر ماردی۔۔تاج و تخت کو ترک کیا۔۔۔بڑی سیاست ہے لے لینا۔۔یا بڑی سیاست ہے ٹھکرانا، حسنؑ نے ٹھوکر مار کر کہا اب سر پر تم رکھ لینا کہے گی دنیا پاؤں سے ٹھکرایا ہوا۔

حضرت علیؑ کہتے ہیں مَیں نے پانچواں درہم صدقہ کیا اور پانچواں سوال کیا اور پوچھا یا رسولؐ اللہ! مجھ پر کیا فرض ہے؟ کہا اللہ اور رسولؐ کی اطاعت اور فرماں برداری۔ واضح ہے۔۔تشریح کی ضرورت نہیں۔ رسولؐ کہے تم پر فرض۔۔فرض کیا ہے اپنے اوپر لازم کر لینا حکمِ پروردگار پر جو بات لازم کر لی۔۔اب اس میں بال برابر فرق نہ آئے۔ چاہے نماز کا وقت نکل جائے۔۔۔اور آفتاب غروب ہو جائے۔۔اب علیؑ کے زانو پر رسولؐ کا سر ایک طرف نماز، ایک طرف اللہ کا حکم! نماز پڑھی یا اللہ کا حکم مانا۔۔۔!

کہتے ہیں مَیں نے چھٹا درہم دیا اور آئے۔۔کہا! یا رسولؐ اللہ مَیں اللہ سے کیسے دعا مانگوں؟ کہا صدق و یقین کے ساتھ۔ لوگ کہتے ہیں ہم اتنی اتنی دعائیں

مانگتے ہیں قبول نہیں ہوتیں۔ بھائی بھائی سے پوچھ رہا ہے اور بھائی بھائی کو بتا رہا ہے۔۔۔ جہاں صدق و یقین ہے وہاں دُعا قبول ہے۔

ساتواں سوال۔۔۔ یارسولؐ اللہ مَیں اپنے رب سے کیا مانگوں؟ یا علیؑ عافیت مانگو۔ دولت نہیں مانگو، پیسے نہیں، تجارت نہیں۔۔۔ یہ سب ہم دیتے ہیں، پیدا کیا ہے۔۔ روٹی ہم دیں گے، رزق ہم دیں گے، کپڑا ہم دیں گے۔۔ مانگو کیا؟ عافیت کے معنی۔۔ امن، سکون، راحت۔۔۔ یا علیؑ عافیت مانگو۔

آٹھواں سوال۔۔۔ کہا یا رسولؐ اللہ! مَیں اپنے نفس کی نجات کے لئے کیا تدبیر کروں؟ کہا یا علیؑ حلال کھاؤ اور سچ بولو، نفس کی نجات۔۔۔ نفس کی نجات کیا ہے؟ جب انسان حلال کھائے اور سچ بولے اور اگر پوری امت کبھی صدیوں میں سچ بولی ہو اور نہ حلال کھایا ہو تو کیا ہوگا؟ قرآن کہہ رہا ہے جس نے یتیم کا مال کھایا اس نے حرام کھایا، جس نے یتیم کا مال یہ کہہ کر لیا ہے کہ یہ حق ہمارا ہے اس نے جھوٹ بولا ا۔۔۔ زہراؑ یتیم تھی، فدک مانگ رہی تھیں۔

نواں سوال۔۔ یارسولؐ اللہ سُرور کیا ہے؟ جب یہ آٹھوں سوالوں کے جواب پر عمل ہو جائے تبھی تو سرور آتا ہے۔۔ توحید سے بات شروع ہوئی، نبوت، امامت، ولایت، عقائد سے ہوتے ہوئے یہاں بات آئی۔۔ سُرور کیا ہے؟ کہا جنت۔

کہا مَیں نے دسواں درہم دیا اور دسواں سوال کیا۔۔ یارسولؐ اللہ راحت کیا ہے؟ وہ سُرور، یہ راحت۔۔۔ کہا یا رسولؐ اللہ راحت کیا؟ کہا لقائے رب، مرضیٔ رب۔ سُرور جنت، سُرور معرفتِ اہلِ بیتؑ، تب ہے جنت اور راحت مرضیٔ رب۔ راحت اس کو ملی جو مرضیٔ رب پر چلا۔ بس یہ ہے پوری داستانِ آلِ محمدؐ کہ جب بھی پوچھا گیا کیا چاہیے؟ کہا لقائے رب۔۔۔ اس لئے کہ اس میں راحت تھی۔

لقائے رب یعنی اپنے رب سے ملاقات، آلِ محمدؐ کے لیے ایک طرف دنیا کی کامیابیاں اور کامرانیاں تھیں، جنگ فتح اور دنیا کی سلطنت تھی دوسری طرف لقائے رب یعنی اپنے رب سے ملاقات تھی، آلِ محمدؐ نے ہمیشہ لقائے رب کو پسند کیا، حسین ابن علیؑ نے بچپن میں ہی اپنے رب کی ملاقات کو پسند کیا تھا۔ شہادت کو قبول کیا تھا۔ یہی مشیتِ الٰہی تھی۔ وقتِ وفاتِ نبیؐ حسینؑ اپنے نانا کے قریب کھڑے ہوئے گریہ کر رہے تھے۔

مدینے سے حسینؑ کی رخصت

سب سے آخر میں وقتِ وفات نبیؐ نے حسینؑ سے ملاقات کی۔ کہا حسینؑ میرے پاس آؤ۔ اس وقت نانا لیٹے ہوئے تھے تو حسینؑ نے اپنا سر نانا کے سینے پر رکھ دیا۔ جیسے ہی سر نبیؐ کے سینے پر رکھا۔ نبیؐ نے اپنے کانپتے ہوئے ہاتھ اٹھائے اور حسینؑ کے سر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا اور سر کو پکڑ کر کہا حسینؑ میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرا یہ سر دربار میں کٹا ہوا تحفے میں جا رہا ہے۔ چار سال کا بچہ نانا سے یہ سنے، کٹا ہوا سر، ذرا حسینؑ کا دل تو دیکھو۔ کیا وعدے ہیں۔ اللہ اللہ۔ ابھی حسینؑ کا سِن مشکل سے ۲۸ اور ۳۰ ہوگا۔ حسینؑ کے شباب کا عالم ہے۔ امام حسنؑ اور امام حسینؑ، دونوں بھائیوں میں زیادہ چھٹائی بڑائی نہیں ہے، برابر کے بھائی ہیں۔ صفین کی لڑائی لڑ کے علیؑ آ رہے ہیں اور اب عراق کی سرزمین سے لشکر گذر رہا ہے۔ لشکر آگے بڑھ رہا ہے، پہلو میں حسنؑ بھی ہیں حسینؑ بھی ہیں ابنِ عباس مولا علیؑ کے ساتھ ساتھ تھے۔ ابنِ عباسؓ کاتب تھے۔ جو علیؑ کہتے وہ لکھ لیتے، اس لیے ساتھ ساتھ۔ کتنا تیز جا رہا تھا علیؑ کا گھوڑا اور اس طرح پورا لشکر اسی رفتار سے چل رہا تھا۔ تیز دوڑتا ہوا گھوڑا، دو لاکھ کا لشکر ہے، زمین ہل رہی ہوگی جب ۲ لاکھ

کا لشکر ایک صحرا سے علیؑ کی سرداری میں گذر رہا ہوگا۔ اتنا تیز چلتا ہوا گھوڑا۔ لجامِ فرس کو کھینچا۔ گھوڑا رکا، حسنؑ رُکے، حسینؑ رُکے۔ (عبداللہ ابنِ عباسؓ نے علیؑ کا چہرہ دیکھا) پورا لشکر رک گیا۔ کہا عبداللہ ابنِ عباس۔ ابنِ عباسؓ نے کہا کہ بس اتنا ہی کہا تھا، کہ میں نے چہرہ اُٹھایا کہ کوئی قول دینے جارہے ہیں تو لکھوں۔ اب جو میں نے علیؑ کا چہرہ دیکھا تو آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ (استقبالِ محرم کے لیے آئے ہیں) چاند نظر آچکا۔ آج پہلی محرم ہے۔ مولا علیؑ نے کہا ابنِ عباسؓ بس یہ جگہیں ہیں جہاں ہمارے اونٹ بٹھائے جائیں گے وہ سامنے دیکھو۔ وہ فرات کا کنارہ ہے، یہاں ہمارے خیام لگیں گے، ہمارے خیام، ہمارے اونٹ۔ ایک بار آگے بڑھے ان جگہوں کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھتے چلے، دونوں بیٹے ساتھ۔ عبداللہ ابنِ عباسؓ بھی ساتھ۔ ابنِ عباسؓ کہتے ہیں کہ جب کچھ دور بڑھے علیؑ کو کچھ بیری کے درخت نظر آئے۔ چھوٹے چھوٹے درخت۔ کہا ابنِ عباسؓ ان درختوں کے قریب جاؤ دیکھو کہ کچھ ہرن بیٹھے ہوئے ہیں۔ سنو ابن عباسؓ جب کسی صیّاد سے خوفزدہ ہوکے ہرن بھاگتے ہیں تو یہاں آکے چھپ جاتے ہیں یہاں صیّاد اُنھیں پکڑ نہیں پاتا۔ ان کو معلوم ہے کہ یہاں ہمیں پناہ ملے گی۔ یہاں سایہ بھی ہے اور وہ یہیں بیٹھتے ہیں آکے حفاظت کے خیال سے۔ دیکھو کچھ ہرن یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ درخت کے پاس۔ عبداللہ ابنِ عباسؓ آگے بڑھے دیکھا اور کہا ہاں مولا کچھ ہرن کھڑے ہیں۔ کچھ بیٹھے ہوئے ہیں اور بہت اطمینان سے ہیں، خوفزدہ نہیں ہیں۔ کہا یہی تو میرے حسینؑ کا مقتل ہے۔ ایک بار حسینؑ کو آگے بلایا گلے سے لپٹایا، رخسار چوما اور کہا کچھ برسوں بعد یہیں تیرا گلا کاٹا جائے گا۔ علیؑ رو رہے ہیں، عزادارو! آگے بڑھ کے خدمت میں کہو مولا۔ زندۂ جاوید کا ماتم نہیں

ہوتا۔ حسینؑ زندہ ہیں اور آپ رو رہے ہیں، ہاں ہاں شہید زندہ ہے۔ لیکن جیسے رسولؐ روئے حسینؑ کی زندگی میں، جیسے علیؑ روئے حسینؑ کی زندگی میں، تو ہم بھی تاسیِ نبی میں، تاسیِ علیؑ میں زندہ کو روتے ہیں۔ گناہ نہیں ہے، عیب نہیں ہے۔ علیؑ رو رہے ہیں۔ وقت شہادت تھا، حسن مجتبیٰؑ کا، حسینؑ آئے، بھائی سے لپٹ گئے۔ بھائی یہ کس نے ظلم کیا آپ پر۔ کس نے زہر دیا۔ کہا بھول جاؤ حسینؑ کس نے زہر دیا۔ میری مصیبت دیکھ کر اتنے پریشان ہو رہے ہو مجھے اپنی مصیبت کی پرواہ نہیں ہے، بھائی مجھے تو وہ وقت یاد آرہا ہے جو نانا نے بتایا ہے جو مصیبتیں تم پر پڑیں گی۔ پچاس ہجری حسنؑ دنیا سے چلے گئے اور یہ ۶۰ ہجری، ۲۸ رجب۔ حسینؑ کی مصیبتوں کا آغاز۔ تو ۵۰ برس میں تو گھر بسا۔ تھوڑے سے تو افراد تھے گھر میں۔ کتنے لوگ تھے نبیؐ کے گھر میں۔ پچاس برس پہلے کتنے لوگ تھے اتنے لوگ تھے کہ ایک چادر میں آگئے تھے۔ تو حدیثِ کساء بن گئی۔ کُل خاندان نبیؐ کا یہ ہے۔ علیؑ ہیں فاطمہؑ ہیں۔ بڑی محنت لگتی ہے خاندان کو بسانے میں۔ آسان نہیں ہے خاندان کو بسانا۔ دو پشتوں، تین پشتوں کا انتظار کرنا پڑتا ہے تب بڑا خاندان بنتا ہے۔ اس سے پوچھو جس مالی نے چمن لگایا ہو۔ خزاں کا کیا آکے لوٹ لے جائے۔ اب بتاؤں۔ پچاس برس میں خاندان کتنا بڑا ہوا۔ چادر میں پانچ تھے نا۔ یہی تو ہے حدیث کساء۔ اب سناؤں خاندان کتنا بڑا ہوا۔ سن لو۔ علیؑ اکیلے تھے نا چادر میں ۲ ہی بیٹے تو تھے۔ علیؑ کے ۱۸ بیٹے۔ ۱۸ بیٹیاں۔ چادر میں تو کوئی بیٹی نہیں تھی۔ ۵۰ برس میں خاندان بنا۔ فضائل کا جملہ ۲۰ برس علیؑ خاموش اس لیے بیٹھے رہے کہ خاندان بنانا تھا۔ لڑتے تو مارے جاتے۔ خاندان ختم ہوجاتا۔ کہاں ہوتے ۱۸ بیٹے۔ بیٹیاں، بڑے بیٹے حسنؑ۔ حسنؑ کے ۸ بیٹے۔

۵ بیٹیاں۔ حسینؑ کے ۳ بیٹے ۳ بیٹیاں۔ حسینؑ کا بڑا بیٹا زین العابدین۔ ایک بیٹا ۵ برس کا۔ علیؑ کے بڑے بھائی عقیلؑ۔ عقیلؑ کے ۱۲ بیٹے۔ ۷ بیٹیاں۔ جعفر طیارؑ علیؑ سے بڑے۔ ۳ بیٹے۔ ۳ بیٹیاں۔ یہ ابو طالبؑ کا خاندان بتا رہا ہوں۔ عبداللہؑ اور ابو طالبؑ دونوں بھائیوں کا خاندان ایک ہی ہے۔ عبداللہؑ کی پوتی ہیں فاطمہؑ۔ ابو طالبؑ کے بیٹے ہیں علیؑ۔ خاندان اب بن رہا ہے۔ تو اب یہ جو ۱۸ بیٹے علیؑ کے تھے۔ سب کی شادیاں علیؑ نے اپنے سامنے کیں۔ عباسؑ کے دو بیٹے۔ مسلمؑ کے چار بیٹے۔ ایک بیٹی اور پھر اس طرح عقیلؑ کے تمام بیٹوں کے بیٹے اور علیؑ کے بیٹوں کے بیٹے۔ بیٹیوں کے بیٹے۔ حضرت علیؑ کی بہن اُمِّ ہانی بھی موجود تھیں، ۵ بیٹے اُن کے بھی تھے دو بیٹیاں تھیں، اُمِّ ہانی کا ایک بیٹا علیؑ کا داماد ہے۔ علیؑ کی کوئی بیٹی گھر سے باہر نہیں گئی۔ سب کی شادیاں خاندان میں ہوئیں۔ اس لیے کہ بیٹوں کی کمی نہیں تھی۔ عقیل کے بیٹے تھے، جعفر کے بیٹے تھے، اُمِّ ہانی کے بیٹے تھے۔ ساری علیؑ کی بیٹیاں چچاؤں کے گھر اور پھوپھیوں کے گھر بیاہ کے گئیں۔ یوں خاندان بسا اور بنا۔ یہ خاندان ابو طالبؑ کا تھا۔ یہ سب سادات تھے۔ یہ نبیؐ کے گھرانے والے تھے۔ ایک ذرا سا نظر بچا کے اُن کو سلام جو غیر گھر کی بیٹیاں اِس گھر میں بیاہ کر آئیں، وہ بیبیاں جو غیر خاندانوں سے دلہن بن بن کر آئیں۔ کِس کِس کا نام لوں۔ اُمِّ لیلیٰؑ کا نام لوں، اُمِّ ربابؑ کا نام لوں، اُمِّ فروہؑ کا نام لوں۔ عباسؑ کی زوجہ لبابہؑ کا نام لوں۔ یہ خاندان کی بیبیاں نہیں ہیں یہ باہر سے آئی ہیں۔ یہ دوسرے قبیلوں کی ہیں۔ اللہ اللہ تھوڑے سے دنوں میں بیاہ بیاہ کر آئیں اور اپنے مرتبے کو جناب زینبؑ سے ملا دیا۔ وہی شان وہی عبادت وہی سخاوت وہی رہن سہن۔ ایسا لگتا ہے۔ جیسے فاطمہؑ کے گھرانے میں پیدا ہوئیں ہوں۔ بیاہ

کر آ گئیں تب معلوم ہوا کہ یہ خاندان بسایا کیوں گیا ہے۔ خاندان اس لیے بسایا جاتا ہے کہ نسل کو آگے جانا ہے۔ یہ پھولے پھلے آبادیاں بڑھائے بیبیاں آئیں تو انھیں پتہ چلا نہیں۔ یہ خاندان بسایا گیا ہے اس لیے کہ ایک دن اسے کٹ جانا ہے۔ آپ کیا آسان سمجھ رہے ہیں کہ وہ بیبیاں جو باہر سے آئی ہیں اپنے بچوں کو اس تمنا میں پال رہی ہیں کہ یہ جوان ہونگے، ہم ان کا بیاہ کریں گے، یہ پروان چڑھیں گے ہم ان کی نسل دیکھیں گے۔ واہ رے اُمّ لیلیٰؑ، واہ رے اُمّ فروہؑ۔ ۲۸ رجب کو یہ بھرا گھر خالی ہو گیا۔ حسینؑ کہہ رہے تھے۔ گھر خالی کردو علی اکبرؑ۔ کسی کا بھرا گھر ایک دم سے خالی ہو جائے۔ سارا سامان باہر چلا جائے، وہ ایک لمحے کے لیے خالی گھر میں ٹھہر نہیں سکتا، یہ نفسیاتی باتیں ہیں۔ جنہوں نے ہجرتیں کی ہیں اور بڑے بڑے مکان چھوڑے ہیں وہ یاد کریں، ہمت نہیں پڑی جس گھر کے لوگ باہر آ جائیں سواریوں میں بیٹھ جائیں، سامان لاد دیا جائے اب دوبارہ اس گھر میں تو چلے جائیں ہمت نہیں پڑتی۔ گھر سائیں سائیں کرتا ہے۔ آسان نہیں ہے۔ خالی گھر میں جانا۔ صبح سے سامان لادا جانے لگا۔ حجرے خالی ہونے لگے، اونٹوں پر سامان بار ہونے لگا۔

صرف بیبیاں ہی تو رہ گئیں۔ خالی گھر اور بیبیاں بستر بھی گئے، گھر کی مشکیں بھی گئیں، ضروریاتِ زندگی کا دیگر سامان بھی گیا۔ سب سامان لاد دیا گیا اونٹوں پر پچاس برس میں جو گھر بسا ہے وہ گھر کتنا بڑا ہوگا۔ جس میں اتنے افراد رہتے ہیں اور وہ گھر خالی کیسا لگتا ہوگا۔ تم کیا سوچ سکتے ہو؟ کیا تم اس کا احساس کرو گے؟ احساس دلاؤں۔ کہ کسی کا ایک کا بڑا مکان ہو، جس میں سو لوگ رہتے ہوں اور ان کا سامان رہتا ہو، کس سے پوچھو گے کہ کیا ہوا۔ تو اب بتاؤں کیا ہوا ''صغریٰؑ

سے پوچھو"۔ نو سال کی بچی سے پوچھو۔ صغریٰؑ ادھر مڑیں، بھیا علی اکبرؑ کا بستر تھا۔ صغریٰؑ ادھر مڑیں یہاں بھیا قاسمؑ کا بستر تھا۔ صغریٰؑ اُدھر مڑیں یہاں چچا عباسؑ تھے۔ صغریٰؑ کی نظر دالان پر گئی۔ یہاں علی اصغرؑ کا جھولا تھا، کہاں گیا۔ جھولے میں ایک بچہ اگر گھر میں ہو تو رونق ہوتی ہے ارے ایک چھوٹا سا بچہ اس گھر میں رونق بڑھانے کے لیے تھا۔ صغریٰؑ گھبرا گھبرا کے دیکھتیں۔ علی اصغر تو گئے تھے جھولا بھی گیا۔ خالی گھر میں واپس جانا آسان نہیں ہے۔ سامان جا چکا۔ سواریاں چلیں، بیبیاں سوار ہوئیں۔ سب سے آخر میں عباسؑ و علی اکبرؑ گھوڑوں پر بیٹھے سامنے گھر کے ایک درخت تھا اس کے نیچے علی اکبرؑ کا گھوڑا عقاب بندھا ہوا تھا۔ حسینؑ باہر آئے، نگرانی کر رہے تھے، قافلہ آگے بڑھتا جاتا تھا۔ اونٹ آگے بڑھتے جاتے تھے یا پھر ناقے اور عماریاں سب آگے بڑھ گئیں۔ سب سے آخر میں عباسؑ و علی اکبرؑ سوار ہونگے۔ ابھی عباس علم لے کر قافلے کے آگے آگے چلیں گے۔ ایک بار حسینؑ نے دیکھا کہ علی اکبرؑ اپنے گھوڑے عقاب کے پاس گئے، چاہتے تھے کہ لجام کو پکڑ کر رکاب میں قدم رکھ کے پشت زین پر بلند ہو جائیں کہ ایک بار حسینؑ نے آواز دی۔ علی اکبرؑ ادھر آؤ۔ علیؑ اکبر ذرا میرے پاس آؤ۔ اب کیا بیت رہی ہے میں کیسے بتاؤں کیا بیت رہی ہے علی اکبرؑ پر سر کو جھکائے ہوئے حسینؑ کے قریب آئے۔ جی بابا۔ علی اکبرؑ بہن سے مل لیے۔ کہا بابا ہمت نہیں پڑتی۔ صغریٰ کے پاس کیسے جائیں حسینؑ کو تو سب کچھ معلوم تھا، کہا۔ نہیں علی اکبرؑ مل کے آؤ۔ حسینؑ کو معلوم ہے اب یہ بھائی بہن کبھی نہ ملیں گے تاکیداً کہا مل کے آؤ۔ بہت آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتے ہوئے علی اکبرؑ صحن خانہ کو عبور کر کے اس دالان کے در تک پہنچے۔ جہاں صغریٰ کھڑی تھیں۔ بھائی پر کیا گذری ہوگی لیکن عجیب

عالم میں صغریٰ کو دیکھا۔ چھوٹی بہن۔ سر کے بالوں کو کھولے ہوئے آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں۔ گھبرا گھبرا کے ایک ایک حُجرے کو دیکھتی ہیں۔ ہُو کا عالم ہے گھر میں۔ بھائی جو آیا تو کچھ آس بندھ گئی۔ قریب پہنچے علی اکبرؑ۔ خاموش کھڑے ہو گئے صغریٰؑ کے قریب۔ بے اختیار بہن نے اپنی پیشانی بھائی کے شانے پر رکھ دی اور ایک بار رونا شروع کیا۔ بھائی کیا کہے اس وقت بہن سے کیا کہے۔ بھائی تو کچھ نہ بولا بہن بولی کہا علی اکبرؑ بھیا سب جا رہے ہیں۔ ایک وعدہ تو کر لو۔ بابا کہیں اور بستی بسانے جاتے ہیں، بھیا یہ وعدہ کرو کہ بابا کہیں بستی بسائیں گے اور اطمینان سے رہیں گے تو تم آ کر مجھے لے جاؤ گے۔ صغریٰؑ پھر اپنے عزیزوں سے ملے گی نا۔ بے اختیار جناب صغریٰؑ نے کہا بھیا علی اکبرؑ، وعدہ کرو۔ لینے آؤ گے۔ آہستہ سے علی اکبرؑ نے کہا صغریٰؑ میں وعدہ کرتا ہوں۔ میں آ کے لے جاؤں گا، میں بابا تک تمہیں پہنچا دوں گا۔ جانے کیا پھر صغریٰ کو یاد آیا۔ کہا بھیا علی اکبرؑ میں بیمار ہوں نا۔ ہو سکتا ہے یہ بیماری میرا کام تمام کر دے۔ تم جب تک آؤ تو جنت البقیع میں میری قبر پاؤ۔ تو یہ وعدہ کرو کہ بابا جب تمھاری شادی کریں گے تو دلہن کو لے کر میری قبر پر آؤ گے۔ عجیب لمحہ تھا یہ عاشور کے دن حسینؑ سر جھکائے کربلا میں بیٹھے تھے کہ ایک اونٹ سوار آ کے حسینؑ کے پاس رکا۔ سر اُٹھا کے پوچھا کہ کون ہے۔ کہا قاصدِ صغریٰؑ۔ بیمار بیٹی کا خط لایا ہوں کہا کس کے نام ہے۔ قاصد نے کہا۔ علی اکبرؑ کے نام۔ خط کو لیا، علی اکبرؑ کے سینے پر رکھا۔ کہا علی اکبرؑ صغریٰؑ نے بلایا ہے۔ یہ تمہارے نام صغریٰؑ کا خط آیا ہے۔

عشرۂ مجالس شائع ہو گیا ہے

عشرۂ مجالس
دو ہزار سال کی کہانی
نئی صدی کی زبانی

------{بمقام}------

امام بارگاہِ خیمہ سادات۔ لاہور

------{بمطابق}------

۱۴۲۱ھ بمطابق ۲۰۰۰ء

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی

......تالیف......

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی